فیضان عبد الرؤف

یعنی

عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری

دامت برکاتہم

(خلیفۂ اجل مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب نوراللہ مرقدہ)

کے مواعظ کا گنج گراں مایہ

مرتب

مفتی دبیر عالم قاسمی

استاذ حدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ

ناشر

الحاج قاری عبدالحق دیوان صاحب لاجپوری دام ظلہ

خطیب جامع مسجد، لاجپور

لاجپور، ضلع سورت، گجرات، الہند

۳۹۴۲۳۵

کتاب کا نام:..فیضانِ عبدالرؤف

خطاب:...حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم، باٹلی، یو.کے.(خلیفۂ اجل مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ)

مرتب:......مفتی دبیر عالم قاسمی مدظلہ، استاذِ حدیث جامعۃ القراءات، کفلیتہ

ناشر:......................الحاج قاری عبدالحق دیوان صاحب لاجپوری مدظلہ

سن طباعت:........................ربیع الاخریٰ ۱۴۳۱ھ / اپریل ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

KUTUB KHANA HAQQANIYA
QARI ABDUL HAQ A. DIWAN
Po. LAJPUR - 394 235
DIST.SURAT,GUJARAT-INDIA.
PH: 0261-2390937

☆☆☆☆☆

MASEEHUL UMMAT PUBLICATIONS
30 SPRING GARDENS, BATLEY,
WEST YORKSHIRE, WF17 5QX.
ENGLAND, U.K. TEL: 01924 470593
EMAIL: mup@orangehome.co.uk

فہرست

❁ پیش لفظ: قاری عبدالحق دیوان صاحب مدظلہ..........۱۸

❁ عرض مرتب: مفتی دبیر عالم قاسمی مدظلہ..........۲۰

❁ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ العالی کا مختصر تعارف: از: مولانا عبدالحیٔ سیدات صاحب لاجپوری (نادؔر لاجپوری)..........۲۲

❁ کلماتِ بابرکت: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم..........۳۳

❁ از: حضرت مولانا نصیر احمد خانصاحب دامت برکاتہم..........۳۴

❁ از: حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم..........۳۵

❁ از: حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم..........۳۶

❁ از: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید مصلح الدین احمد بڑودوی القاسمی مدظلہ..........۳۷

❁ از: حضرت مولانا سید احمد خضر صاحب مسعودی کشمیری دامت برکاتہم..........۴۰

❁ از: حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب دامت برکاتہم..........۴۲

❁ از: حضرت مولانا مفتی عباس صاحب ڈابھیلی دامت برکاتہم..........۴۳

❁ از: حضرت مولانا منیر الدین احمد عثمانیؔ صاحب دامت برکاتہم..........۴۵

❁ از: حضرت مولانا محمد مسلم صاحب مدظلہ..........۴۷

❁ از: حضرت محترم مخدومنا بھائی میاں لاجپوری مدظلہ..........۴۸

❁ تقریظ: مفتی رشید احمد صاحب لاجپوری..........۴۹

❁ مقدمہ: حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم..........۵۱

وعظ نمبر ۱

اتباعِ سنت اور پردہ کی اہمیت

❁ آپ ﷺ کا عمل ہمارے لئے نمونہ ہے............................۶۷

❁ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة............................۶۸

❁ گھر کے مزدور اور شرعی غلام میں فرق............................۷۰

❁ کھانا محتاج کی طرح کھائیں............................۷۰

❁ خدا کا نام لئے بغیر کھانے میں شیطان شریک ہوتا ہے............................۷۱

❁ عمل ایک، نیت مختلف، ثواب بے شمار............................۷۲

❁ ترکِ سنت ضعف ایمانی کی دلیل............................۷۳

❁ ہر ایک کا کہنا مانیں تو دین پر چلنا مشکل ہے............................۷۴

❁ اجنبیہ کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے............................۷۵

❁ پاک نظر شیطانی دھوکہ ہے............................۷۶

❁ بے شرم عورت، عورت ہی نہیں............................۷۷

❁ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا قابل تقلید عمل............................۷۷

❁ نیکی کی شکل میں گناہِ کبیرہ............................۷۹

❁ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بھی ایک بڑا گناہ ہے............................۸۰

❁ اپنی ضرورت کو اللہ ہی سے مانگئے............................۸۱

❁ حقوق العباد کے معاملہ میں ڈرئیے............................۸۲

❁ سودخوروں کے لئے خدا کی طرف سے اعلانِ جنگ..................۸۲
❁ مسلم معاشرہ سے میری درخواست..................۸۴
❁ تھوڑی عبادت سے اپنے کوولیہ نہ سمجھیں..................۸۶
❁ شوہر کے حقوق کالحاظ رکھئے..................۸۷
❁ شوہرکوراحت پہونچایئے..................۸۹
❁ ماں کی نادانی بیٹی کے گھر کی ویرانی..................۹۰
❁ طلاق کومذاق نہ بنایئے..................۹۲
❁ مفتی جمیل احمد تھانویؒ کاواقعہ..................۹۳
❁ زوجین کے جھگڑوں میں حکمتِ عملی..................۹۴

وعظ نمبر ۲

امانتداری کاوصف پیدا کیجئے

❁ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر پوچھ ہوگی..................۹۹
❁ مال ودولت بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے..................۱۰۰
❁ مال کمانے میں اسلاف کااحتیاط..................۱۰۱
❁ مناقب امام اعظمؒ..................۱۰۳
❁ عاریت کی چیزوں کولوٹانے کااہتمام کریں..................۱۰۴
❁ غیروں کے حقوق کی ادائیگی کااہتمام..................۱۰۵
❁ ملازمین کامالک کے مال میں تصرف..................۱۰۷

❁ مال مشتبہ سے بچنے کا اہتمام ۱۰۸

وعظ نمبر ۳

شبِ قدر کی فضیلت اور زکوٰۃ کے کچھ اہم مسائل

❁ شبِ قدر کی فضیلت ۱۱۴
❁ تراویح ائمۂ اربعہ کے نزدیک بیس رکعت سنت ہے ۱۱۴
❁ شبِ قدر کی ایک مخصوص دعا ۱۱۶
❁ صدقۂ فطر کی فضیلت واحکام ۱۱۷
❁ زکوٰۃ کے اہم مسائل ۱۱۹
❁ احکامِ شریعت سے اولاد کو واقف کیجئے ۱۲۰

وعظ نمبر ٤

سفرِ حج کے کچھ آداب

❁ شرائطِ فرضیتِ حج ۱۲۵
❁ عورتیں اپنے محرم کے ساتھ حج کریں ۱۲۶
❁ سفر کے باب میں بے احتیاطی ۱۲۷
❁ حج مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے ۱۲۷
❁ حج مکفر سیئات ہے ۱۲۸
❁ سفرِ حج سے پہلے حقوق العباد ادا کیجئے ۱۲۸

حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں.....۱۲۹
اپنے شوہر سے مشورہ کرنے میں حکمت کا لحاظ رکھے.....۱۲۹
ادائے حج سے پہلے طریقۂ حج سیکھئے.....۱۳۰
جیسی نیت ویسی برکت.....۱۳۱
ادائے حقوق کا خیال.....۱۳۴
مسائلِ حج سے واقفیت.....۱۳۴
ضروریاتِ زندگی کا علم فرض ہے.....۱۳۵
دینی معاملہ میں اپنے گھر والوں کی فکر کریں.....۱۳۶
نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں.....۱۳۶
عمل بلا اتباع قابل قبول نہیں.....۱۳۷
سفرِ حج میں نمازوں کا اہتمام کیجئے.....۱۳۸

وعظ نمبر ۵

سفرِ حج میں اضاعتِ وقت اور گناہوں سے بچئے

العبد یدبر و الله یقدر.....۱۴۳
حجاج اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہیں.....۱۴۴
سفرِ حج میں فرض نمازوں کا اہتمام کیجئے.....۱۴۵
قیامِ حرمین میں خوب بچئے.....۱۴۷
بلانیت اقتداء عورت کی نماز صحیح نہیں.....۱۴۸

❁ بوقت اداء فرض طواف نہ کریں.......................................۱۴۸
❁ حرم کی نیکی کی طرح حرم کا گناہ بھی بہت بڑا ہے.......................................۱۴۹
❁ سفر میں بیدار مغزی ضروری ہے.......................................۱۵۰
❁ قیامِ حرم میں وقت کی قدر کیجئے.......................................۱۵۱
❁ زائرین حرم سے کیا مانگنا تھا کیا مانگ بیٹھے.......................................۱۵۲
❁ سفرِ حج میں صحت کی حفاظت کیجئے.......................................۱۵۳
❁ بلا عذر شرعی ترک رمی پر دم واجب ہے.......................................۱۵۴
❁ قربانی خود کریں یا اپنے سامنے کرائیں.......................................۱۵۵
❁ مزدلفہ، عرفات سے متعلق مفید نصائح.......................................۱۵۵

وعظ نمبر ٦

تبلیغ کے احکام

❁ بزرگان دین اور پند و نصائح.......................................۱۶۱
❁ کہنے سننے کا مقصد عمل ہے.......................................۱۶۲
❁ مستحب کے اندر محبت ہے.......................................۱۶۴
❁ دعوت موقع محل دیکھ کر دیجئے.......................................۱۶۴
❁ دعوت کی ابتداء اپنے گھر سے ہو.......................................۱۶۷
❁ دلوں سے عظمتِ دین رخصت ہوئی.......................................۱۶۹
❁ گناہوں سے رکئے ورنہ.......................................۱۶۹

وعظ نمبر ۷

نومولود کے احکام

❁ نبی اکرم ﷺ رحمتِ عالم بن کرآئے............۱۷۵
❁ تحنیک صالحین سے کروائیں............۱۷۶
❁ اسم کا اثر مسمی پر ہوتا ہے............۱۷۷
❁ لڑکی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے............۱۷۹
❁ مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ............۱۸۲
❁ نومولود کے احکام............۱۸۳
❁ عقیقہ سبب دفع بلا ہے............۱۸۴

وعظ نمبر ۸

شادی سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق کریں

❁ مکتب کی تیاری والدین کی ذمہ داری............۱۹۱
❁ بچوں کی ہر ادا پر والدین نگاہ رکھیں............۱۹۲
❁ ناخن کاٹنے کا اسلامی طریقہ............۱۹۳
❁ نیکی اور بدی کا احساس بچپن میں ڈالئے............۱۹۴
❁ خدا کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کرنے کا جذبہ............۱۹۵
❁ ہر کام میں رضاء الٰہی مطلوب ہوں............۱۹۸

وعظ نمبر ۹

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام میں عورت کا مقام............۲۰۴
اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت............۲۰۵
خیارکم خیارکم لاھله............۲۰۶
چار کام بڑا انعام............۲۰۷
اخلاقِ انبیاء علیہم السلام............۲۰۸
مخلوق کی خدمت کرنے سے خالق کی عبادت ہوتی ہے............۲۱۰
اہلیت ملازمت امانت وقوت............۲۱۰
بہترین رزق قوتِ بازو کی کمائی ہے............۲۱۲
عورت کی گھریلو خدمت بھی عبادت ہے............۲۱۴
ارشادِ مسیح الامتؒ برائے اخوان ملت............۲۱۴
نعمتِ خداوندی کا اظہار مطلوب ہے............۲۱۵
سادگی محبوب ہے............۲۱۶
دھوکہ دہی سے مال کمانا حرام ہے............۲۱۷
دینی رہنمائی عالم کا حق ہے............۲۱۸
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رخصتی کے واقعہ سے چند نصیحتیں............۲۱۹

وعظ نمبر ۱۰

اولاد کی صحیح تربیت کیجئے

- مردوں کی طرح عورتیں بھی ولیہ ہوتی ہیں..........۲۲۷
- کلیم اللہ کی تربیت کا تکوینی نظام..........۲۲۹
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلقِ خدا پر رحم کرنا..........۲۳۲
- مائیں اندازِ تربیت سیکھیں..........۲۳۳
- بیٹا باپ بننے سے پہلے دادا بن گیا..........۲۳۴
- انبیاء علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں..........۲۳۶
- صبر آسیہؓ بر ظلم فرعون..........۲۳۷
- تربیت کا فقدان گھر کی تباہی کا سامان..........۲۴۰
- ایک دل دردمند داعی کا روحانی فیضان..........۲۴۱

وعظ نمبر ۱۱

بے پردگی ایک بڑا گناہ ہے

- دینی رہبری ایک بہت بڑی نعمت ہے..........۲۴۷
- سننے کا اصل مقصد عمل ہے..........۲۴۸
- عزم سے سننا توفیقِ عمل کا سبب ہے..........۲۴۹
- طالب کبھی محروم نہیں ہوتا..........۲۴۹

❁ مقصدِ تبلیغ حصولِ طلبہ ومریدینِ باصفا............۲۵۰
❁ اصلاحِ نفس کے لئے کبیر نہیں کامل ضروری ہے............۲۵۱
❁ داعی مواقع دعوت کا متلاشی............۲۵۲
❁ پردہ اور ستر کے فرق کو پہچانے............۲۵۴
❁ شریعت کے مسئلے کا مدار دل کی صفائی پر نہیں............۲۵۶
❁ عفت عزت مآب حضرت عائشہؓ اور اہتمامِ حجاب............۲۵۶
❁ ایک واجب کا زندہ کرنا ہزار نوافل سے بہتر ہے............۲۵۷
❁ شیطان عورتوں کو جال بناتا ہے............۲۵۹
❁ تعلیمِ نبوت اجتناب از تہمت............۲۶۱
❁ حفاظت از تہمت عمل صاحبِ رسالت............۲۶۱
❁ تہمت ہی نہیں جائے تہمت سے بھی بچیئے............۲۶۲
❁ قارون کی دولت اسی کے لئے سبب ھلاکت............۲۶۳

وعظ نمبر ۱۲

اپنے اندر اخلاص اور اچھے اخلاق پیدا کیجئے

❁ دینی ماحول کے لئے اخلاص واخلاق ضروری ہے............۲۶۹
❁ حصولِ اخلاص کا ایک اہم ذریعہ............۲۷۰
❁ ریاکاری کے خدشہ سے عمل کو نہ چھوڑئے............۲۷۱
❁ کسی کی حاجت روائی بڑی عبادت ہے............۲۷۲

❁ دعا کا اثر کبھی دیر سے ظاہر ہوتا ہے..........۲۷۳
❁ خود بھی دعاؤں کا اہتمام کریں..........۲۷۴
❁ اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتے ہے..........۲۷۵
❁ دینی اعمال پر اپنے گھر والوں کو سمجھاتے رہیں..........۲۷۶
❁ اخلاقِ نبی ﷺ کی ایک جھلک..........۲۷۸
❁ اخلاق سے اسلام پھیلا ہے..........۲۷۹
❁ ہمارے اخلاق اپنوں میں نہیں غیروں کا کیا پوچھنا..........۲۸۶
❁ نصیحت خود بھی کریں دوسروں سے بھی کروائیں..........۲۸۷
❁ حفاظتِ امانت واجب اور خیانت حرام..........۲۸۸
❁ اخلاق کو اسلام کا پھل کہا گیا..........۲۸۹
❁ آدابِ معاشرت کا خیال رکھئے..........۲۹۱
❁ آدابِ معاشرت پر حضرت حکیم الامتؒ کی دقت نظر..........۲۹۲

وعظ نمبر ۱۳

نعمتِ خداوندی کی قدر کریں

❁ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی تعلیم رہنما ہے..........۲۹۷
❁ آدابِ طعام..........۲۹۸
❁ بہشتی زیور ہر گھر میں ہونی چاہئے..........۳۰۱

- نعمتِ الٰہی اور حکیم الامتؒ کا احتیاط ۳۰۲
- ماں بڑی معلّمہ ہے ۳۰۳
- بڑوں کا عمل چھوٹوں کے لئے نمونہ ہے ۳۰۳
- مسنون دعائیں اوران کی برکات ۳۰۴
- ایک عبرت آمیز واقعہ ۳۰۸
- پانی کا بے جا اسراف ۳۰۹
- خلاصۂ بیان ۳۱۰
- پردہ کی اہمیت ۳۱۱
- رب کاسیات عاریات ۳۱۲
- اجنبیہ کی آرائش باعث لعنت ہے ۳۱۲
- عورتوں کے بال مردوں کے لئے وبال ۳۱۳
- عفت فاطمہؓ ۳۱۴

وعظ نمبر ۱٤

شکراورصبر مؤمن کے حق میں دونوں نعمتیں ہیں

- اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکرادا کیجئے ۳۱۹
- بر نعمت شکر بر مصیبت صبر ۳۲۰
- سلبِ نعمت پر اظہار غم ۳۲۱
- بقامت کہتر بقیمت بہتر ۳۲۱

ایمان پر خاتمہ کے اسباب......۳۲۴
مسواک کا ایک اہم فائدہ......۳۲۴
ایمان پر خاتمہ کا دوسرا عمل ہے اذان کا جواب دینا......۳۲۵
یادِ الٰہی ہر حال میں ہو......۳۲۷
ارشاد حکیم الامتؒ برائے اہالیان ملت......۳۲۹
گھر میں داخل ہونے کے اسلامی آداب......۳۲۹
بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں......۳۳۱
اپنے گھروں میں بھی بلا اجازت کے داخل نہ ہوں......۳۳۲
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سلام کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا حاصل کرنا......۳۳۳
شوہر کا درجہ والدین سے بڑھا ہوا ہے......۳۳۶
ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شوہر کی مزاج شناسی......۳۳۷
شوہر کے عمل پر عورت کو اجر......۳۳۸

وعظ نمبر ۱۵
عمل سے زندگی بنتی ہے

دل کا سکون اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے......۳۴۳
یادِ الٰہی ہر وقت ہونی چاہئے......۳۴۴
ارشادِ مردِ حق......۳۴۵
برکاتِ دعا کا ظہور......۳۴۵

❁ وضوخوب دھیان سے کریں..........۳۴۶
❁ فوائدِ مسواک..........۳۴۷
❁ وضو کے بعد کا عمل..........۳۴۸
❁ اہمیتِ دعا..........۳۴۸
❁ تربیت اولاد کے باب میں ہماری کوتاہی..........۳۵۰
❁ اپنے معاشرہ میں سنتوں کو زندہ کیجئے..........۳۵۱

وعظ نمبر ۱۶

شبِ برأت کی حقیقت

❁ اعمالِ شبِ برأت..........۳۵۵
❁ ارشادِتنویر برائے تنویرِ قلب..........۳۶۱
❁ جیسی کرنی ویسی بھرنی..........۳۶۳
❁ احوالِ برزخ وسوالاتِ محشر..........۲۶۴
❁ علاج بزرگاں برائے دفع دنداں..........۳۶۶
❁ صلوا کما رأیتمونی اصلی..........۳۶۷
❁ مناقبِ اویس قرنیؒ..........۳۶۸
❁ تدبیرِ گوہر برائے حصولِ رضاء شوہر..........۳۶۹
❁ حضرتِ انسان نعمت کو پہچان..........۳۷۰

❁ معاونِ صالحین مثل صالحین کے ہے...۳۷۱

❁ انعامِ تراویح برائے مصلی تراویح...۳۷۴

❁ تہنیت نامہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کے حج بیت اللہ کے لیے روانگی پر
از: حضرت مولانا عبدالحئ سیدات صاحب (نادؔر لاجپوری) ۳۷۶

❁ سرزمینِ لاجپور: از: حضرت مولانا عبدالحئ سیدات صاحب لاجپوری دامت برکاتہم
(نادؔر لاجپوری)...۳۷۷

❁ نذرانۂ خلوص: منجانب: محمد سلیمان کولا اور اہلِ خاندان، لاجپوری۔ شاعر: طارق بن
ثاقب قاسمؔی...۳۸۰

❁ خاندان صوفیہ کی تالیفات مفیدہ وجدیدہ...۳۸۲

❁ فیضانِ عبدالرؤف، جلد دوم...۳۸۳
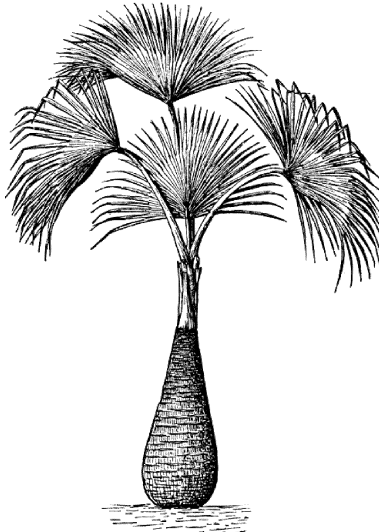
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از : قاری عبدالحق دیوان صاحب مدظلہ

(مدرس مدرسہ اسلامیہ وامام جامع مسجد، لاجپور)

الحمد لاھله والصلوة لاھلها

سنت اللہ جاری ہے کہ جب بھی دنیا ضلالت وگمراہی کا شکار ہوئی تو خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے خاطر حضرات انبیاء ورسل ونائبین انبیاء مبعوث فرمائے اور اللہ کے مخصوص بندوں کا یہ پیشہ رہا ہے کہ وہ امت کی صلاح وفلاح کے لیے جہاں آہ سحرگاہی نالۂ نیم شبی جاری فرماتے ہیں وہاں امت کی رہبری ورہنمائی کے لیے وعظ ونصیحت کا عمل بھی جاری کرتے ہیں جس سے مردہ دلوں کو حیات اور گمراہ انسانوں کو راہ راست ملتی ہے، انہیں مواعظ کی ایک کڑی **''فیضان عبدالرؤف''** کے نام سے ناظرین کے پیش خدمت ہیں جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک شب جامعۃ القراءات کی چہاردیواری میں احقر کی حاضری مفتی دبیر عالم صاحب کے دولت کدہ، اور مولانا طارق صاحب کی نغمہ سرائی، جس نے اس مجلس کو باغ وبہار بخشا، دریں اثناء احقر کی گذارش، مفتی دبیر عالم صاحب سے علم حکمت کا گنجینہ، وعظ ونصیحت کا دفتر، خواتین ملت کی اصلاح کا بہترین پیغام، یعنی میرے برادر مکرم عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دامت

برکاتہم کے وہ بیانات جوانہوں نے وقتاً فوقتاً ملک وبیرون ملک ارشادفرمائے تھے اگروہ کتابی شکل میں امت کے نظرنواز ہوتو حضرت کے علمی فیضان کی ایک سبیل نکل آئے مفتی دبیر عالم صاحب نے بصد ادب واحترام بَطِیبِ خاطر اس عرض کوقبول فرماکر تقاریر کی کیسیٹوں کا مطالبہ فرمایا اور باوجود تدریسی مصروفیات کے اس اہم خدمت کواپنے امور مفوضہ میں شامل فرماتے ہوئے اثبات میں جواب مرحمت فرمایا، بعدازاں کیسیٹیں ان کے حوالہ کی گئی اورمفتی صاحب نے ایک قلیل عرصہ میں کئی بیانات کوقلمبند فرماکراحقر کو عنایت فرمایے یہ ''**فیضان عبدالرؤف**'' کا آغاز ہے، اس مجموعہ کو لے کر بندۂ ناچیز والد مرحوم حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب قدس سرہ کے شاگرد رشید حضرت الحاج بھائی میاں صاحب لاجپوری دامت برکاتہم کی خدمت میں دعاؤں کے لیے حاضر ہوا حضرت والا نے دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ اس مجموعہ کا نام ''**فیضان عبد الرؤف**'' منتخب فرمایا حضرت ہمارے اسلاف کی یادگار ہیں اللہ تعالی صحت وعافیت کے ساتھ عمرنوح نصیب فرمائیں، آمین ۔اب ایک طویل عرصہ کے بعد اس کی طباعت کا آغاز ہورہا ہے، رب کریم اس مجموعۂ وعظ ونصیحت کوشرف قبولیت سے نوازے اور قارئین وناظرین کے لیے نمونۂ عمل ومشعل راہ بنائے اور اس مجموعہ کی طباعت واشاعت اورجمع ترتیب میں تعاون پیش کرنے والے جملہ معاونین کوجزائے خیر عطا فرمائیں۔

اولا میں ان حضرات اکابر وعلماء کرام مدظلہم کا جنہوں نے اپنے مفید مشوروں توصیفی کلمات اور حوصلہ افزانہ جملوں سے مزین تقاریظ تحریر فرماکر ان مواعظ کی قدرو منزلت میں مزید اضافہ فرمایا ازحد ممنون ومشکور ہوں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اس موقع پر اگر میں ان اصحاب تعاون کے اسماء ذکر نہ کروں جنھوں نے مختلف جہتوں سے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق بہترین تعاون پیش فرمایا مثلاً مفتی رشید احمد صاحب لاجپوری، مفتی دبیر عالم صاحب قاسمی، حافظ محمد زکی یوسف ممنیات صاحب عالی پوری مدرس حفظ مدرسہ اسلامیہ مدینہ مسجد باٹلی برطانیہ ہیں۔ اللہ تعالی ان حضرات کی خدمات کو قبول فرما کر دارین میں بہترین بدلہ مرحمت فرمائے، آمین۔

فقط والسلام

احقر عبدالحق دیوان لاجپوری غفرلہ

از : مفتی دبیر عالم قاسمی مدظلہ

(استاذ حدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ)

۱۴۲۴ھ کی بات ہے اواخر ذی قعدہ میں ہندوستان کے مشہور خطاط جناب مولانا طارق صاحب القاسمی کی آمد پر میرے مخلص کرم فرما جناب قاری عبدالحق صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے عشائیہ سے فراغت کے بعد، بعد نماز عشاء ایک طویل پرکیف مجلس کے دوران صاحب مواعظ حضرت اقدس مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم کا ذکر خیر ہوا۔ حضرت کے مواعظ کو منظر عام پر لانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ قاری

عبدالحق صاحب بڑے فعال ومستعد، فوراً فون سے رابطہ، بعد اجازت دھوم دھام سے اس مبارک کام کا آغاز اور یکے بعد دیگرے وعظ کا ایک اچھاخاصا ذخیرہ سپرد قرطاس اب ترتیب کا مسئلہ زیرِغور۔ رفیق ومہربان محسن ومربی مفتی رشیداحمد صاحب لاجپوری ڈھارس وہمت بندھانے، نااہلوں کو کچھ کر دکھانے کا حوصلہ دلانے میں طاق ویکتا۔ آپ مرتب تو کریں عناوین لگوانے اورنوک و پلک سنوارنے میں مجھے کب انکار ہے؟ ڈرتے ڈرتے ایک وعظ مرتب کر کے حاضر خدمت ہوا سن کر صدائے آفریں بلند۔ عناوین کچھ ایسے جچے تلے الفاظ میں کہ مضامین خود بلائیں لینے لگیں، پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے پہلی جلد کا مواد تیار۔ مسئلہ کمپوزنگ کا آیا ہمارے جامعۃ القراءات میں نو وارد کمپوزنگ کے ماہر مفتی عبداللہ صاحب راجکوٹی مدظلہ سے تذکرہ ہوا، بھلا موصوف کو کیا انکار خلوص دل سے خدمت کے لئے تیار البتہ مہتمم صاحب کی اجازت ضروری۔ اجازت ملنے کے بعد برق رفتاری سے کمپوزنگ کا کام جاری۔ الحمدللہ بہت قلیل مدت میں بآسانی یہ مرحلہ اختتام کو پہونچا اور جو کچھ بن پڑا آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

اسے مواعظ کیا کہئے.... غافلوں کے لئے تازیانے، عاقلوں کے لئے رزم گاہ حیات، خواتین اسلام کے لئے بشارتیں اوراحساس ذمہ داری، محسن انسانیت کی پیاری پیاری اداؤں پر مر مٹنے کا سبق، گم کردۂ راہ کو توبۃ نصوحاً کی تلقین۔ دوران وعظ آواز میں نہ گھن گرج نہ نغمہ سرائی لیکن بلا کی مٹھاس اور درد دل کی صحیح عکاسی۔

آیئے رب اکرم کے لئے سجدۂ شکر بجالائیں اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوجائیں کہ خدایا! اس حقیر سراپا تقصیر کو بھی اپنے مخلصین بندوں کے صدقہ اپنی

رضاورضوان نصیب فرما ،آمین۔ تمام رفقاء وکرم فرماؤں کاشکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت لیتاہوں۔

ع گرقبول افتدز ہےعزوشرف

محتاج دعا : محمد دبیر عالم قاسمی

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ العالی کا مختصر تعارف

از : مولانا عبدالحئ سیدات صاحب لاجپوری مدظلہ (نآدرلاجپوری)

بزم لاجپور کا ایک روشن چراغ

بڑے ذی علم ذی عرفان بھی ہے حضرتِ والا
ہمارے سلف کی پہچان بھی ہے حضرتِ والا
اگر کہہ دوں میں دل کی بات نآدر تو غلط کیاہے
کہ پورے باٹلی کی جان بھی ہے حضرتِ والا

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم صرف باٹلی اوراس کے اطراف کی ہی نہیں بلکہ پورے برطانیہ کی ایک جانی پہچانی ہستی ہیں۔جس طرح سورج

اس کی ذات میں تعارف کا محتاج نہیں اسی طرح حضرت والا کی ذاتِ گرامی بھی کسی قسم کے تعارف کی محتاج نہیں ۔ وہ تو خالص مشک ہے! جہاں جاتے ہیں ان کے علم وعمل اور زہدوتقویٰ کی فرحت بخش خوشبو ہی ان کی پہچان کے لئے کافی ہوتی ہے۔لوگوں کو پوچھنے تک کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ یہ کون ہے؟ اوراگر کوئی ناواقف بھی ہوتو وہ خود پوچھنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ بھلا یہ کون ہستی ہے؟ جن کی خوشبو دل ودماغ کو معطر کئے دیتی ہے۔

میں اور حضرت والا ایک طویل عرصہ سے برطانیہ میں ایک شہر کے رہنے والے ہی نہیں بلکہ ایک ہی مدرسہ کے معلم بھی ہیں ۔ برسوں کا ساتھ ہے، سالوں کی معیت ہے۔عموماً ہفتہ میں چھ دن تو ان کے دیدار سے مشرف ہونا اور موقع بموقع ملاقات وگفتگو سے سرفراز ہونا تو روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔سفید ایزار، سفید کرتہ اور سفید ٹوپی میں ملبوس وہ نازک سا بدن زہدوتقویٰ کی غمازی کرتا ہوا وہ مسکراتا ہوا چہرا، گوری رنگت پر خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہوئی وہ گھنی ڈاڑھی، علم وعمل کی نشان دہی کرتا ہوا وہ نرم ونازک لہجہ، پیار کی خوشبو بکھیرتا ہوا بات کرنے کا وہ دلربا انداز، شرافت کو اجاگر کرتی ہوئی وہ خراماں خراماں دھمی چال، شرم وحیا کے موتی برساتی ہوئی زمین میں گڑھی ہوئی وہ نیچی نظریں، یہ آپ کا ظاہری حسن بھی اس قدر دلکش اور دل آویز ہے کہ پہلی ہی نظر میں ملنے اور دیکھنے والوں کو آپ کا گرویدہ بنالیتا ہے۔ سچ پوچھو تو! حضرت والا کی ذاتِ گرامی اس پرُفتن اور جہالت بھرے دور میں دنیائے تصوف کے کسی عجوبہ سے کم نہیں۔ یادرہے کہ یہ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں وہ میرا اپنا برسوں کا دیکھا ہوا ہے، آزمایا ہوا ہے۔اور مجھے امید ہے کہ جس دن آپ حضرت والا کی ملاقات اوران کے دیدار سے مشرف ہوں گے آپ بھی

وہی دیکھو گے جو میری آنکھوں نے دیکھا، آپ بھی وہی پاؤ گے جو میری زندگی نے پایا اورآپ وہی محسوس کرو گے جو میرے دل ودماغ نے محسوس کیا۔

زندگی کے اس سفر میں میری ان حقیر آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا ہے اوراس وقت بھی دیکھ رہی ہے اور نہ جانے کب تک دیکھتی رہیں گی۔ بھلا اِن دیکھے ہوئے حالات میں سے لکھوں تو کیالکھوں اور کیا نہ لکھوں؟ چلو! جب حضرت والا کے مواعظ کو ترتیب دینے والے چند خوش قسمت حضرات خصوصاً حضرت مولانا مفتی دبیر عالم صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لاجپوری صاحب دامت برکاتہم اور حضرت والا کے بھائی اور میرے بچپن کے پیارے دوست حافظ قاری عبدالحق دیوان صاحب دامت برکاتہم نے حضرت والا کے تعارف کے لئے مجھ گنہگار اوراس کام کے نا اہل کو منتخب فرمایا تو جی میں آیا کہ کچھ تو اختصار کے ساتھ لکھ ہی دوں جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ جو میرے اس دل حساس نے جانچا اور پرکھا ہے۔ جو میرے خیالات کے پردوں پیچھے برسوں سے گرد غبار میں اٹا پڑا ہے۔ تاکہ انگلی کٹا کر میں بھی شہیدوں کی فہرست میں شامل ہو جاؤں۔

انگلی کٹا کے ہوگئے ہم بھی تو ہیں شہید
رحمت کرے تلاش بہانہ کبھی کبھی

اور کل قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں بصد عجز وتواضع اتنا تو کہہ سکوں کہ اے غفور و رحیم! میں اگر چہ تہی دست ہوں مگر تیرے اس محبوب بندے کے کاسہ لیس فقیروں میں سے ایک ضرور ہوں جس کے مختصر حالات سپرد قلم کرنے جا رہا ہوں۔ اے

پروردگار! تو اپنے اس نیک اور صالح بندہ کے صدقے اور ان کے مواعظ کو کتابی شکل دینے والے علم وعمل کے قدر دان تیرے محبوب بندوں کے صدقے محض اپنے فضل وکرم سے میری بھی لاج رکھ لے اور مجھے بھی بخش دے۔

حضرت والا کی ولادت باسعادت ۲۴؍صفر ۱۳۷۰ھ بمطابق ۵؍دسمبر ۱۹۵۰ء میں ہندوستان صوبہ گجرات اور ضلع سورت کے اس مردم خیز قصبہ میں ہوئی ہے جو لاجپور کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔آپ کا خاندان صرف قصبہ لاجپور ہی میں نہیں بلکہ اطراف میں بھی ایک علمی خاندان کے نام سے سراہا جاتا ہے۔آپ کُل چار بھائی ہیں جن میں سے بڑے بھائی حضرت مولانا عبداللہ صاحب دامت برکاتہم اس وقت افریقی ملک زمبابوے کے دار الخلافہ ہرارے میں برسوں سے خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ دوسرے بھائی حافظ قاری عبدالحق صاحب دامت برکاتہم فی الحال لاجپور کی جامع مسجد میں برسوں سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔اور آپ کے سب سے چھوٹے بھائی مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم باٹلی برطانیہ کے ایک مدرسہ میں استاد اور نائب امام کی حیثیت سے طویل عرصہ سے خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ان کے علاوہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب نوراللہ مرقدہ اہل قصبہ کے عمر رسیدہ بزرگ ہی نہیں بلکہ ایک عالم دین اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے اجل میں سے تھے۔آپ کے دادا جان حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نوراللہ مرقدہ بھی ایک صاحب تصنیف، جید عالمِ دین اور اپنے ہی نانا جان حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل تھے۔اسی

طرح آپ کے چچاؤں میں حضرت مولانا حکیم عبدالحئ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم اور اپنے وقت کے طبیب حاذق بھی تھے۔ جو حضرت مولانا انور شاہ کشمیری صاحبؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثانی صاحبؒ، حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحبؒ اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ جیسے باکمال علماء کرام کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے دوسرے چچا حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم بھی ایک عالم ہیں اور برطانیہ کے لیسٹر نامی شہر میں برسوں سے مقیم ہیں۔ جو حضرت مولانا بابا عبدالرحمٰن امروہی صاحبؒ، حضرت مولانا یوسف بنوری صاحبؒ اور حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی صاحبؒ جیسے متبحر علماء کرام کے شاگرد رشید ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے ایک چچا حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عبد الرب دہلی سے فارغ شدہ ایک جید عالم تھے جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ انتظامی اور تعمیری امور میں بڑی مہارت کے حامل تھے۔ ان کے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے قریبی رشتہ داروں کے اسمائے گرامی لاجپور کے کبار علماء کرام کی فہرست میں داخل ہیں۔ جن کے تعارف کے لئے چند صفحات نہیں بلکہ ایک طویل دفتر چاہئے۔ الغرض حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ العالی اسی علمی خاندان کے چشم و چراغ ہے۔ اور ان ہی خاندان کے جلیل القدر علماء کرام کی زیر تربیت پروان چڑھنے والی ایک خوش نصیب شخصیت ہیں۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو لاجپور ہی کے مدرسہ اسلامیہ میں دینی تعلیم کے لئے آپ کو داخل کیا گیا۔ اردو تعلیم کے ساتھ ساتھ سرکاری گجراتی اسکول میں بھی آپ جانے

لگے۔جب لاجپور کی اردو تعلیم سے فراغت پائی تو مزید تعلیم کے لئے ۱۹۶۵ء میں والد بزرگوار نے آپ کو دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر ضلع سورت میں داخل کردیا۔وہاں رہ کر آپ نے فارسی اور عربی کی کتابیں دوسال تک پڑھیں۔پھر آپ کو دارالعلوم جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت میں داخل کیا گیا، وہاں ایک سال رہ کرآپ نے عربی کے دوسرے درجہ کی کتابیں پڑھی۔اس کے بعد دوسرے سال آپ کو ہندوستان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، ضلع نوساری میں داخل کیا گیا۔اور پھر اخیر تک وہیں رہ کر ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔آپ کے اساتذۂ کرام میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید ابرار احمد دھلیوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حمداللہ لکھنوی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد ابراہیم پٹنی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا قاری حفیظ الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

جب جامعہ ڈابھیل سے آپ فارغ ہوئے تو مزید تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں رہ کر مختلف اساتذۂ کرام سے استفادہ فرمایا۔جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف حسن صاحب، حضرت مولانا فخرالحسن صاحب، حضرت مولانا عبدالاحد صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب، حضرت مولانا معراج الحق صاحب ہ، حضرت مولانا نعیم صاحب، حضرت مولانا انظرشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت مولانا نصیر احمد

خانصاحب، حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی مدظلہم کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

عالم ہے ترے پاس بڑا علم ہے پھر بھی
اصلاح کسی سے لینا ہے ضروری
ہو جاؤ کسی شیخ سے وابستہ اے نادرؔ
کہتے ہیں بے اصلاح ہے تعلیم ادھوری

سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہوئے اوران سے خط وکتابت جاری رکھتے ہوئے باطنی اصلاح کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔اسی دوران ۱۹۷۵ء میں آپ برطانیہ تشریف لے آئے اور یورک شائر کے بریڈفورڈ نامی شہر میں عارضی طور پر ایک مسجد میں نائب امام اورمکتب میں بچوں کو پڑھانے کی خدمت سپرد کی گئی۔ کچھ عرصہ وہاں دینی خدمت انجام دینے کے بعد آپ بریڈفورڈ کے قریب ہی باٹلی نامی ایک چھوٹے ٹاؤن مین منتقل ہوگئے جہاں پہلے ہی سے سورت بلساڑ اورنوساری ضلع کے سیکڑوں گجراتی مسلمان آباد تھے۔باٹلی میں بریڈفورڈ روڈ پر واقع جامع مسجد میں بحثیت نائب امام آپ کا تقرر ہوا۔امامت کے ساتھ مکتب میں بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی جنہیں آج تک بخوبی آپ انجام دے رہے ہیں۔

پھر باٹلی میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر جب موجودہ جامع مسجد مصلیوں کے لئے تنگ ہونے لگی تو محلّہ کے ذمہ دار حضرات کوآخر ایک دن مجبور ہوکر وہاں سے قریب ہی ہینری اسٹریٹ میں دوسری ایک وسیع جگہ خرید کراس کومسجد میں

تبدیل کرنا پڑا۔ پرانی مسجد میں دوسرے امام کا انتظام کر کے آپ کو اس نئی جامع مسجد کا خطیب اور پیش امام مقرر کیا گیا۔ اور اب آپ برسوں سے اسی مسجد میں امامت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

آپ اس درمیان بھی اپنی باطنی اصلاح سے کبھی غافل نہیں رہے۔ اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر آپ ابھی راہ سلوک کی کچھ منزلیں طے کر پائے تھے کہ آپ کے مرشدِ کامل اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ ان کی وفات کے بعد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کی طرف آپ نے رجوع فرمایا اور سلوک کی بقیہ منازل طے کرتے ہوئے بہت ہی تھوڑے وقت میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی کہ پورے برطانیہ کے علماء کرام میں آپ کا نام گرامی سرفہرست رہنے لگا۔ یہاں تک کہ باٹلی اور اس کے اطراف میں کسی کا انتقال ہوا ہو تو پسماندگان کی پہلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ متوفی کی نمازِ جنازہ حضرت والا ہی پڑھائے۔ کسی کے گھر شادی کی تقریب ہو تو ماں باپ اور سرپرست یہی چاہتے ہیں کہ نکاح حضرت والا ہی پڑھائے۔ کسی نے نیا مکان خریدا یا کسی نے نئی تجارت شروع کی تو افتتاح اور دعا کے لئے ان کی پہلی پسند حضرت والا ہی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں صلاح مشورہ کے لئے اور دیگر امراض و پریشانیوں سے خلاصی کی دعا کے لئے آنے والوں کا ایک تانتا بندھا رہتا ہیں۔ کوئی نماز ایسی نہیں ہوتی ہے کہ نماز کے بعد آپ کے انتظار میں کوئی کھڑا نہ ہو۔ اسی طرح گھر پر بھی ٹیلی فون کی گھنٹیاں مسلسل بجتی رہتی ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہفتہ میں جمعہ کا دن ایک مرتبہ ضرور آتا ہے اور ہر جگہ آتا ہے۔ مگر وہ جمعہ کا دن جو باٹلی میں آتا ہے وہ اپنے اندر ہزاروں خوبیاں اور تابنا کی لئے آتا ہے۔ خصوصاً ہینری اسٹریٹ کے مسلمانوں کے لئے، جہاں واقع عظیم اور عالی شان جامع مسجد میں حضرت والا پیش امام ہے۔ برسوں سے حضرت والا ہی کے پیچھے جمعہ پڑھنے کا میرا معمول ہے۔ میں ہی کیوں؟ اپنے علاقے کی مسجدیں چھوڑ کر دور دور سے صرف ان کے دیدار اور ان کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے آنے والے اور بھی بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت والا کا خطبہ سے پہلے مختصر مگر کامل اصلاحی بیان اپنے اندر بڑا اثر لئے ہوئے ہوتا ہے۔ ان کی ناصحانہ باتیں گوش گزار کرتے ہوئے سامعین جھوم اٹھتے ہیں۔

آپ کی بہت سی خوبیوں میں ایک ممتاز خوبی حق گوئی ہیں۔ آپ کسی خاص فرد یا گروہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنائے بغیر عام عنوان سے وہ سب کچھ کہہ جاتے ہیں جو نجی طور پر کہنا مشکل ہوتا ہے۔ سمجھنے والے سمجھ کر اثر بھی لیتے ہیں اور غلط رویہ سے توبہ کرتے ہوئے اپنی اصلاح میں لگ جاتے ہیں یا کم از کم اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہیں۔

آپ اپنے بیان میں عوام کو اپنی اصلاح کے لئے تبلیغی جماعت میں نکلنے کی وقتاً فوقتاً ترغیب بھی ضرور دیتے رہتے ہیں۔ خصوساً اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان طلبہ کو اس مبارک کام میں لگ کر جماعت میں نکلنے پر بڑے

پیار اور محبت سے آمادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی ہمت افزائی کے لئے چھٹی کے اوقات میں خود بھی ان کے ساتھ نکل کر ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

حضرت والا کی ہفتہ میں ایک دن بروز اتوار جامع مسجد ہینری اسٹریٹ میں ظہر کی نماز کے بعد ڈیڑھ دو گھنٹے کی مجلس بھی ہوتی ہیں۔ میں اپنی بدقسمتی سے آج تک اس مجلس میں حاضری دے کر حضرت والا کے گوہر افشاں بیانات اور ملفوظات سے مستفیض نہ ہو سکا ہوں اس لئے اس بارے میں آنکھوں دیکھا حال لکھنا تو میرے لئے دشوار ہے۔ مگر بزم لاجپور کے روشن چراغ پر نچھاور ہونے والے پروانوں سے ضرور سنا ہے کہ اس مجلس میں آپ سے محبت رکھنے والے نوجوان اور بوڑھوں کا ایک بہت بڑا مجمع ہوتا ہے۔ جو ادب سے بیٹھ کر آپ کی دل پذیر باتوں کو سنتے ہیں اور اثر بھی لیتے ہیں۔ حاضرین کہتے ہیں کہ حضرت والا کی باتیں بہت صاف صاف اور جچی تلی ہوتی ہیں۔

حضرت والا برسوں سے اسلامک کلچر اینڈ ویلفر اسوسی ایشن، باٹلی کے ماتحت چلنے والے مدرسہ تعلیم الدین میں ایک اردو استاد ہونے کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے، مگر تقریباً دس سال سے حضرت والا ہی کی کوششوں سے جب عربی پڑھنے کا شوق رکھنے والے مقامی بچوں کے لئے عربی کلاس کا اجراء ہوا تو عربی کلاس کی کچھ کتابیں حضرت والا کو بھی سپرد کی گئیں۔ مگر اس سے اردو پڑھنے والے بچوں کے ماں باپ کو ایک ٹھیس لگی کہ ہائے! اب تو ہمارے بچے حضرت والا کی صحبت اور ان سے اسباق پڑھنے سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ وہ دل دل میں کڑھتے رہیں اور سوسائٹی کے ذمہ دار حضرات سے بھی اس بارے میں دبی زبان میں شکایت کرتے رہیں۔ جب حضرت والا کو اس کی اطلاع ملی تو بھلا ان کا مزاج یہ کہاں برداشت کر سکتا تھا۔ خود آگے

بڑھے اور از راہ شفقت کسی کے کہے بغیر عربی کے ساتھ آپ نے اردو پڑھانا بھی منظور فرمالیا۔ اب عربی کتابوں کے ساتھ ساتھ اردو سے فارغ ہونے والے طلباء کو اردو بھی بڑے ذوق وشوق سے پڑھاتے ہیں۔

بڑے قابل قدر اور لائق صد مبارک باد ہیں وہ احباب جو حضرت والا کے مواعظ کتابی شکل میں شائع کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اگرچہ تقاریر و مواعظ سننے کا حقیقی لطف اور مزہ تو تب ہے جب کہ وعظ وتقریر کرنے والا بذات خود روبرو موجود ہو۔ مگر یہ سب کے لئے ممکن نہیں اس لئے پند نصائح کی ایسی مجالس سے دور رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک اور صالح بندوں کے مطبوعہ مواعظ سے فائدہ اٹھانا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ اگر کسی پڑھنے والے کے دل میں ان میں سے کوئی ایک بات بھی اثر کرگئی تو اس کے لئے جدوجہد کرنے والے حضرات کی ساری کوششیں یقیناً دنیا میں کامیابی سے ہمکنار اور آخرت میں ذریعۂ نجات ضرور ہوگی۔

آخر میں بصد عجز و نیاز بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کرنے والے جمیع اصحاب خیر کو دارین میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ اور اس کے قارئین کو ان مواعظ پر عمل کرتے ہوئے اپنی آخرت سنوارنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور حضرت والا کی عمر میں برکت عطا فرماتے ہوئے ان کا سایۂ عاطفت ہم سب کے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین! یارب العالمین!

احقر: عبدالحیٔ سیدات لاجپوری عفی عنہ

یکم اگست ۲۰۰۶ء بروز منگل

کلماتِ با برکت

از: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

(خلیفۂ اجل محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ)

محترم ومکرم حضرت والا (مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب) دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب :مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آں محترم مدظلکم کی خدمت میں عرض ہے کہ جب حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہاں برطانیہ تشریف آوری ہوئی تو بعض مکانوں میں مستورات میں بیان فرمایا، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس عمل کو دیکھ کر احقر کو خیال ہوا کہ کسی مکان میں عورتوں سے دین کی بات کہنا چاہئے، چنانچہ عورتوں میں دین کی بات کہنے کی توفیق ہوئی۔ (حافظ اسماعیل صاحب حافظی کے مکان میں ایک مجلس اور دوسری سلیم بھائی موٹا صاحب کے مکان میں منعقد ہوئی) پھر ان مجالس کی کیسٹیں احقر کے بھائی حافظ عبدالحق صاحب کے پاس گئیں تو ان مجالس کو پسند فرما کر کاغذ پر نقل کرنے کا کام جامعۃ القراءات کفلیتہ کے استاد مفتی دبیر عالم صاحب سے شروع کروایا، اب وہ لوگ ان مجالس کو کتابی شکل میں شائع کرنے پر اصرار کررہے ہیں، لیکن احقر کو اس پر شرح صدر نہیں ہے، لہذا ان مجالس میں سے ایک مجلس گفتگو آں محترم مدظلکم کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، آں محترم مدظلکم ملاحظہ فرما کر تحریر فرمائیں گے کہ کتابی شکل میں شائع کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ اور اگر شائع کرنا مناسب

ہوتو درخواست ہے کہ چند کلماتِ طیبات تحریر فرمادیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ آں محترم مدظلکم کے کلمات طیبات کے طفیل اس کتاب کو قبول فرمالیں۔

جواب : آپ کو اجازت ہے خوب کام کریں تقریر سے تحریر سے خوب دین پھلائیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ آپ سے امت کو بہت نفع ہوگا اس لئے خوب خدمت کیجئے لیکن میں بوجہ اپنے مرض کے کوئی تحریر نہیں دیکھ سکتا بس دل و جان سے دعا کرتا ہوں۔

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

از : حضرت مولانا نصیر احمد خانصاحب دامت برکاتہم

(سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند)

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد !

وعظ وتقریر، تاریک دلوں میں روشنی، گم گشتہ راہ کی رہبری، ضعف ایمانی میں ضیا پاشی، ضلالت وگمراہی میں راہ یابی کا حسین سبب ہے۔ اگر اخلاص کا سرمایہ بھی شریک ہوجائے تو پھر وعظ سرمایۂ حیات بن جاتا ہے۔ اور حیات جاودانی کے لئے اکسیر، واعظ مخلص کی ایک کلمۂ ''اللہ'' پر عوام تڑپنے لگی، معرفت ربانی کے سمندر میں غوطہ لگانے لگی اور دل کی دنیا ایسی بدلی کہ جو لوگ راہِ خدا سے دور ہی نہیں بلکہ اس نام سے ایک قسم کی عداوت رکھتے تھے وہی لوگ اوروں کے ہادی بن گئے۔

''فیضان عبدالرؤف'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو مولانا عبدالرؤف صاحب اوران کے مخلص رفقاء نے عورتوں کے لئے خاص طور پر ''وذکــــر فــــان

الذکری تنفع المؤمنین ‘‘ کو پیش نظر رکھ کر مرتب فرمایا ہے جو اخلاقی پھولوں سے تیار کردہ گلدستہ یا اصلاحی موتیوں سے گوندھا ہوا قیمتی ہار ہے۔جس کے مفید اور مؤثر ثمرات برآمد ہوں گے۔انشاءاللہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب مقیم باٹلی مسلم قوم کے لئے نہ صرف مخلص بلکہ اپنے اندر تڑپنے والا دل رکھتے ہیں۔لوگوں کی دلجوئی ،غریب پروری ان کی فطرتِ ثانیہ ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام وتام بنائے اور ہم سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے ،آمین۔ والسلام

نصیراحمد
دارالعلوم دیوبند

از : حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم
(مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

محترم گرامی مرتبت مولانا عبدالرؤف صاحب زادہ اللہ مجداً وخدمةً للاسلام والمسلمین کو حق تعالیٰ نے عبادت وزہد کا ذوقِ کثیر بمشیت ربانی عطا فرمایا،مولانا اپنے اسلاف کے علم وعمل کے مخلص وقدرداں ثابت ہوئے اور زہاد وعُباد کی صحبتوں ومعیتوں میں رہ کر اس کو علماً اور عملاً بحمداللہ متاع ثمین بنادیا، جو آج ان کی ذاتِ گرامی کے ذریعہ یہ فیض اکابر رحمھم اللہ صالحین امت کو وسیع ووقیع پیمانے پر حاصل ہورہا ہے۔

مولانا محترم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات صدق وصفا بہ صورت

کتابت زیورطبع سے آراستہ ہوکر قدر شناسانِ دین کے لئے انابت الی اللہ کا وسیلۂ خیر بن رہے ہیں، اور خود حضرت محترم کے لئے یہ ذخیرۂ فیض انشاء اللہ صدقۂ جاریہ ثابت ہوگا۔

عازمین امت اور واقفین حضرات کے لئے مسائل شرعیہ اور ترغیبات دینیہ کا یہ سرمایہ مغتنمات منتظرہ میں سے ہے، حق تعالیٰ اس خدمت دینیہ کو حضرت مولانا کے لئے ذخیرۂ سعادت بنائے، آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین.

احقر محمد سالم

۱۳ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۸ء

از : حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر)

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد !

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دام مجدہم یوکے والوں کے لیے معروف و مشہور صاحب نسبت بزرگ ہیں اور باٹلی کی جامع مسجد میں امامت وتدریس کے ساتھ **ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة** پر عمل پیرا ہیں اپنی توجہات باطنہ ہی نہیں بلکہ اپنے ملفوظات، مجالس اور آسان عام فہم اردو میں تقاریر سے لوگوں کی اصلاح کی خوب مقبول خدمت کر رہے ہیں یہ مواعظ کا مجموعہ اس کی خود دلیل ہے، میں اس میں سے چند مواعظ کو بالاستیعاب مطالعہ کر کے مستفیض ہوا ہوں اور جو لوگ

ان کے فیوض سے محروم رہے تھے ان کے لیے بھی فیض حاصل کرنے کا یہ مواعظ ذریعہ ہیں، اس مواعظ کے لیے مرتب اور جامعۃ القراءات کے منتظمین نے جو محنت کی ہے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور دارین میں بہترین جزائے خیر نصیب فرمائے اور حضرت مولانا کو آئندہ اور ترقیات سے نوازے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے۔ آمین۔

کتبہ العبد اسماعیل کچھولوی غفرلہ

۱۰؍صفر المظفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲/۲۰۰۷ء

❁❁❁❁❁

از: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید مصلح الدین احمد بڑودوی القاسمی مدظلہ

(شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام، ڈیوزبری مرکز۔ یو۔ کے)

باسمہ سبحانہ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.... الی آخرہ اللہ جل شانہٗ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ایک عظیم امانت سے اس کو نوازا، یعنی احکاماتِ خداوندی کا بار اٹھانے کی صلاحیت واستعداد اس میں ودیعت فرمائی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے تقدیر ازلی میں آدم علیہ السلام اور ان کی وساطت سے اس ضعیف و ناتواں انسان کو خلافتِ ارضی کے لئے منتخب فرمایا تھا اور یہ خلافت اسی کو سپرد کی جاسکتی تھی، جو احکامِ الٰہیہ کا بار اٹھائے، کیونکہ اس کی خلافت کا حاصل ہی یہ ہے کہ خلقِ خدا کو احکامِ خداوندی کی اطاعت و بجا آوری پر آمادہ کیا جائے اس لئے تکوینی طور پر حضرت آدم علیہ السلام اس امانت

کے اٹھانے کے لئے آمادہ ہو گئے حالانکہ دوسری بڑی بڑی مخلوقات کا اس سے عاجز ہونا معلوم ہو چکا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذریعہ انسانوں کو زندگی گذارنے کا ایک طریقہ دین وشریعت کی شکل میں مرحمت فرمایا۔ سب سے آخر میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرما کر آپ ﷺ کے ذریعہ قیامت تک آنے والی دنیائے انسانیت کو کامل ومکمل شریعت عطا فرمائی، جس کی جامعیت وہمہ گیری ایک نا قابلِ انکار مسلّمہ حقیقت ہے، پھر آپ ﷺ اور پوری انسانیت کو اس پر چلنے اور اپنی زندگی اس کے مطابق گذارنے کا مکلّف فرمایا: ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الجاثیۃ، آیۃ۱۸)

قیامت تک آنے والی دُنیائے انسانیت کی صلاح وفلاح زندگی کے ہر گوشہ اور شعبہ میں اس دین وشریعت پر چلنے اور جمنے میں منحصر ہے۔ اس کی طرف توجہ دہانی اور یاد دہانی نہایت ضروری ہے ۔ نبی کریم ﷺ ، صحابہ کرامؓ ، علماء وصلحاء امت کی تذکیر، پند وموعظت اسی زرّین ومتوارث سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ ایک صالح معاشرہ کے وجود ودوام پذیر ہونے کے لئے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی دینی ذہن سازی بھی بہت اہم اور ضروری ہے، بعض اوقات وعظ ونصیحت کے لئے حضور اکرم ﷺ کا خواتین و مستورات کی خصوصی مجلس کا اہتمام اس پر شاہدِ عدل وبین ثبوت ہے۔

امتِ مسلمہ کی اصلاح کی فکر، دردوغم رکھنے والے علماءِ کرام میں حضرت مولانا عبدالرؤف لاجپوری صاحب زید مجدہ (امام وخطیب جامع مسجد ھینزی اسٹریٹ باٹلی، یوکے) کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔ آپ ایک ممتاز عالم دین ہیں، حسن صورت وحسن

سیرت، بلند کردار کی صفاتِ حمیدہ سے متصف ہیں، موصوف کو مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ سے خلافت واجازت بیعت کا شرف بھی حاصل ہے۔

سالہا سال سے وقتاً فوقتاً حضرت کے وعظ و بیان کا سلسلہ مردوں میں عموماً نیز خواتین ومستورات میں خصوصاً جاری ہے۔ حضرت مولانا کے بیانات سادہ، صاف و شستہ انداز میں ہونے کے باوجود نہایت مفید ومؤثر ہونے کے ساتھ" از دل خیزد بر دل ریزد " کے مصداق ہیں۔ اب تک یہ بیانات کیسٹوں میں محفوظ تھے۔ مولانا موصوف کے قدرداں مخلص احباب نے افادۂ عام کی غرض سے ان کو تحریری جامہ پہنا کر کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ مخلصین کے اس مبارک ارادہ کو بہ احسن وجوہ تکمیل تک پہنچائے اور مواعظ کا یہ مجموعہ کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئے اور نافع خلائق ثابت ہو" ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد"۔

والسلام خیر ختام

کتبہ الاحقر سید مصلح الدین احمد بڑودوی القاسمی

خادمِ حدیث جامعہ تعلیم الاسلام۔ ڈیوز بری مرکز۔ یوکے

۲۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱/جون ۲۰۰۹ء۔ اتوار

از : حضرت مولانا سید احمد خضر صاحب مسعودی کشمیری دامت برکاتہم

(استاذ حدیث دارالعلوم وقف وشیخ الحدیث جامعہ امام انور دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَبِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَّحِیم

مضامین القرآن والحدیث سے ماخذ مزکیٰ ،''مجلی'' مطلیٰ کلام الٰہی کی تاثیر مسلّم ،ایک ایک حرف مؤثر ،معانی اثر انگیز ،مفاہیم اثر آفریں۔الفاظ کی نزہت ،لہجہ کی پاکیزگی ،بیان کا تسلسل ،آہنگ کی شیرینی کانوں میں رس گھل جائے۔بقول شاعر

تری آواز نے برسوں مجھے مخمور رکھا ہے
کیا ہے مدتوں کانوں سے شغل مے کشی میں نے

صاحب وحی محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و امی :الصادق المصدوق الامین کا سینہ بے کینہ علوم الٰہی کا گنجینہ۔نظافتیں آپ پر قربان ،نزہتیں آپ پر نثار ،علوم قرآنی و آسمانی کے اوّلین شارح ،آپ کی ذات اقدس کلامِ الٰہی کی ازسرتاپا ترجمان ،لہٰذا کسی ایک معاشرہ کی اصلاح نہیں بلکہ کائنات کو زیروزبر کردیا۔کسی ایک فرد کی تعمیر ونشو ونما نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں کو اسوۂ حسنہ عطا فرمادیا۔آپ کی ایک ایک ادا مؤثر ،آپ کا چلنا پھرنا نمونہ ،آپ کے اقوال ،آپ کے اعمال ،آپ کی احادیث ،آپ کے فرمودات ،آپ کا اٹھنا بیٹھنا ،آپ کی نشست و برخواست سنت قرار پائی ،اتباع لازمی ،باعثِ اجر اور موجبِ ثواب زندگیاں بدل گئیں ،مزاج تبدیل ہوگئے ،چٹانیں اپنی جگہ سے کھسکیں ،پہاڑوں نے مستقر چھوڑے ،صرف مؤثر آپ کا کلام ،آپ کی بات چیت ،

آپ کے اقوال پھر یہ ہی خصوصیت امت میں بھلا کیوں کر منتقل نہ ہوتی۔

قابلِ صد احترام حضرت اقدس مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ لاجپوری، والد مرحوم حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری نوراللہ مرقدہ فرماتے کہ اگر حق تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو مولانا ہی کو پیش کردوں گا کہ ''عبدالرؤف'' کو لایا ہوں۔ مولانا سادگی کا پیکر، شرافت کا حسین تاج محل، اخلاص ومروّت کا قطب مینار، حسنِ خلق میں اسلاف کی یادگار، شفیق ومہربان، چہرہ عبادات وانوارِ الٰہی سے منوّر، زبان پاکیزہ، نظریں خمیدہ، تن اُجلا، من کی نزہت اور اُجالا جسم زیبا پر بکھرا ہوا، خاموش طبع، گوشہ نشین، ہر دلعزیز محبوب خلائق۔

مواعظ کا مجموعہ ''فیضانِ عبدالرؤف'' صاحبِ تصنیف کے اوصاف سے مزین و آراستہ، زبان سادہ و عام فہم، مضامین اصلاحی، پختہ روایات واحادیث کا اہتمام، جابجا آیاتِ قرآنی کا التزام۔ مخاطب خواتین، بڑے خوبصورت، سادہ حسین انداز میں افہام و تفہیم، خلوص واخلاص کی قوت وطاقت اثر انگیزی میں ممد ومعاون۔

خدا کرے کہ یہ مواعظ امت کے لیے باعث نفع اور مولانا مدظلہ کے لیے ذخیرۂ آخرت ثابت ہوں اور اس تمنا وآرزو میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ ع

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

و ما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز

سید احمد خضر شاہ مسعودی کشمیر

از: حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب دامت برکاتہم

(استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً و مصلیاً !

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب زید مجدہم مشہور واعظ ہیں اور ان کے مواعظ سے ہندوبیرون ہند کے مسلمان فیضیاب ہورہے ہیں۔

مولانا مفتی دبیر عالم صاحب مدرس مدرسہ جامعۃ القراءت نے ان کے سولہ(۱۶) مواعظ کوٹیپ ریکارڈ کی مدد سے جمع اور مرتب کیا ہے، اب ان کی اشاعت ہو رہی ہے، اس طرح موصوف کے مواعظ کے وقتی فائدہ کو دائمی بنادیا ہے۔

جزاهم الله خير الجزاء

راقم الحروف حضرت واعظ زید مجدہم اور جناب مرتب سلمہ اللہ کے حق میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا کرے۔ آمین۔

ریاست علی غفرلہ

خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

۱۵/رمضان ۱۴۲۷ھ

از : حضرت مولانا مفتی عباس صاحب ڈابھیلی دامت برکاتہم

(نائب مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل وشیخ الحدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق ومستند کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' میں امر بالمعروف کے متعلق پانچ اصول لکھے ہیں:

الأمر بالمعروف يحتاج الى خمسة أشياء أولها العالم لأن الجاهل لايحسن الأمر بالمعروف و الثانى أن يقصدوجه اللّٰه تعالىٰ وأعلاء كلمته العلياء و الثالث الشفقة على المأمورفيأمره باللين والشفقة والرابع أن يكون صبوراً حليماً والخامس أن يكون عاملا بمايأمره كى لايدخل تحت قوله لم تقولون مالا تفعلون

امر بالمعروف پانچ اشیاء کا محتاج ہیں، سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ: امر بالمعروف کرنے والاعلم کا حامل ہو، اس لیے کہ جاہل امر بالمعروف کا فریضہ اچھی طریقہ سے انجام نہیں دے سکتا، دوسری چیز یہ ہے کہ: آمر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو، اور تیسری چیز یہ ہے کہ: مامور پر شفقت کرنے والا ہو پس وہ نرمی اور شفقت کے ساتھ حکم کرے، اور چوتھی چیز یہ کہ: آمر صابر اور متحمل مزاج ہو، اور پانچویں چیز یہ کہ: جس کا حکم کرے اس پر عامل ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **لم تقولون مالا تفعلون** (کیوں کہتے ہو منھ سے جو نہیں کرتے) کے تحت داخل نہ ہو۔

(عالمگیری ۳۵۳/۵)

مذکور بالا اصول پورے طور پر حضرت والا (مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم) پر صادق آتے ہیں، تشریح یہ ہے:

(۱) آمر عالم ہو: جس کی روشنی میں امر بالمعروف کرے، حضرت والا (مولانا عبد الرؤف صاحب دامت برکاتہم) جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے مستند عالم ہونے کے ساتھ ساتھ علم باطن میں مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحبؒ کے مجاز بیعت ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اعلاء کلمتہ اللہ کے خاطر ہی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسّلام کی سنّت کو زندہ کرتے ہوئے کسی نوع کا معاوضہ لیے بغیر ہی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں، کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسّلام کی دعوت وتبلیغ کے متعلق قرآن پاک کا بیان ہے ﴿ماا سئلکم علیه من أجر ان أجری الاعلیٰ رب العالمین﴾

(اور میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے)

(۳) مامور کے ساتھ نرمی وشفقت: یہ وصف تو موصوف کے نام نامی واسم گرامی ''عبد الرؤف'' کا جزء لاینفک ہے، نام کا اثر مسمیٰ پر ہوتا ہی ہے لہٰذا واقعی اسم بامسمیٰ ہیں۔

(۴) آمر صابر اور متحمل مزاج ہو: حضرت والا کے نام کا پہلا جزء عبد ہے جو خود بتلا رہا ہے موصوف شان عبدیت کے حامل ہیں تواضع، انکساری، صبر وتحمّل عبدیت ہی کا خاصہ ہے۔

(۵) آمر خود عامل ہو: حضرت والا اس وصف سے بھی متصف ہیں، عالم باعمل کی بات موئثر ہوتی ہے، ان بیانات کے مطالعہ سے قاری پر اثر ہونا مذکورہ بالا وصف کا لازمی نتیجہ ہے۔

زیر نظر مجموعہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم کے ۱۶ بیانات پر

مشتمل ہے، حضرت والا کے چشمۂ فیض سے برطانیہ کے مسلمان فیضیاب ہورہے ہیں، ان بیانات میں سادہ مگر لطیف انداز سے امت مسلم کی بالخصوص مغربی معاشرہ کے چنگل میں پھنسے ہوئے لوگوں کی اصلاح کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ سماج کی دکھتی رگ کی گرفت کرنا بیدار مغزی پر دال ہے پاؤنڈ پر فریفتہ لوگوں میں حق گوئی قائل کے تقویٰ کی غمازی ہے۔

مجھے اس مجموعہ کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی، دلی دعا ہے: اللہ تعالیٰ اسے حسن قبولیت سے نوازے اور مستقبل میں مزید علوم دینیہ کے لیے مُوفَّق بنائے۔ بذریعۂ ٹیپ ضبط تحریر میں لانے والے جوان صالح مفتی دبیر عالم قاسمی (استاذ حدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ) کی سعی کو بھی قبول فرمائے اور ان سے اللہ تعالیٰ خوب خوب خدمت لے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقط والسلام عباس داؤد بسم اللہ

مؤرخہ: ۸/ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۰۶ء

از : حضرت مولانا منیر الدین احمد عثمانی صاحب دامت برکاتہم

(استاذ دارالعلوم دیوبند)

حامداً و مصلیاً اما بعد!

راقم الحروف کتب بینی میں مصروف، حاشیہ وشروحات کے اطراف و جوانب سے محظوظ، افکار سبق پوری طرح دماغ پر حاوی کہ اچانک فون کی گھنٹی اور اس کی گونج اپنی

جانب متوجہ کرنے میں غالب،فون پر ایک نامانوس آواز مولانا عبدالرؤف باٹلی کی تھی، جن سے نہ کبھی پہلے ملاقات نہ شناسائی ،مگر تھوڑی ہی دیر علیک وسلیک و گفتگو کے بعد اپنائیت سے پورلہجہ ''میرے لائق کوئی خدمت'' نے قریب سے قریب تر کر دیا۔قربت و محبت کے اس جملہ نے ایسا مسحور کر دیا کہ وہ سحر انگیز جملہ تو سنا اور فضا میں تحلیل ہوگیا۔مگر اس نے ابھی تک اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔کوئی عضو آزاد نہیں ہے، ہر طرف اس نام کا پہرا ہے۔ پھر اسی رافت ومحبت کے سرخیل مولانا عبدالرؤف صاحب کے متعلق کرم گستر مولانا محمد مسلم صاحب نے اطلاع دی کہ ''فیضان عبدالرؤف'' نامی کتاب اسی عظیم ہستی کے دل مضطرب کی اضطرابی کیفیات نے الفاظ کا جامہ پہن لیا ہے، جوصنف نازک بناتِ حوّا کی اصلاح وتربیت کے لئے مختلف مجالس میں متعدد خطبات پیش فرمائے ہیں اورعورتوں کی بگڑی ہوئی صورتِ حال پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل پیش کیا ہے۔جس میں اخلاص کا قیمتی ہیرااور سوزِ دروں کی سوزش شامل ہے۔الفاظ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نہ سہی مگر معانی کا خزینہ،قرآن وحدیث کا سفینہ اور حالات کا نگینہ ہے۔

لوگوں کے دلوں پر اثر کرنے والے مواعظ اور زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک دستاویز ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ امت مسلمہ کوخوب خوب فائدہ پہونچائے اورحضرت کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے،آمین۔ والسلام

منیرالدین احمد عثمانی

دارالعلوم دیوبند

از : حضرت مولانا محمد مسلم صاحب مدظلہ

(امام وخطیب مسجد بادل بیگ، حوض قاضی، دہلی)

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفىٰ اما بعد !

علماء کرام کو وارثِ انبیاء ہونیکا شرف حاصل ہے، اس لئے جو کام انبیاء علیہم السلام کے ذمہ تھا اب وہ علماء کے ذمہ ہے۔ وہ تعلیم بھی، تبلیغ بھی، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ادع الى سبيل ربكَ باالحكمة و الموعظة الحسنة (پ۱۴)

آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو حکمت و موعظت حسنہ سے بلائے۔

ہم جب نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کی سیرتِ مبارکہ میں یہ دونوں باتیں جدا جدا نظر آتی ہیں۔ آپ دار ارقم میں صحابہؓ کے اور اصحابِ صفہ کے معلم بھی ہیں اور دوسری طرف عظیم مبلغ بھی، چنانچہ طائف کا تبلیغی سفر آپ کے اسی ذوق کا مظہر ہے۔ جس کو آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ نے بطریقِ احسن سمبھالا۔ تو علماء کرام کو بھی ان دونوں محاذوں پر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ تعلیم و تعلم کی دنیا بھی آباد رکھنی ہے، اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ عقائد و اعمال کی اصلاح کا کام بھی جاری رکھنا ہے۔ اُسی سلسلہ کی ایک کڑی جو ''فیضان عبد الرؤف'' کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ درحقیقت میرے مخلص اور کرم فرما حضرت اقدس مولانا عبد الرؤف صاحب لاجپوری (باٹلی) دامت برکاتہم کے اخلاص اور للّٰہیت کا حسین گلدستہ ہیں۔ حضرت والا کے یہ خطبات مستورات میں ہوئے ہیں، جو وقت اور حالات کے عین مطابق ہیں۔

حضرت والا کے مزاج و گفتار میں جیسے سادگی اور رحمدلی اور غرباء پروری ہے، اپنے خطبات میں بھی یہی کوشش کی ہے کہ میری ذات سے بنات حوّا کو خصوصاً اور عامۃ المسلمین کو عموماً دنیا و آخرت میں فائدہ پہونچے۔ ظاہر ہے کہ جس آدمی کا لیل ونہار اسی تگ و دو میں گذرے انشاء اللہ ان کے مواعظ عنداللہ اور عندالناس مقبول ہوں گے۔

وما توفیقی الا باللہ

احقر محمد مسلم القاسمی

امام و خطیب مسجد بادل بیگ حوض قاضی، دہلی
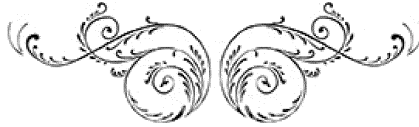
از: حضرت محترم مخدومنا بھائی میاں لاچپوری مدظلہ

۱ یہ فیض ہے شاہ صوفی صاحب کا

۲ یہ فیض ہے شاہ مسیح اللہ صاحب کا

۳ یہ فیض ہے شاہ عبد القدوس کا

۴ یہ فیض ہے جملہ اساتذہ کا

۵ یہ فیض ہے فیضان عبد الرؤف کا

۶ یہ فیض ہے فیضان لاچپور کا

تقریظ

از : مفتی رشید احمد صاحب لاجپوری

(شیخ الحدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ)

حامداًو مصلیاًو مسلماً:

حق سبحانہ وتقدس کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اس عالم فانی میں حضرت انسان کو وجود بخشا اور پھر بلا استحقاق محض اپنے فضل وکرم سے اپنے برگزیدہ بندوں کومختلف انواع کی دینی خدمات کا موقع نصیب فرمایا جنھوں نے اپنے اپنے مقام پر رہ کر اعلائے کلمۃ اللہ ،اشاعت علوم دینیہ وحفاظت دین حنیف میں اپنے آپ کو مشغول فرمایا،بعضے حضرات درس وتدریس میں ،بعض وعظ ونصیحت میں ،بعض دعوت وتبلیغ میں، بعض حدود اللہ کی حفاظت میں بتوفیق الٰہی خادم دین بن کر رضائے الٰہی کے متمنی رہے انہیں انفاس قدسیہ میں ایک عظیم المرتبت، رفیع الشان ہستی میری مراد اس سے شیخ طریقت ولی کامل عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم کی ذات گرامی ہے رب اکرم نے اپنے کرم سے دین کے مختلف شعبوں میں حضرت والا کی ذات سے امت مسلمہ کو فیضیاب فرمایا جس میں بطور خاص وعظ ونصیحت کے ذریعہ کفر وظلمت کی تاریکی میں برطانیہ جیسے ملک میں آپ کے مواعظ حسنہ سے ملت کے نوجوانوں کی زندگیوں میں وہ نمایاں تبدیلی رونما ہوئی کہ سینکڑوں انسانوں نے راہ ہدایت کو اختیار کی ، بے شمار خواتین نے برقع جیسے اسلامی زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، کئی اشخاص جو کلبوں کے حوالے ہو چکے تھے آپ کے ان مواعظ حسنہ کی برکت سے وہ مسجد کو آباد کرنے والے بن گئے ،انگنت شرابیوں نے توبہ کی، ڈسکو ڈانس کے متوالے حلقۂ ذاکرین میں شامل ہوگئے

بلاشبہ بقول بعضے عارفین ’’حق تعالی شانہ انسانوں کے روحانی امراض کا علاج لسان عارف پر القاء فرماتے ہیں‘‘ رب کریم اس گنجینۂ وعظ ونصیحت کومقبولیت عامہ نصیب فرمائے ٹھیک اسی طرح رفیق محترم مفتی دبیر عالم قاسمی دام ظلہ قابل مبارک باد ہے کہ انہوں نے بڑی دلچسپی سے اپنے خارجی اوقات میں ان مواعظ کوکیسٹوں سے اخذ کرکے زیب قرطاس فرمایا، لکھنے کوتو یہ ایک مختصر جملہ ہے لیکن درحقیقت جوافراد ان محنت طلب کاموں میں مصروف ہے وہی اس کام کی دشواریوں کوجانتے ہیں۔خدائے رحمٰن ورحیم موصوف کی اس سعی کوشرف قبولیت سے نواز کر اخلاص کے ساتھ مزید ایسے کارہائے حسنہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین **بحرمة سيد المرسلين** ﷺ

دادرا قابلیت شرط نیست　　　شرط قابلیت داد اوست

فقط

بندہ رشید احمد لاجپوری غفرلہ

۱۰؍جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۴؍جون ۲۰۰۹ء

بروز پنجشنبہ

مقدمہ

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

(مؤلف تالیفات مفیدہ وکثیرہ ومحشی مرغوب الفتاویٰ)

وعظ ونصیحت کی اہمیت اور کچھ صاحب مواعظ کے بارے میں

وعظ ونصیحت کا کام جنت میں بھی ہوا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ ونصیحت کا عمل بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ جنت میں بھی وعظ ونصیحت کا کام رہا، سیدنا آدم وحضرت حوا علیہما الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت فرمائی:

﴿ولا تقربا ھذہ الشجرۃ﴾ تم دونوں اس درخت کے پاس مت جانا۔ (سورۂ بقرۃ ۳۵) اس ارشاد ربانی سے معلوم ہوا کہ دنیا میں حضرت انسان کی آمد سے پہلے ہی جنت میں بھی یہ عظیم کام انجام پایا۔

دنیا میں انسان کی آبادی کے بعد حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے اس خدمت کو بحسن وخوبی نبھایا، اور حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کو تو خطیب الانبیاء کہا گیا، قرآن کریم نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مواعظ کے پر اثر جملوں کو نقل کرکے قیامت تک کے لیے محفوظ کردیا۔ آخری پیغمبر سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کے مواعظ سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی ایمانی قوت اور یقین کامل سے

بھرپور خطبات ومواعظ کے وہ نمونے چھوڑے ہیں کہ آج چودہ سو سال کے بعد بھی انہیں پڑھ کر طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے۔ خصوصا سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر وسیدنا علی رضی اللہ عنھم کے خطبات ومواعظ کی تاثیر دلوں کو متأثر کئے بغیر نہیں رہتی ۔ ناظرین صرف ''حیاۃ الصحابہ'' کا ہی مطالعہ فرمالیں۔

کاش کوئی اللہ کا بندہ ان حضرات صحابہؓ کے مواعظ وملفوظات کو اردو میں جمع کرنے کا اہتمام کرے تو یقیناً امت کے لیے ایک قیمتی تحفہ وسرمایہ جمع ہوجائے۔ (راقم کے دل میں کئی مرتبہ اس کا خیال آیا، کچھ حوالے پر نشان بھی لگا رکھے ہیں، دیکھئے! کیا یہ خدمت مقدر میں ہے یا نہیں؟)

خطبہ کے معنی اور زمانۂ جاہلیت میں خطبہ کا رواج

''خطبہ'' عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی تقریر کے ہیں، اس کی جمع ''خطابت'' اور ''خطب'' ہے۔ تقریر ووعظ کی ہر زمانہ میں ایک اہمیت رہی اور ہے، کوئی صاحب عدل اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اور اس کی تاثیر تو حدیث (ان من البیان لسحرا) کہ بعض بیان جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ (فیض القدیر ص۶۶۴ ج۲، رقم الحدیث ۲۴۵۶) سے ثابت ہے۔ اسی لیے زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں مجمع کو متأثر کرنے یا سفارت پر بھیجے جانے والے افراد میں شعراء کے ساتھ خطیبوں کو بھی بھیجا جاتا تھا۔ عہد جاہلیت کے خطیبوں میں عمرو بن معدیکرب، قیس بن اساعدہ الایادی اور عہد اموی کے سحبان بن وائل قابل ذکر ہیں۔ (جزیرۃ العرب ص۱۹۲)

سحبان بن وائل کے خطبہ کا یہ حال تھا خراسان کے وفد کی آمد پر حضرت امیر

معاویہؓ کے حکم سے ظہر سے عصر تک ایسی تقریر کی کہ دوران وعظ نہ کنکھارا، نہ کھانسا، نہ کہیں سوچنے کے لیے رکا، نہ کسی موضوع کو تشنہ و نامکمل چھوڑا۔ اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا: واقعی تو عرب کا سب سے بڑا خطیب ہے۔ تو کہنے لگا ''نہ صرف عرب کا بلکہ عجم کا اور جن وانس کا بھی'' (خطبات مفکر اسلام ص ۲۱)

قرآن کریم سے وعظ اور طریقۂ وعظ

قرآن کریم نے وعظ کا حکم بھی دیا اور طریقۂ وعظ بھی بتلا دیا۔ فرمایا:

﴿فذكر فان الذكرى تنفع المؤمنين﴾

اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا: اور سمجھاتے رہیے کیوں کہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔ (سورۂ ذاریات، آیت ۵۵)

اور فرمایا ﴿ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة﴾

یعنی آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعۂ بلائیے۔

اس آیت میں دعوت و تبلیغ، اس کے اصول اور آداب کی پوری تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہیں۔

حکمت:...... سے مراد بصیرت ہے، جس کے ذریعہ انسان مقتضیات احوال کو معلوم کر کے اس کے مناسب کلام کرے، وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو، نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے اور جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃ کہنے میں مخاطب کو نہ شرمندگی ہو اور نہ اس کے دل میں اپنے خیال پر جمنے کا تعصب پیدا ہو۔

الموعظۃ:......موعظہ اور وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لیے نرم ہو جائے ،مثلا اس کے ساتھ قبول کرنے کے ثواب وفوائد اور نہ کرنے کے عذاب ومفاسد ذکر کیے جائیں۔

الحسنۃ:...... کے معنی یہ ہیں کہ بیان اور عنوان بھی ایسا ہو،جس سے مخاطب کا قلب مطمئن ہو،اس سے شکوک وشبہات دور ہوں اور مخاطب یہ محسوس کرے کہ آپ کی اس میں کوئی غرض نہیں صرف اس کی خیر خواہی کے لیے کہہ رہے ہیں۔

(معارف القرآن ص۴۰۹ ج۵)

احادیث اور وعظ

حدیث شریف میں بھی بہت کثرت سے وعظ وتذکیر کا حکم دیا گیا،مسلم شریف کی حدیث میں تو ہاتھ اور زبان سے استطاعت کہ نہ ہونے پر دل سے برا جاننے تک کا حکم ہے،اور اسے اضعف الایمان کہا گیا۔(مسلم باب بیان كون النهي عن المنكر من الايمان رقم الحديث ۱۷۷) بخاری شریف کی حدیث میں نافرمانوں کو نصیحت نہ کرنے پر کشتی کے دو حصے اوپر اور نیچے سے تشبیہ دے کر عجیب انداز سے وعظ کی ترغیب دی کہ وعظ ونصیحت نہ کرنے پر دونوں ہی ڈوبیں گے۔(باب هل يقرع في القسمة والاستفهام فئة رقم الحديث ۲٤۹۳) طبرانی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالی بعض لوگوں کی غلطیوں پر سب کو (جو اس غلطی میں مبتلاء نہیں ہے) عذاب نہیں دیتے البتہ سب کو اس صورت میں عذاب دیتے ہیں جب کہ فرمانبردار باوجود قدرت کے نافرمانی کرنے والوں کو نہ روکے۔

(مجمع الزوائد ۵۲۸/۷)

ترمذی شریف کی روایت میں قسمیہ آپ ﷺ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر اللہ کا عذاب اور دعا کے قبول نہ ہونے کی وعید بیان فرمائی۔

(ترمذی باب ما جاء الامر بالمعروف والنهی عن المنكر رقم الحديث ٢١٦٩)

ایک صحابی کو اللہ کے نبی ﷺ نے اس طرح دعا دی کہ ((**اللهم ثبته واجعله هاديا مهديا**)) اے اللہ اسے اچھا گھوڑ سوار بنا دیجیے اور خود سیدھے راستے پر چلتے ہوئے دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دیجیے۔

(بخاری باب من لا يثبت على الخير ١١٠٤/٣ دار ابن كثير دمشق)

بخاری شریف ہی کی ایک روایت میں راستہ کا حق یہ بتلایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔

(بخاری باب قول الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتا رقم الحديث ٦٢٢٩)

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر **ليس منا** کی وعید بیان فرمائی گئی۔ (ترمذی باب ما جاء فی رحمة الصبيان رقم الحديث ١٩٢١)

مشکوۃ کی روایت میں اللہ کی نافرمانی پر افسوس نہ ہونے پر بستی کو الٹنے کا حکم دیا گیا۔ (مشكوة رقم الحديث ٥١٥٢)

ایک روایت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کو خیر الناس کہا گیا۔ (مجمع الزوائد ص ۵۲۰/۷)

نوٹ: یہ ساری احادیث اور ان کے حوالے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کی منتخب احادیث سے ماخوذ ہے۔

ان آیات واحادیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اچھائی کا حکم اور

برائی سے روکنا اس امت کی عظیم ذمہ داری میں داخل ہے اور اہل علم پر یہ فریضہ بدرجۂ اولی عائد ہوتا ہے الحمدللہ امت کے علمائے کرام اور مصلحین نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی، بلکہ دنیا کے چپے چپے میں جہاں جہاں اللہ نے انہیں پہنچایا اس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے کی اجازت کس وقت ہے؟

علماء نے لکھا ہے کہ بعض اوقات اس ذمہ داری کو چھوڑنے کی بھی اجازت ہے،

حضرت علامہ عبدالحیؒ صاحب کفلیتویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''کہ جس وقت صلحاء کمزور ہوجائے اور بدکار اشرار کا غلبہ ہو اور نصیحت کرنے سے بجز نقصان وایذاء کہ کوئی نتیجہ نظر نہ آئے تو اس وقت نصیحت کے چھوڑنے کی اجازت ہے'' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں بیان کیا کروگے جب تم ایسے ردی آدمیوں میں رہ جاؤ کہ نہ ان کو عہد و پیمان کا لحاظ ہو نہ امانت داری سے واسطہ اور اختلاف کر کے ایسے ہوجاویں (اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں دوسرے ہاتھ کی انگلیاں دے لی) حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ جو کچھ حضرت حکم دیں وہ کروں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بس اپنے اچھے کام کرو اور برے کام چھوڑے رہو اور صرف اپنے نفس کی نگہداشت ضروری سمجھو اور عوام سے واسطہ نہ رکھو''۔ (البصائر فی تذکیر العشائر ص ۲۶ ج ۱ پہلی بصیرت)

حضرت علی بن زیدؒ کہتے ہیں: کہ میں حجاج کیساتھ محل میں تھا وہ ابن اشعث کی وجہ سے لوگوں کا جائزہ لے رہا تھا اتنے میں حضرت انس بن مالکؓ تشریف لے آئے

جب وہ نزدیک آئے تو حجاج نے کہا (**نعوذ بالله من ذلک**) اوخبیث اور فتنوں میں چکر لگانے والے کہو تم کبھی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوتے ہو اور کبھی ابن زبیرؓ کے ساتھ اور کبھی ابن اشعث کے ساتھ غور سے سنو! میں تمہیں ایسے جڑ سے اکھیڑ دوں گا جیسے گوند کو اکھیڑا جاتا ہے اور میں تمہاری کھال ایسے اتاروں گا جیسے گوہ کی کھال اتاری جاتی ہے ،حضرت انسؓ نے فرمایا اللہ تعالی امیر کی اصلاح فرمائے وہ اس کلام سے کس کو خطاب کر رہے ہیں حجاج نے کہا میں تمہیں خطاب کر رہاں ہوں اللہ تعالی تمہارے کانوں کو بہرا کرے،اس پر حضرت انسؓ نے انا للہ پڑھی اور وہاں سے باہر آ گئے اور فرمایا اگر مجھے اپنے بچے یاد نہ آجاتے جن پر مجھے اس حجاج کی طرف سے خطرہ ہے تو آج میں کھڑے کھڑے اسی جگہ سے ایسی کھری کھری سناتا کہ وہ مجھے بالکل جواب نہ دے سکتا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سنا،اس نے ایسی بات کہہ دی جو مجھے بالکل غلط نظر آئی میں نے اسے ٹونکنا چاہا لیکن مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ گیا کہ کسی مؤمن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا مناسب نہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مؤمن اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرے گا حضور ﷺ نے فرمایا وہ اپنے آپ کو ایسے امتحان کے لیے پیش کر دے جس کی طاقت نہ ہو۔

(حیاۃ الصحابہ ص ۹۹۲ ج ۲ مترجم حضرت مولانا احسان الحق صاحب مدظلہ)

واعظ کے لیے چند آداب و شرائط

ضرورت ہے کہ وعظ و نصیحت کے ساتھ اپنی اصلاح کی پوری فکر ہو اور اللہ کی رضا مقصود ہو کہنے کا سلیقہ ہو انشاء اللہ یہ خدمت معاشرہ کی اصلاح میں نمایاں کامیابی دلا

سکتی ہے، ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وعظ و نصیحت سے مقصود امت کی اصلاح کا جذبہ ہو، حضرت عمرؓ نے اپنے وعظ میں فرمایا: ''میں نے تمہارے بیان سے پہلے دعا اور اللہ تعالی سے نفس و شرور سے حفاظت کا اہتمام کیا تاکہ شیطان اس عظیم خدمت کو ریا اور نامونمود کے ذریعہ ضائع نہ کردے، حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ سے سنا کہ جب میری بات طے ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اخلاص اور نفس و شیطان سے حفاظت اور بات سے میرا اور سامعین کا فائدہ ہو اس کی دعا کرتا ہوں۔''

حضرت مولانا عبد الحئی صاحب کفلیتویؒ نے واعظ کے لیے چند شرطیں لکھی ہیں۔(۱) واعظ قرآن و حدیث اور حضرات سلف کے مناسب مقدار حالات اور سیرت سے واقف ہو۔(۲) واعظ کو ان معصیتوں سے محترز ہونا لازم ہے جن سے لوگوں کو ڈراتا ہے اور ان اطاعتوں کا پابند ہونا لازم ہے جن کی طرف دوسروں کو بلاتا ہے۔(۳) واعظ کو نرم گفتار ہونا چاہیے، گفتگو میں درشتی نہ کرے۔(۴) واعظ کو تعلقات کم کرنے چاہیے تاکہ زیادہ خوف نہ ہو اور مخلوق سے طمع کو قطع کرنا چاہیے تاکہ مداہنت و چشم و پوشی جاتی رہے۔(۵) وعظ کو صرف ترغیب یا تخویف ہی کے ساتھ مخصوص نہ کرے بلکہ مخلوط کرے کہ ترغیب بھی ہو اور ترہیب بھی۔(۶) حاجت اور ضرورت کے مناسب وعظ و نصیحت کرے بہت کثرت سے وعظ نہ کرے کہ لوگ اکتا جائے۔

(البصائر فی تذکیر العشائر از ص ۲۶ تا ۳۳ ج ۱ پہلی بصیرت)

نوٹ: ان شرائط کی تفصیل اور دلائل دیکھنا ہو تو علامہ عبد الحئی کفلیتویؒ کی مؤقر تالیف البصائر کا مطالعہ کیا جائے۔

صاحبِ مواعظ

صاحبِ مواعظ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم الحمدللہ بزرگوں کے صحبت یافتہ اور علمی گھرانہ کے چشم و چراغ ہیں۔ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اور ان کی وفات کے بعد محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ سے اصلاحی تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح الامتؒ کی طرف سے خلافت یافتہ بھی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تزکیہ نفس کی دولت سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ بہت ہی صالح اور اسلاف کے نقش قدم پر ہیں، تقویٰ وتدین میں بے مثال مقام رکھتے ہیں۔ راقم الحرف کو حضرت مدظلہ سے قدیم نیاز حاصل ہے اور سینکڑوں مرتبہ آپ کے ساتھ بیٹھنے اور متعدد مرتبہ سفر وحضر میں ساتھ رہنے کا موقع ملا۔

حضرت امام بخاریؒ کے متعلق لکھا ہے کہ: ’’مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا، کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی‘‘۔ (مبادیات حدیث ص۱۱۴، مکتبہ بیت العلم ٹرسٹ کراچی)

اسی طرح امام مسلمؒ کے بارے میں ہے کہ: آپ نے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی۔ (حوالہ بالا ص ۱۱۸)

عارف باللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا صاحب اجمیریؒ کی وفات پر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی حضرت سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ نے فرمایا کہ پچاس سالہ رفاقت میں میں نے مولانا کی زبان سے کبھی غیبت نہیں سنی۔

برسوں کی صحبت میں کبھی بھی میں نے آپ کی زبان سے فضول کلامی اور کسی کی

غیبت نہیں سنی، ورنہ اس زمانہ میں بہت کم مجلس اس مہلک مرض سے خالی دیکھنے میں آئیں۔ بزرگوں کے حالات میں غیبت سے بچنے کے متعلق مذکورہ باتیں کتابوں میں پڑھی تھیں، مگر مولانا مدظلہ کی صحبت میں بیٹھنے سے معلوم ہوا کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جوان اسلاف کے صحیح جانشین ہیں۔

مولانا مدظلہ کے اوصاف میں یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ چھوٹے بڑے کا اکرام کرتے ہیں، یہی وجہ ہے ہر چھوٹے بڑے کوآپ کا اکرام کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

ومن هاب الرجال تهيبوه
ومن حقر الرجال فلن يهابا

جوشخص لوگوں کی عزت کرتا ہے، لوگ اس کی عزت کرتے ہیں، اور جولوگوں کو حقیر سمجھتا ہےاس کی بھی عزت نہیں کی جاتی۔ (دیوان الامام الشافعی ص٢٦)

حضرت موصوف کواللہ تعالیٰ نے طبعی نرمی اور بات کو بہت ہی محبت سے کہنے کا وہ سلیقہ عطا فرمایاہے جو قابل تقلید وقابل اتباع ہے۔ بعض مرتبہ وعظ میں بہت ہی سخت اور کڑوی سے کڑوی بات بھی سامعین کے لئے باعث تنفر نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: بات سخت سے سخت کہومگر تمہاراانداز اور لہجہ نرم ہو۔ بات سخت ہے مگر انداز ولہجہ نرم ہےتو بات کا اثر ہوگا۔ موصوف میں یہ صفت بدرجۂ اتم موجود ہے۔

برطانیہ میں مساجد کی کمیٹی کے ذمہ دار حضرات کونصیحت کرتے ہوئے جتنی سخت بات مولانا مدظلہ سے سنی کم ازکم میرے علم میں اس کی نظیر نہیں، مگراس میں بھی بات کرنے

کا انداز اس قدر پیار سے بھرپور ہوتا ہے کہ دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔

آپ کے مواعظ نہایت سلیس، سادہ، شستہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے نظیر و دل پذیر ہوتے ہیں۔ ناظرین ان مواعظ میں محسوس فرمائیں گے کہ کیسی سادہ اور سیدھی سیدھی باتیں، مگر ان سادے بیانات نے الحمدللہ وہ کام کیا جو پر جوش مقرر کی تقریر سے وجود میں نہیں آیا۔ کئی عورتیں و مرد نماز کا اہتمام کرنے والے بنیں، مختلف حضرات کے چہروں پر ڈاڑھی آگئی، کئی حضرات نے حرام رزق سے توبہ کی، بیشمار عورتیں برقعہ کا اہتمام کرنے لگیں، معتبر ذرائع سے میں نے یہاں تک سنا کہ کئی عورتیں نوافل اور تہجد پڑھنے والی بنیں، سامعین کی ایک بڑی تعداد نے قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا معمول بنایا، کئی گھروں سے ٹیلیوژن نکلے۔

ہو گئے پتھر میرے نالوں سے پانی اے ظفؔر
اس کو کہتے ہیں اثر تاثیر اس کا نام ہے

اور کسی نے صحیح کہا ہے ۔

ادھر کہتا گیا وہ اور ادھر آتا گیا دل میں
اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں

اس وقت مولانا مدظلہ جمعہ سے پہلے نماز کی سنتیں اور نماز کو صحیح پڑھنے پر توجہ کا بیان فرما رہے ہیں، سامعین کا کہنا ہے کہ ہمیں بڑے لمبے چوڑے علمی بیانوں سے وہ فائدہ نہیں ہوا جو آپ کے اس مختصر بیان سے ہوا، نماز کے کئی موٹے موٹے مسائل اور سنتوں سے ہم ناواقف تھے۔ اس میں بھی میں نے دیکھا آپ پہلے مسائل کی پوری تحقیق

فرماتے ہیں اور بہت احتیاط سے مسائل اور سنتوں کا بیان فرماتے ہیں، اس کی صرف ایک مثال لکھتا ہوں۔

مصلّی کا قومہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا ثبوت

مولانا مدظلہ نے مجھ سے اس بات کا تذکرہ کیا کہ مصلی قومہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر جائے یا علیحدہ رکھے، میں نے اس کو دو اکابر سے پوچھا، دونوں نے جواب دیا کہیں اس کی صراحت نظر سے نہیں گزری کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے ہاتھ کہاں رکھنے چاہئے، اتفاق سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم کا ایک چھوٹا سا رسالہ نظر سے گزرا اس میں حضرت نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا اور اس پر ''سنن بیہقی'' کا حوالہ دیا۔

میں نے کہا: مجھے بھی یاد پڑتا ہے کہ ایک سفر میں، میں نے حضرت موصوف سے یہ پوچھا تھا، حضرت نے یہی حوالہ بیان فرمایا تھا۔ اسی دوران ایک دن مولانا مدظلہ کا فون آیا کہ میرے سامنے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا رسالہ ہے، اس میں بیہقی کا حوالہ دیا ہے، تیرے پاس بیہقی ہے؟ میں نے کہا: ہے، چنانچہ میں نے موصوف کے تحریر کردہ حوالہ کو نکال کر یہ عبارت سنائی:

''عن ابی هریرةؓ قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ((اذا سجد احدکم فلا یبرک الجمل ولیضع یدیه علی رکبتیه)) کذا قال علی رکبتیه ، فان کان محفوظا کان دلیلا علی انه یضع یدیه علی رکبتیه عند الا هواء الی السجود''

دعوت وتبلیغ سے تعلق

مولانا مدظلہ دعوت وتبلیغ سے نہ صرف محبت رکھنے والے ہیں بلکہ عملی طور پر حصّہ لیتے ہیں، اور مختلف اوقات میں سہ روزہ عشرہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلتے ہیں، اور تبلیغی جماعت کے کام سے بہت متأثر ہیں، یہی وجہ ہے کہ جمعہ کا بیان ہو یا اتوار کی اصلاحی مجلس، شاید ہی کوئی مجلس یا وعظ ہوتا ہو جس میں جماعت میں نکلنے کی ترغیب نہ دیتے ہوں۔ الحمدللہ کئی احباب حضرت کی ترغیب سے وقت لگانے والے بنے۔

صاحب مواعظ کی سوانح اس وقت نہ میرا موضوع ہے اور نہ یہاں تفصیلی کلام کی اس وقت گنجائش۔ رفیق محترم مولانا عبد الحئ سیدات صاحب کی تحریر انشاء اللہ ناظرین کے لئے کافی ہوگی۔

مرتب مواعظ

رفیق محترم جامعۃ القراءات کے کامیاب ومقبول استاذ مولانا مفتی دبیر عالم صاحب (ماشاءاللہ عالم وحافظ ومفتی ہیں۔ بہت ہی محنتی اور علمی ذوق رکھتے ہیں۔ مفتئ گجرات حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ کے فتاوی پر بھی کام کررہیں ہیں) مبارکباد وشکریہ کے مستحق ہے کہ موصوف نے حضرت مولانا کے ان مواعظ کو کیسٹ سے نقل کرکے کاغذ کے حوالہ کردیا، اس طرح یہ مفید امانت ان حضرات کے لئے بھی مفید ہوگی جو براہ راست مولانا مدظلہ کے وعظ سے استفادہ نہ کرسکیں۔

مولانا موصوف نے ازراہ کرم مسودہ راقم کے پاس بھیجا کہ اس کو دیکھ لوں، ان کی التماس پر من وعن مسودہ استفادہ کی نیت سے دیکھا اور اپنی ناقص سمجھ کے مطابق چند

مشورے بھی دیئے ،جنہیں مولانا مدظلہ نے قبول فرمایا۔اللہ تعالیٰ مولانا کی اس خدمت کو بے انتہاں قبول فرمائے اورمزید جلدیں بھی مرتب کرنے کی توفیق اورہمت عطا فرمائے ، اوروقت میں برکت عطا فرمائے ،آمین۔

راقم کی یہ حیثیت ومقام نہیں کہ حضرت مدظلہ کے مواعظ پرکچھ لکھے،لیکن اہل محبت کا تقاضہ اورخود صاحب مواعظ کی بھی منشاء(جوحکم کے درجہ میں ہے) کی وجہ سے کچھ باتیں لکھ دی گئیں۔

اللہ تعالیٰ ان مواعظ کو صاحب مواعظ اورمرتب اور ہرنوع سے تعاون کرنے والوں کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے ،آمین۔اللہ کرے یہ محنت ناظرین کی اصلاح وتربیت کا سبب ہو۔

مرغوب احمدلاجپوری مقیم ڈیوزبری

۷/رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق یکم اگست ۲۰۰۶ء

بروز سہ شنبہ
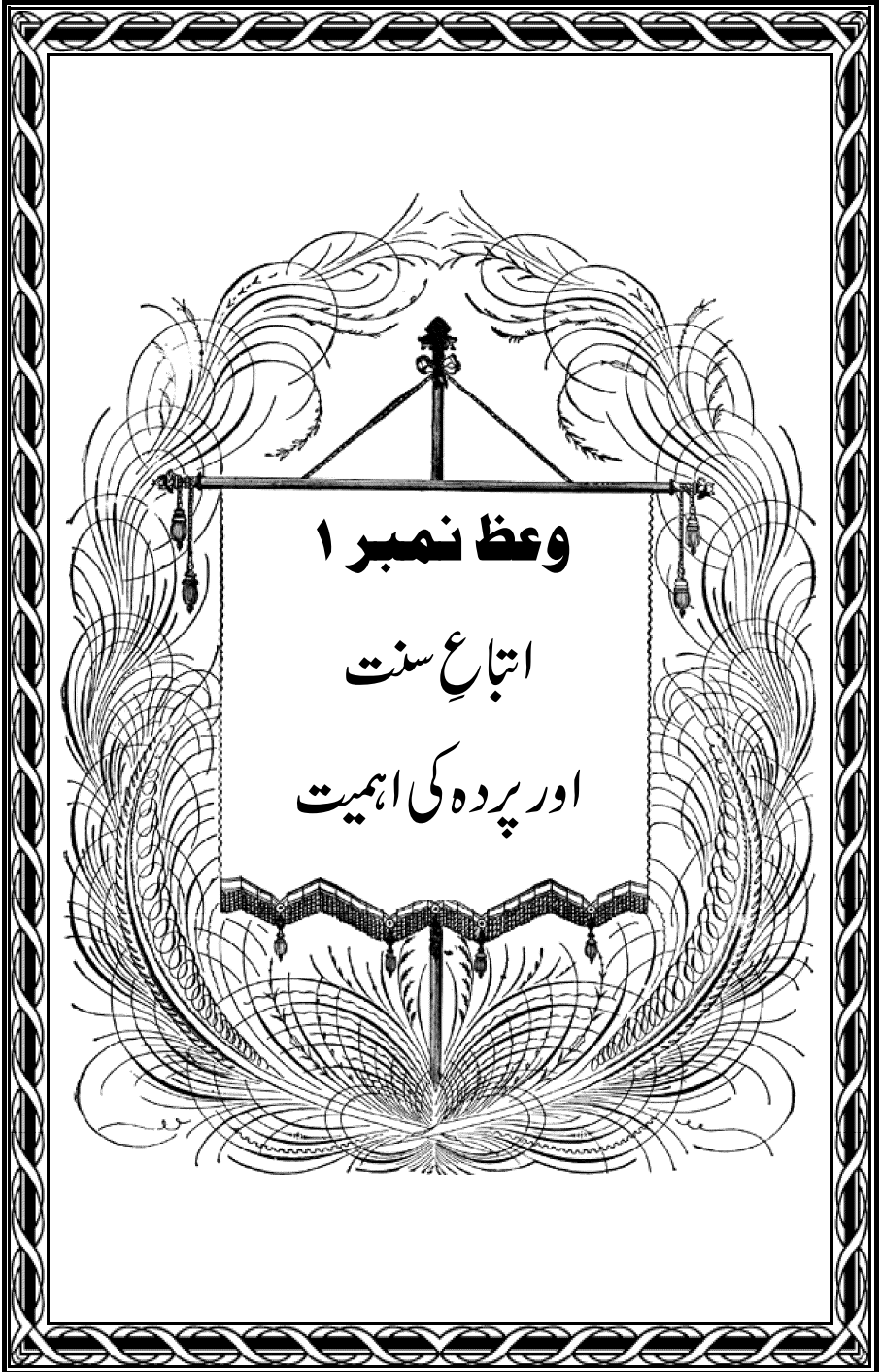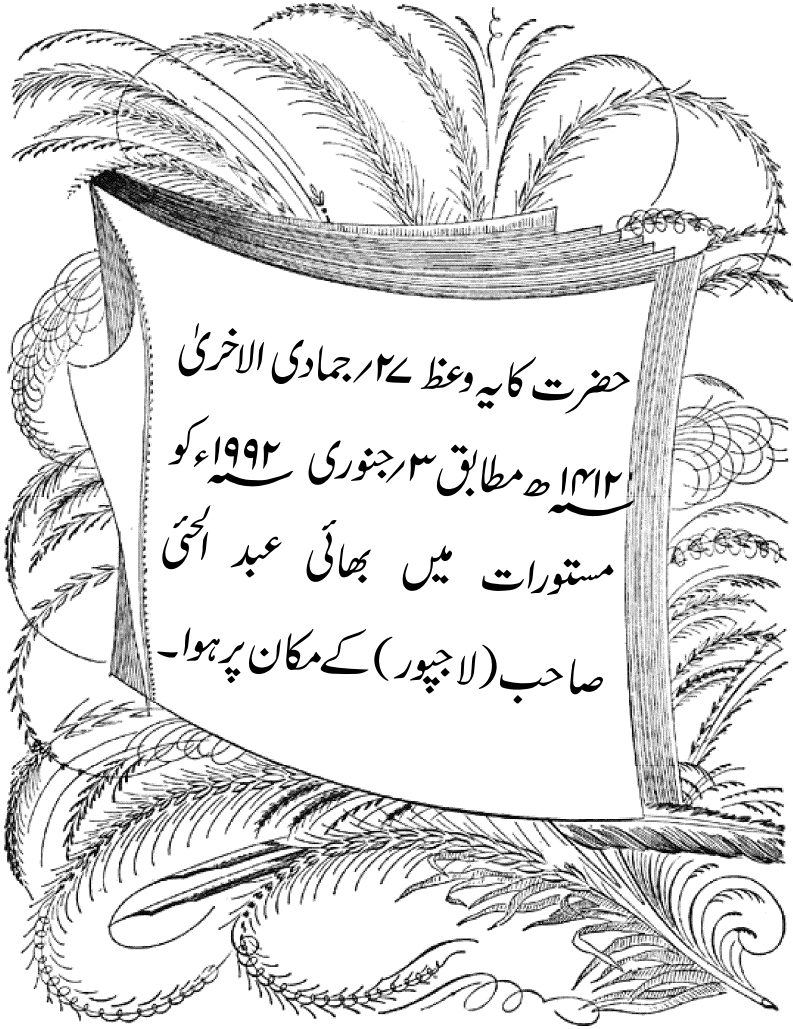
وعظ نمبر ۱
اتباعِ سنت
اور پردہ کی اہمیت

حضرت کا یہ وعظ ۲۷/جمادی الاخریٰ
۱۴۱۲ھ مطابق ۳/جنوری ۱۹۹۲ء کو
مستورات میں بھائی عبد الحیٔ
صاحب (لاجپور) کے مکان پر ہوا۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾

(سورة الاحزاب: آیة: ۷۱)

جو شخص اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت اورفرمانبرداری کرے، پس اس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی۔

بہت بڑی کامیابی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، پیروی اوراتباع کریں۔ دنیا کی عزت، مال ودولت یہ کامیابی نہیں ہے، حقیقی کامیابی یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے مسلمان مردوعورت اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کریں اوریہ تابعداری اوراتباع ہر مسلمان مردوعورت کے لئے اللہ پاک کا حکم ہے۔

آپ ﷺ کا عمل ہمارے لئے نمونہ ہے

اللہ پاک نے اپنے لاڈلے اورمحبوب رسول اللہ ﷺ کواس دنیا میں ہماری ہدایت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا ہے، جیسے ہمیں کوئی چیز چاہئے تو ہم اس کانمونہ بتاتے ہیں کہ اس قسم کا چاہئے، اسی طرح اللہ پاک یہ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں یعنی تمام مسلمان مردوں اورعورتوں سے اس طرح کی زندگی چاہتا ہوں جیسی میرے محبوب نبی ﷺ کی زندگی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بزرگان دین یہ مثال دیتے ہیں، جیسے کسی کو کرتا سلانا ہوتو ایک ناپ دیتے ہیں اور دوسرا نمونہ کہ ہمیں ایسا کرتا چاہئے اور وہ درزی اس نمونہ کے مطابق کرتا سیتا ہے، جب سی کر دے دے تو ہم نمونہ سے موازنہ کرتے ہیں کہ یہ نمونہ کے مطابق ہے یا نہیں، اگراس میں کمی بیشی ہوگئی ، چھوٹا یا بڑا کر دیا تو آپ اس درزی سے خوش نہیں ہونگے ، بہت بہت تو رواداری میں اس کی محنت کے پیسے دے کر کہیں گے، اس مرتبہ ہم پیسے دے دیتے ہیں آئندہ دوسرے درزی سے سلائینگے ، کیونکہ یہ نمونہ کے مطابق سیتا نہیں ہے۔ اسی طرح بزرگان دین اور علماء کرام فرماتے ہیں، اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے تا کہ ان کی زندگی کے مطابق ہماری زندگی ہو۔ کھانے، پینے ، پہننے، گھر کے باہر اور اندر کی مکمل زندگی میں وہ نمونہ ہیں، اگراس کے مطابق ہماری زندگی ہے تو ہم کامیاب ہیں اور ہمارا خدا ہم سے خوش اور ہم سے راضی، ورنہ ہم نا کام۔

اور آپ ﷺ صرف صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں نمونہ تھے اب نہیں ایسا نہیں، بلکہ تابعین کا زمانہ ، تبع تابعین کا زمانہ، آج کا زمانہ اور آج کے بعد کا زمانہ، یہاں تک کہ قیامت تک آنے والے آخری انسان کے لئے نمونہ ہیں اور سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اس نمونہ کے مطابق تمہاری زندگی ہو۔ اس کو اللہ پاک نے قرآن کریم

میں ایک جگہ ارشاد فرمایا﴿ قُلْ اِنْ كُنتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ (سورة ال عمران : آیة: ۳۱)﴾ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ کو محبوب بنانا چاہتے ہو﴿ فَاتَّبِعُوْنِی ﴾ تو میری اتباع کرو﴿ يُحْبِبْكُمُ اللّٰه ﴾ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ ایک تو یہ کہ ہم محبت کریں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہم سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں لیکن ہم نے نبی ﷺ کا اتباع کیا ان کی تابعداری اور پیروی کی تو اللہ تعالیٰ ہم کو محبوب بنا لیں گے۔ کتنی بڑی بات ہے اور کتنا بڑا درجہ ہے۔ اس لئے زندگی کے ہر موڑ اور ہر موقع پر ہمارا عمل نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے مطابق ہو، اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی سیرت اور حالات کتابوں میں موجود ہیں، گجراتی، اردو ہر زبان میں ہوگی، ان کتابوں کا مطالعہ کریں پھر اس کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔ مثلاً ہمارے حضرت نبی اکرم ﷺ کھانا کس طرح کھاتے تھے، کتابوں میں لکھا ہے ہمارے علماء کرام نے اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

کراچی میں ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ، جو حضرت اقدس حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے خلیفہ تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' اس میں بھی وہ طریقے لکھے ہوئے ہیں، بہت بہترین کتاب ہے، اردو میں تو ہے معلوم نہیں گجراتی ہوا یا نہیں۔ اس میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا انا اکل کما یأکل العبد، میں بندہ ہوں اور بندوں کے مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی

کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں۔ (اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ)

گھر کے مزدور اور شرعی غلام میں فرق

پہلے زمانہ میں لوگ گھر میں کام کے لئے غلام رکھتے تھے جس کو خرید کرلاتے تھے، آج کل ہمارے گھروں میں جو نوکر نوکرانی ہے وہ غلام نہیں ہے جس کو شریعت نے غلام کہا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ہم خرید کر نہیں لائے بلکہ کام کے لئے بلایا ہے اور جو پیسہ مقرر کیا ہے وہ دے دیتے ہیں۔

اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں کام کے لئے مرد وعورت جس کسی کو رکھا ہے، اگر وہ کام کرنے والا مرد ہے اور بالغ ہے اس سے پردہ کرنا بھی فرض اور واجب ہو جائیگا اور اگر کام کرنے والی عورت ہے تو گھر کا جو مرد ہوگا اس سے اس عورت کو پردہ کرنا پڑے گا کیونکہ یہ اجنبیہ (نامحرم) ہے، ضرورت کی وجہ سے کام کے لئے رکھتے ہیں وہ الگ چیز ہے۔

کھانا محتاج کی طرح کھائیں

بہر حال نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں ایک غلام اور بندہ کی طرح کھاتا ہوں۔ (معارف الحدیث، جلد۶، کھانے پینے کے آداب) یعنی ایک نوکر اور خادم اپنے آقا کے سامنے کھانا جس طرح ادب سے کھاتا ہے، اسی طرح اللہ پاک جو ہمارے آقا اور مالک ہیں وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، اس استحضار اور دھیان کے ساتھ کھانا کھائے تو کس ادب سے وہ کھائیگا کہ اللہ پاک نے یہ کھانے کی نعمت دی

ہے اور دے کر ہمیں آزماتے ہیں کہ یہ کس طرح کھاتا ہے، میری نعمتوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے، اس لئے کھانا کھاتے ہوئے سنت طریقہ ملحوظ ہو، جیسے ایک طریقہ یہ بیان کیا کہ غلام اور نوکر کی طرح ادب کے ساتھ۔ یہ نہیں کہ ٹیک لگا کر کھائے، نوکر اور غلام اس طرح نہیں کھاتا کہ ٹیک لگائے ہوا ہے، یہ ادب کے خلاف ہے بلکہ ہم کھانے کے لئے اس طرح بیٹھیں جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں، بایاں پاؤں بچھا کر اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے یا اکڑو بیٹھیں یہ تین طریقے لکھے ہوئے ہیں۔ ہاں! اگر کوئی بیماری یا عذر ہے تو اور طرح بھی بیٹھ سکتے ہیں تو ایک ایک لقمہ میں اس کا استحضار کہ میرے اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں کہیں نعمت کی ناقدری اور ناشکری نہ ہو جائے، اور **بِسْمِ اللّٰہِ** پڑھ کر کھانے کی ابتداء ہو، اس کھانے میں کتنا نور پیدا ہوگا۔

خدا کا نام لئے بغیر کھانے میں شیطان شریک ہوتا ہے

جس کھانے پر **بِسْمِ اللّٰہِ** نہ پڑھی جائے اس کھانے میں شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے، وہ ہمارا دشمن ہے اور کون مسلمان ہوگا جو یہ چاہے کہ ہمارے ساتھ شیطان بھی کھانے بیٹھ جائے۔ استغفر اللہ۔ کوئی نہیں چاہے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنے لئے کھانے کو جائز کر لیتا ہے (یعنی اس کے لئے کھانے میں شرکت اور حصہ داری کا امکان اور جواز پیدا ہو جاتا ہے) جبکہ اس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (معارف الحدیث، جلد ۶، کھانے پینے کے آداب) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شیطان

کواپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے، چنانچہ حضرت امیّہ بن مخشی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب کھانا کھا رہے تھے اور (غالبًا) بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، سارا کھانا کھالیا صرف ایک لقمہ باقی تھا کہ اس کو کھانے لگے تو بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ کہہ دیا اس وقت رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے! اور فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ شروع ہی سے کھانا کھا رہا تھا، آخری لقمہ پر جب انہوں نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ شیطان نے کھایا تھا قے کر کے سارا نکال دیا! (ریاض الصالحین، جلد ا، کھانے کے آداب) علماء یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیطان کھانے بیٹھ گیا، کیونکہ اس آدمی نے بِسْمِ اللّٰه نہیں پڑھی، پھر جب اس آدمی نے بِسْمِ اللّٰه پڑھ لی تو آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ شیطان اٹھ کر چلا گیا اور دور جا کر جتنا کھایا تھا سب قے کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے یہ چیز دیکھی، ہم تو نہیں دیکھ سکتے اور آپ ﷺ جو ارشاد فرماتے ہیں وہ بالکل سچا ہوتا ہے۔ نبی کی کوئی بات چاہے عمل کے اعتبار سے چھوٹی ہو یا بڑی، کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اس سے ایک مسئلہ اور دین کی بات معلوم ہوگئی کہ جس کھانے پر بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھی جائے اس کھانے میں شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے، تو اگر بِسْمِ اللّٰهِ بھول جائے اور درمیان میں جس وقت یاد آئے پڑھ لے۔

عمل ایک، نیت مختلف، ثواب بے شمار

علماءِ کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کھاتے وقت یہ نیت کر لے اے اللہ! اس

کھانے سے جو طاقت وقوت مجھ کو حاصل ہوگی اس کو میں آپ کی عبادت میں خرچ کرونگا، تو اس کو اس کھانے کا پورا ثواب مل جائیگا، اس لئے کہ اس نے نیت کر کے کھایا تو اس کا یہ کھانا بھی عبادت بن گیا۔ اب کھاتے ہوئے کوئی چیز گر گئی اگر صاف ہے تو کوئی حرج نہیں اٹھا کر کھالینا چاہئے اور اگر تھوڑا سا خراب ہو گیا ہے اگر صاف ہو سکے تو صاف کر کے کھالینا چاہئے اور اگر بالکل خراب ہو گیا ہے تو ایسی جگہ رکھے جہاں پاؤں نہ پڑے، یہاں تک کھانے کا احترام لکھا ہے۔ ہم لوگ کھانے کا بالکل ادب نہیں کرتے اور جو کھانا گر جاتا ہے وہ ایسے ہی پیر کے نیچے آتا رہتا ہے یا پلیٹ کو جہاں نل کے پاس لے جاتے ہیں وہیں سب دانے گرا دیتے ہیں، کتابوں میں یہاں تک لکھا ہوا ہے جو دانہ گر جائے اس کو کھالو شیطان کے لئے مت چھوڑو۔

ترکِ سنت ضعفِ ایمانی کی دلیل

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بڑے بڑے مالدار لوگوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، کھاتے ہوئے کوئی چیز گر گئی تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے کسی کی پرواہ کئے بغیر اس چیز کو اٹھا کر کھالیا، دوسرے لوگ کہنے لگے آپ ایسا نہ کریں یہ بڑے بڑے مالدار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ کیا سمجھیں گے ان کو برا لگے گا کہ یہ کیسے کھاتے ہیں، کھاتے ہوئے ایک چیز گر گئی اس کو اٹھا کر کھا گئے، وہ صحابی رضی اللہ عنہ غصہ میں فرمانے لگے میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں **أأترك سنة حبيبي لهؤلاء الحمقاء** میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہوئے کوئی چیز گر جائے اس کو اٹھا کر کھالو، دنیادار کچھ بھی کہیں کہنے دو لیکن اس کی وجہ سے میں نبی ﷺ کی سنتوں کو نہیں چھوڑ ونگا۔ آج ہمارے کتنے مسلمان بھائی اور بہنیں ہیں جو لوگوں کی وجہ سے دین کی باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں، لوگ کیا کہیں گے؟ حالانکہ اس وجہ سے دین کی باتوں کو چھوڑ نا نہیں چاہئے، کوئی کیا کہے گا، اگر اس کو دیکھتے ہیں تو پورا دین ہی چھوڑ دینا پڑے گا، کوئی کچھ بھی کہے ہمیں تو صحیح طریقہ پر دین پر عمل کرنا ہے، دین کی باتوں کو اپنانا ہے۔

ہر ایک کا کہنا مانیں تو دین پر چلنا مشکل ہے

مثال کے طور پر ایک بات کہہ رہا ہوں کہ کسی عورت نے برقعہ اور پردہ پہن لیا، اب برقعہ پہن کر جب وہ باہر نکلے گی تو شیطان دل میں ڈالے گا کہ اس محلّہ کی عورتیں اور دوسرے لوگ کیا کہیں گے، یہ تو کوئی دیندار عورت نہیں تھی، کل تک ایسی ہی پھر رہی تھی، دیکھو آج پردہ میں بیٹھ گئی، تو لوگوں کے کہنے کی شرم کی وجہ سے برقعہ نہیں پہنتی۔ استغفراللہ۔ استغفراللہ مسلمان ہو کر ہرگز ایسا خیال نہیں ہونا چاہئے، پچاس سال، ساٹھ سال، ستّر، اَسّی سال کی عمر ہوگئی ہم دین کے حکم پر آج تک نہیں چلے یہ ہمارا گناہ اور ہماری کوتاہی تھی، آج اللہ تعالیٰ کا حکم ذہن میں آیا ہم توبہ کرتے ہیں کل کو مر جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی، ایک دن کے لئے سہی ضرور عمل کرونگی، کوئی کہے کہنے دو لوگوں نے تو کسی کو نہیں چھوڑا ہے، اگر ہر ایک کے کہنے

کا کوئی خیال کرے تو پھر دین پر چلنا مشکل ہوجائیگا۔ اور اگر یوں ہی عورت بے پردہ ہے اب وہ نیت وارادہ ہی نہیں کرتی کہ کل یا پرسوں سے یا فلاں تاریخ سے پردہ میں بیٹھوں گی، تو اس کا گناہ لکھا جاتا رہتا ہے، ہاں گھر میں بیٹھے پھر پردہ کی ضرورت نہیں، لیکن گھر میں بیٹھے کون؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیوں کو اللہ پاک کی طرف سے یہ حکم تھا ﴿ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (سورۃ الاحزاب: آیۃ:۳۳) ﴾ اور تم اپنے گھروں میں جمی رہو گھر میں رہنے کا حکم ہے، کسی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو پردہ کے ساتھ نکلنا ہو، اس زمانے میں چادر تھی پوری چادر اوڑھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی عورتیں نکلتی تھیں۔ کیسا پاک زمانہ تھا۔

اجنبیہ کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے

جمعہ میں کچھ باتیں کہہ رہا تھا کہ آنکھ کی حفاظت ہو، ہم جارہے ہیں اور کوئی عورت بے پردہ آرہی ہے، اب ہم اس کو جان بوجھ کر کیوں دیکھیں، اگر جان بوجھ کر اس عورت کو دیکھا تو یہ آنکھوں کا زنا ہوگیا، آنکھ سے بھی زنا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کے حصّہ میں جس قدر زنا لکھ دیا گیا ہے لامحالہ اس میں مبتلا ہوکر رہتا ہے، آنکھ کا زنا، (نامحرم پر) نظر ڈالنا ہے، کانوں کا زنا (شہوت کی باتیں) سننا ہے، زبان کا زنا (زنا کے متعلق) گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے، اور دل کا زنا سو (زنا کی) تمنا اور اس کی چاہت ہے۔ رہی شرمگاہ تو وہ زنا کی

یا تصدیق کرتی ہے یا تکذیب! (ریاض الصّالحین، جلد۲، اجنبی عورتوں اور لڑکوں کو دیکھنے کی ممانعت)
اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔اسی طرح عورت جارہی ہے اور کوئی مرد آرہا ہے، اس عورت نے جان بوجھ کراس مرد پر غلط نگاہ ڈالی تو اس عورت کو آنکھوں کے زنا کا گناہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں سے خود ارشاد فرماتے ہیں اپنی نگاہیں نیچی کرلو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔

پاک نظر شیطانی دھوکہ ہے

ایک صاحب نماز کے بعد کہنے لگے مولانا صاحب کوئی آدمی پاک نظر سے دیکھیں تو؟ میں نے ان سے پوچھا پاک نظر کیسی ہوتی ہے؟ ہم سے زیادہ پاک نظر والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سوال نہیں کیا، اس لئے پاک نظر کوئی نہیں ہوتی، ہاں اتنا کہا جاسکتا ہے کہ بغیر ارادہ کے ہماری نظر پڑ گئی تو یہ نظر معاف ہے، اس لئے کہ جان بوجھ کر نہیں دیکھا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو بڑے جلیل القدر، چوتھے نمبر کے صحابی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں) سے فرمایا کہ ”علی رضی اللہ عنہ! نظر پڑنے کے بعد پھر نظر نہ ڈالو (یعنی اگر کسی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو پھر اسکے بعد دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھو) کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر تو جائز ہے (جبکہ اس میں قصد وارادہ کو قطعاً دخل نہ ہو) مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے“۔ (مظاہر حق جلد۳، منسوبہ کو دیکھنے اور چھپانے کا بیان)

کتنی اصلاحی باتیں ہیں میرے اور تمام مردوں اور عورتوں کے کام

کی۔اب گھر جانا ہے تو یہ سنی ہوئی باتیں کان میں رہے اور دل میں، یہ ارادہ ہو کہ کوئی مرد سامنے آجائے ہم نہیں دیکھیں گے۔ گجرات میں عورت کے بے پردہ گھومنے پھرنے کا بہت رواج ہے۔

بے شرم عورت عورت ہی نہیں

ہم لوگ جلال آباد گئے تقریباً نو دن رہنا ہوا کوئی عورت بے پردہ نہیں، اگر باہر نکلتی تو ایسا برقعہ جو ہماری پرانی عورتیں پہنتی ہیں، اسی طرح دیوبند گئے وہاں ایک سال پڑھنا بھی ہوا، ایک سال تک کوئی عورت بے پردہ نہیں، کتنی بڑی بات ہے۔ یہاں محلّہ میں نکلیں تو بہت کم عورتیں پردہ میں ملیں گی۔ ابھی کچھ نوجوان لڑکیاں پردہ میں بیٹھنا شروع ہوئیں اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے اوران کے عمل کو قبول فرمائے۔ ہمارے یہاں لاجپور ہی نہیں بلکہ پورے گجرات میں پردہ بہت کم ہے اور کپڑا ابھی ایسا پہن کر نکلتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آنکھوں کو بچانا مشکل ہوجاتا ہے، مردوں کو شرم آتی ہے حالانکہ عورت کو شرم آنی چاہئے، شرم تو عورتوں میں زیادہ رکھی گئی ہے، بلکہ فرمایا گیا جو عورت بے شرم ہو وہ عورت عورت کہلانے کی مستحق نہیں، اس عورت کو عورت کہنا ہی مناسب نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا قابلِ تقلید عمل

حضرت شعیب علیہ السلام جو بہت بڑے جلیل القدر پیغمبر ہیں، ان کی دوصاجزادیاں تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے شہر مدین پہونچے ہیں

توحضرت شعیب علیہ السلام کی دونوں لڑکیاں ایک کا نام حضرت صفورا رضی اللہ عنہا اوردوسری کا نام حضرت صفیرہ رضی اللہ عنہا تھا، اتفاق کی بات گھر میں کوئی مزدورنہیں تھا اورحضرت شعیب علیہ السلام بہت بوڑھے اورضعیف ہو چکے تھے،اب دونوں لڑکیوں کوبکریاں چرانے اور پانی پلانے جانا پڑتا تھا، مجبوری کی حالت میں اجازت ہوتی ہے، دوسری بات وہ شریعت ہی الگ تھی اوراس میں مسائل الگ ہوتے ہیں، لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی دونوں صاجزادیاں کتنی شرم والی تھیں، قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوریعنی بکریوں کو پانی پلادیا اوروہ دونوں لڑکیاں بکریاں لے کراپنے باپ کے پاس جلدی پہونچ گئیں۔حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا آج کیسے جلدی آگئی ،توانہوں نے بتلایا کوئی اجنبی آدمی آگئے ہیں انہوں نے ہمارے جانوروں کو پانی پلادیا،اس لئے ہم جلدی آگئے۔حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا جاؤ ان کو بلالاؤ، گھر میں کوئی مردنہیں تھا، یہ اس لئے باربار کہہ رہاہوں کہ عورت کسی اجنبی مرد کو کیسے بلانے جائے، تو گھر میں کوئی مردنہیں تھا اورحضرت شعیب علیہ السّلام ضعیف اوربوڑھے ہوچکے تھے، لیکن قرآن کریم اس لڑکی کے چلنے کو بیان کررہاہے ﴿ فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ ﴾ (سورة القصص :آية: ۲۵) ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک آئی اس حال میں کہ وہ چلتی تھی شرم کے ساتھ۔اللہ اکبر۔ وہ نبی کی لڑکی مجبوری میں گھر سے باہرنکلی اللہ پاک فرمارہے ہیں وہ شرم کے ساتھ چل رہی ہے ﴿ تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ ﴾ آنے کے بعدموسیٰ علیہ السلام

سے اس لڑکی نے کہا﴿قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا (سورۃ القصص: آیۃ: ۲۵)﴾ اس لڑکی نے یہ کہا کہ میرے ابا جان آپ کو بلاتے ہیں، کیوں بلاتے ہیں؟ تم نے ہمارے جانور کو جو پانی پلایا ہے اس کا بدلہ دینے کے لئے، خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام آگے آگے چلے اور وہ لڑکی پیچھے پیچھے، مگر موسیٰ علیہ السلام کو ان کا گھر اور محلّہ معلوم نہیں تھا تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی پیچھے سے بتلاتی رہتی تھی کہ اب ادھر جانا ہے ادھر جانا ہے کتنا احتیاط۔ ایک جلیل القدر پیغمبر وہ اس طرح کررہے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ مرد وعورت راستہ میں کسی وجہ سے ساتھ ہوگئے تو ساتھ ساتھ چلنے کو پسند کرتے ہیں، یہ بھی ساتھ چلے اور وہ بھی، جیسے شہروں میں ہوجاتا ہے، حالانکہ راستہ دے دینا چاہئے اور اپنے آپ کو بچا کر چلیں، اس طرح کہ مرد کے ساتھ ہمارا بدن نہ لگے۔

نیکی کی شکل میں ایک گناہِ کبیرہ

خواتین کو جہاں تک ہوسکے مردوں سے ہٹ کر طواف کرنا چاہئے، از خود مردوں میں گھسنا اور دھکم دھکا کرنا حرام ہے۔ (فقہی رسائل، جلد دوم) حتّٰی کہ جو عورت حج یا عمرہ کے لئے جائے اور حجر اسود کے پاس (حجر اسود جنت کا ایک پتھر ہے کعبہ شریف کے کونے میں لگا ہوا ہے اور اس کو بوسہ دینا ہے) مردوں کی بھیڑ ہے تو اس عورت کو چاہئے کہ وہاں بھیڑ بھاڑ میں مردوں کے ساتھ نہ رہے، کیوں؟ تاکہ کسی مرد کا ہاتھ نہ لگ جائے اور طواف بھی دور دور سے

کرے، اتنا احتیاط اس پاک جگہ میں کرنا ہے۔

گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بھی ایک بڑا گناہ ہے

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ بہت بڑا فتنہ وفساد اور بگاڑ اس زمانہ میں ہماری بہنوں کے بے پردہ گھومنے پھرنے سے ہوتا ہے۔نوجوان بھی آزاد ہیں راستوں میں کھڑے اور بیٹھے ہیں یہ بھی غلطی اور بھول ہے، راستوں میں بیٹھنا نہیں چاہئے، شریعت نے اس سے روکا ہے۔ مگر آج کس کو کہیں کون سمجھے اور کون مانے؟ بہر حال یہ خود اپنے بچنے کی چیزیں ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، چنانچہ جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے باہر) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے''۔ (مظاہر حق، جلد ۳، منسوبہ کو دیکھنے اور چھپانے کا بیان)

تو شیطان مردوں کو متوجہ کرتا ہے، مردوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ فلاں عورت کو دیکھو، کیسی جارہی ہے، اب ہماری عورتیں گھر سے باہر نکلتی ہیں تو ایسا کپڑا پہن کر اور ایسی خوشبو لگا کر کہ پاس سے اگر گزر جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایسی خوشبو اور ایسا پاؤڈر لگا کر جارہی ہیں، حالانکہ عورتوں کے لئے ایسی چیز لگانا جس کی خوشبو دور تک جائے حرام ہے اور ایسا شوکا کپڑا پہنتی ہے کہ مردوں کا دل للچائے، وہ اسی لئے ایسا کپڑا پہن کر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، لیکن ایسا کپڑا پہنے کیوں؟ ابھی پردہ کی توفیق نہیں ہوئی اور کسی مجبوری کی حالت میں نکلنا پڑے

تو ڈھیلا ڈھالا اور میلا کچیلا لباس پہن کر نکلے اور اوپر ایسی بڑی اوڑھنی اوڑھ لے کہ پورا بدن ڈھکا رہے، لیکن پردہ میں بیٹھنے کی پھر بھی نیت وارادہ کرنا چاہئے اور جو آج تک نہیں ہوا اس پر توبہ بھی کریں۔ اس لئے علماءِ کرام یہ فرماتے ہیں کہ بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے اور گناہ کو گناہ نہیں سمجھے گا تو توبہ بھی نہیں کرے گا، اس لئے توبہ کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی مانگنی چاہئے۔

اپنی ضرورت کو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگئے

تو بات پردہ پر آ گئی اصل یہ کہہ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے، اس لئے ہر چیز میں آپ ﷺ کا طریقہ دیکھو، آدمی بیان کرے تو کہاں تک کرے اور کتنی باتیں بیان کرے، زیادہ باتیں کہی جائیں تو یاد بھی نہیں رہتی، مختصر بات پھر دہرا دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے مانگیں، اللہ تعالیٰ کی ایک صفت صمد ہے۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس کو ہماری عبادتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمیں ضرورت ہے اللہ پاک کی۔ تو اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہیں، اللہ تعالیٰ! نماز کی توفیق عطا فرما، پردہ میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرما، تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما، یہ ساری چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ہیں، لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہی چھوڑ دیا، دعا کرنا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ کی ذات تو بے نیاز ہے، ہمیں ان سے مانگنا چاہئے اس لئے کہ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ

اس سے خوش ہوتے ہیں اور جواللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملہ میں ڈریئے

ایک ضروری بات یاد آئی ،حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اس پر زور دیتے تھے کہ ہمارے ذمّہ کسی کے حقوق ہوں تو اس کو جلدی ادا کرنے کی کوشش کریں۔حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔علامہ شامیؒ بہت بڑے عالم،فقیہ اور بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں دو پیسے ہم نے کسی سے لے لئے اس کے بدلہ میں قیامت کے میدان میں سات سو مقبول نمازیں دینی پڑیگی (فضائل حج)۔ ہماری نمازیں معلوم نہیں کیسی ہیں،مقبول بھی کتنی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، وہ قبول فرمالے تو اسی کا کرم ہوگا ،لیکن دو پیسے کے بدلہ میں سات سو نمازیں دینا پڑیگی۔اللہ اکبر! اب اگر کسی کا ایک روپیہ یا پانچ دس روپیہ لے لیا تو اس کے بدلے کتنی نمازیں ہماری چلی جائیں گی،کوئی تسبیح پڑھی ہوگی وہ بھی گئی،تعلیم میں بیٹھی تھی اس کا بھی ثواب گیا،اب ساری نیکیاں ختم اور مانگنے والے ابھی باقی ہیں تو صاحبِ حق کا گناہ ہمارے اوپر ڈال دیا جائیگا ،کتنی حسرت اور افسوس کی وہ جگہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے،آمین۔

سودخوروں کے لئے خدا کی طرف سے اعلان جنگ

حقوق العباد میں بڑی تفصیل ہے، اس میں یہ بھی ہے جو ہم لوگ

کررہے ہیں کہ سود کے پیسے بھی استعمال کرلیتے ہیں۔ بینک میں پیسہ رکھنا ہمارے علماء نے جائز لکھا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ہم گھر میں روپیہ پیسہ رکھیں گے چورآئیگا اور چوری کرجائیگا اس لئے پیسے کی حفاظت کی خاطر بینک میں رکھنے کو ہمارے علماء نے جائز لکھا، اب اس بینک سے جوہمیں سود ملے گا اس سود کو لے کر بغیر ثواب کی نیت کے کسی مسلمان غریب کو دے دینا پڑے گا، ایسا نہیں ہے کہ ایک لاکھ روپئے جمع ہے اس سے جوسود ملتا ہے وہ اپنے ہی کھانے میں استعمال کررہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم سے زیادہ غریب کون ہے؟ ایک لاکھ روپئے جس کے جمع ہوں وہ کیسا غریب ہے؟ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکے اتنے روپئے ہوں وہ شریعت کی نظر میں مالدار ہے، اس کو سود کے پیسے استعمال کرنا حرام ہے۔سود کے بارے میں اتنی سخت وعید ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستّر سے زیادہ باب ہیں سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے۔(فضائلِ رمضان) استغفراللہ، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے آمین۔ اب لوگ آرام سے سود کے پیسے کھارہے ہیں اور کہتے ہیں مولانا صاحب! سود کے پیسے تو ہمارے ہی ہیں، سود تو ہمارے پیسے پر ملتا ہے اس میں کیا حرج ہے؟ اس میں کیا غریبوں کو دیا جائے؟ میرے پیسے رکھے ہوئے ہیں اور مجھے پیسے ملتے ہیں، میں کھاجاتا ہوں۔

حالانکہ یہ سود کے پیسے تو غریبوں کو دینے کے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ

میرا ہی پیسہ ہے میں کھا جاؤں۔ یاد رکھو! جو سود اور سودی کاروبار سے نہیں بچتا اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کا چیلنج دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ اپنے بہن بھائیوں میں سے جن کو معلوم نہ ہوں ان کو نرمی سے سمجھانا چاہئے کہ جو بینک سے سود ملتا ہے اس کو کھانا نہیں چاہئے، چاہے جھوپڑی میں رہتا ہو، اور اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر پیسے ہو، وہ مالدار ہے، وہ سود کا ایک پیسہ بھی نہیں لے سکتا، اگر لیا ہے تو وہ غریب کو دے دے، یہ بہت بڑا گناہ کا کام ہو رہا ہے۔ اسی طرح بہت ساری جگہوں پر مالدار آدمی اپنا بیت الخلاء اس پیسے سے بناتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو ناپاک جگہ ہے، اس کے بنانے میں کیا حرج ہے؟ استغفراللہ، مالدار آدمی اس سود کے پیسے سے اپنا بیت الخلاء بھی نہیں بنا سکتے، اگر بنایا ہے تو اس نے حرام کیا، وہ تو غریب کو بغیر ثواب کی نیت کے دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (سورۃ اٰل عمران: آیۃ: ۱۳۱)﴾ اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی بڑی دھمکی ہے، یعنی جو سود کھاتے ہیں وہ ایسی آگ سے بچے جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ آگ سے، جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔

مسلم معاشرہ سے میری درخواست

لوگ کہتے ہیں کہ بینک میں جو پیسہ جمع ہے اب اصل کو کھاتے رہیں

گے تو ہم غریب ہو جائیں گے، کس نے کہا تم غریب ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ پر یقین رکھو، اچھا گمان رکھو، اپنی کھیتی کرو، تھوڑا بہت کاروبار، چھوٹی موٹی دوکان کرلو، کچھ کرنا نہیں ہے اور پھر کہتے ہیں ہم غریب ہو جائیں گے۔ مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہندو کافر تو کام پر جاتے ہیں اور ہمارے مسلمان بھائی راستوں پر کھڑے اور آزاد پھر رہے ہیں، کوئی کام نہیں اچھے سے اچھا کپڑا پہننا اور صبح سے راستوں پر کھڑے ہیں، لندن اور افریقہ سے پیسے آئیں گے اور ہم کھاتے رہیں گے، یہ کوئی بات ہے؟ نہ باپ کے ساتھ کام کرتا ہے نہ ماں کا کام کرتا ہے کچھ بھی نہیں کرتا ہے اور بیکار پھرتے رہیں گے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے تمہارے اندر طاقت ہو تو تم کام کرو، اپنے ہاتھوں کی کمائی استعمال کرو، سب سے بہترین کمائی وہ ہے جو اپنے ہاتھوں کی کمائی ہو۔

حضرت داوٗد علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر تھے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے، زرہ بناتے تھے۔ ہمارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے سے پہلے تجارت کی ہے، بکریاں بھی چرائی ہے اور ہمارا نوجوان کہتا ہے ہمیں کھیتی کرتے اور کام پر جاتے شرم آتی ہے، استغفر اللہ۔ اگر نوجوانوں کو کہا جائے تو شاید مجھ سے ناراض ہو جائیں، وہ تو کہتے ہیں وہ مولوی صاحب بہت اچھے جو اچھے اچھے قصے سنائیں ورنہ ایسی باتیں کہنے والوں کو پسند نہیں کرتے، استغفر اللہ۔ ہمیں کیا حق ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی اور ہمارے نبی ﷺ کی تعلیم ہے جو ہم تک پہنچی ہے ہمارے حضرت مسیح الامتؒ اور بہت سے اساتذۂ کرام نے یہ باتیں پہونچائی

ہیں کہ جب تمہیں بیان کرنے کو کہا جائے مردوں میں یا عورتوں میں تو اللہ تعالیٰ دل میں جو صحیح بات ڈالیں وہ ہم کہیں گے۔ تو مجھے کہنا یہ ہے کہ حقوق میں بڑی کوتاہی ہورہی ہے، ایک انسان کثرت سے نوافل پڑھتا ہے، بہت دھیان کے ساتھ روزانہ پانچ دس پارے کی تلاوت کرلیتا ہے اور تسبیح بہت پڑھتا ہے، لیکن بندوں کا حق ادا نہیں کرتا بلکہ بندوں کے حقوق دباتا ہے تو اس کی یہ نفلیں وغیرہ کام نہیں آئیں گی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ نفل اور تلاوت وغیرہ چھوڑ دیں، استغفراللہ، بہت مبارک ہے تسبیحات بھی پڑھیں، ذکر بھی کریں، نفل بھی پڑھیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب کو اور زیادہ عمل کی توفیق دے، یہ چھوڑنا نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ جو کرنے کی چیزیں ہیں اسے سامنے رکھیں۔ مثلاً ہم کسی بہن سے باتیں کررہے ہیں تو یہ خیال کرے کہ اس کا دل ٹوٹ نہ جائے، یہ بھی اسلام کی تعلیم ہے اور یہ بھی حقوق العباد میں سے ہے کہ کسی کو بات بات میں طعنہ نہ دے ایسی بات نہ کرے جس سے اس کا دل ٹوٹ جائے ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اس کا بہت خیال فرماتے تھے کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو، کوئی شخص حضرت کے پاس آتا تھا تو حضرت اپنے آرام وراحت کو چھوڑ کر اس کی حاجت پوری فرماتے اور دلداری فرماتے تھے۔

تھوڑی عبادت سے اپنے کو ولیہ نہ سمجھیں

تو کسی بہن کا کوئی عیب نہ بیان کرے نہ اس کی موجودگی میں اور نہ غیر موجودگی میں، کوئی ملنے آئی بیٹھی اور بات کرکے چلی گئی جانے کے بعد کہے وہ

ایسی ہے ویسی ہے بہت خراب ہے،تو یہ غیبت ہوگئی جوحرام ہےاورہم بھی بیٹھے بیٹھےسن رہے ہیں نہیں فوراًہمت کرکے کہہ دینا چاہئے ، بہن ایسی بات نہیں کہنی چاہئے ،کل کواللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔غیبت تو بہت بڑا گناہ ہے بلکہ کتابوں میں لکھاہےغیبت کرنازنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ **الغیبة اشد من الزنا....،** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اورحضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے،بعض صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: حضرت! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیونکر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (بات یہ ہے کہ) آدمی اگر بدبختی سے زنا کرلیتاہےتو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اورمغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے،مگرغیبت کرنے والےکوجب تک خودوہ شخص معاف نہ کردے،جس کی اسنے غیبت کی ہے،اس کی معافی اوربخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سےنہیں ہوگی۔(معارف الحدیث، جلد۲،غیبت اور بہتان) تواپنی زبان کی حفاظت کریں یہ اسلامی تعلیم ہے،لیکن ہم نے چھوڑدیاہے، ہم توسمجھتے ہیں نماز پڑھ لی ، رمضان المبارک کے روزے رکھ لئے،تعلیم میں بیٹھ گئے،تھوڑے بہت نیک کام کرلئےبس ہوگئی میں توپرہیزگار اس زمانہ کی ولیہ۔

شوہر کے حقوق کالحاظ رکھئے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اورہاتھ (کی ایذا دہی) سے دوسرے

مسلمان محفوظ رہے ! اورمہاجرین وہ ہے جواللہ تعالیٰ کی منع کردہ باتوں (کے ارتکاب) سے رکا رہے۔ (ریاض الصالحین جلد ا، ظلم حرام ہے) یعنی کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائے، یہاں توکسی کی غیبت کرلی، کسی کوطعنہ دے دیا، کسی کی چغلی کرلی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عورتوں! میں نے تم کودوزخ میں بہت دیکھا ہے، عورتوں نے پوچھا اسکی کیا وجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم مار پھٹکار بہت ڈالا کرتی ہواور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہواور اسکی دی ہوئی چیز کو بہت ناک مارتی ہو (اشاعتی بہشتی زیور آٹھواں حصّہ) کہتی ہے جب سے اس گھر میں آئی ہوں کبھی سکھ کا منہ نہیں دیکھا، حالانکہ پوری زندگی سکھ میں ہے، اب ذراسی بات پر ناراض اورشوہر پرلعن طعن اور بددعا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حدیث شریف میں ہے اورکن عورتوں کوفرمایا؟ صحابۂ کرامؓ کی عورتوں کو۔ یہ باتیں ہم تک پہونچیں تو ہمیں جانچنا چاہئے کہ ہمارے اندر یہ بات تونہیں؟ اگر ہے تو معافی مانگ لیں۔

حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں حضرت محمد (ﷺ) کی جان ہے، عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کریگی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کریگی۔ (حیات المسلمین) ''بہشتی زیور'' میں لکھا ہوا ہے ''میاں یعنی شوہر کے ساتھ نباہ کا طریقہ'' اس کو بار بار پڑھنا چاہئے، کیونکہ اب شادی ہوگئی ہمیں شوہر کے ساتھ کس طرح رہنا چاہئے؟ ہمیں پتہ ہی نہیں، ہم تو چاہتے ہیں ہمارا شوہر غلام اورنوکر بن کررہے، بس ہم جس طرح کہیں ایسا ہی کرے ایسا شوہر بہت اچھا، نہیں! ایسا

خیال بھی نہیں کرنا چاہئے وہ ہمارے بڑے ہیں، اللہ پاک نے ان کو حاکم بنایا ہے اور بڑا درجہ دیا ہے، تم اس کی فرمانبرداری اور تابعداری کرو۔

شوہر کو راحت پہونچایئے

اس میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ شوہر کے مزاج کی رعایت کرے، اس کے مزاج کو پہچانے، شوہر کام کاج سے آیا، عورت شوہر کی طبیعت سے واقف نہیں اور اس کی طبیعت ایسی ہے کہ آنے کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتا ہے، ہاتھ منہ دھو کر چارپائی پر لیٹتا ہے، اب آتے ہی کہتی ہے کتنی تنخواہ ملی؟ کتنے پیسے ملے؟ فلاں چیز لانی ہے، دودھ کے پیسے دینے کے ہیں۔ آتے ہی پیسے کا پوچھنے لگ جاتی ہے۔

اری اللہ کی بندی! تجھے شوہر کی طبیعت معلوم کرنی چاہئے، آنے کے بعد ذرا آرام کرنے دو، کھانا کھالینے دو، اب تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہو، آج جنوری کی تیسری تاریخ ہے، مہینہ پورا ہو گیا ہے، دودھ کے پیسے ادا کرنے ہیں، یہ تو ضروری ہے عورت کو یاد دلانا ہی چاہئے، لیکن نرمی کے ساتھ ورنہ شوہر کا دل ٹوٹ جائیگا، وہ بیچارا تھک کر آیا ہے تھوڑی دیر بعد ہی بات کرلیں گے یہ ساری باتیں ہیں جو شوہر کے دل کو توڑ دیتی ہے۔ اسی طرح اگر گرمی لگ رہی ہو تو پنکھا چلادے، اگر بجلی نہیں ہے تو ہاتھ سے پنکھا کردے، بہت بڑی عبادت ہے اگر شوہر کہے مجھے پوری رات پنکھا جھیلو تو عورت کو کرنا چاہئے، ایک طرف عورت پوری رات مصلی پر کھڑی ہو کر نفل پڑھتی رہے اور دوسری طرف شوہر

کو پنکھا کرتی ہے تو علماءِ کرام سے پوچھ لیجئے شوہر کو پنکھا کرنے کا ثواب اس نفل نماز سے زیادہ ملے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے! اور نہ یہ جائز ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اسکے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے۔ (ریاض الصالحین، جلد۱، بیوی پر شوہر کا حق) نفل روزہ تو بڑی عبادت ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے ہاں! اگر شوہر اجازت دے تو رکھے، کتنی بڑی بات ہے۔ ان چیزوں کا خیال رکھنے کی وجہ سے گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے اور عورت کی زندگی آرام وسکون سے گزرے گی، اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ ہم شوہروں کو بھی کہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ نرمی سے رہو، وہ بیچاری اپنے ماں باپ کے گھر کو چھوڑ کر آئی ہے اور تمہارے ساتھ شادی ہوئی ہے، کھانا وغیرہ پکانے میں کوئی بھول چوک ہو جائے تو معاف کر دینا چاہئے، یہ باتیں بار بار دہراتے ہیں، اب عورتوں کی باری آئی ہے عورتوں کا مجمع ہے تو عورتوں کو کہتے ہیں اس لئے کہ مردوں ہی کو کہتے رہیں عورتوں کو نہ کہیں یہ انصاف نہیں ہوگا۔

ماں کی نادانی بیٹی کے گھر کی ویرانی

تو شوہر کا بہت بڑا حق ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ریاض الصالحین، ج۱، بیوی پر شوہر کا حق)

لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ جائز نہیں، اس لئے عورت بھی اپنے شوہر کو سجدہ نہیں کرسکتی۔ اس سے شوہر کا درجہ معلوم ہوتا ہے۔ اب عورتوں کو معلوم نہیں وہ بیچاری ناقص العقل، کم سمجھ اور کم تجربہ ہوتی ہیں تو بسا اوقات کیا کیا کہہ دیتی ہیں، جب نئی نئی شادی ہوتی ہے تو آ کر کہتی ہے میرے خسر تو ایسا کہتے ہیں، میری ساس تو ایسا کہتی ہے، ماں بھی کچی ہوتی ہے طرفداری شروع کردیتی ہے اور کہتی ہے اب وہاں جانا ہی مت، تمہارے لئے میرا گھر کھلا ہے، تم اپنے شوہر کے گھر مت جانا، تم یہیں رہنا، میں پوری زندگی تیری پرورش کرلونگی۔ استغفراللہ، استغفراللہ، یہ تو بڑی نادانی کی بات ہے، بلکہ اس کو کہنا چاہئے میری پیاری بیٹی! میں نے تجھ کو کتنی محبت سے پالا اور خوشی خوشی تیری شادی کرائی کبھی کوئی تکلیف شوہر کی طرف سے ہوجائے، خسر اور ساس کی طرف سے تو اس کو برداشت کرو، صبر کرو یہ تو پوری دنیا میں ہوتا ہے، بڑے بڑے اولیاءِ کرام کے گھروں میں ہوتا ہے، اگر ایسی بات کو انسان ذہن میں رکھے تو ساری دنیا کی عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر میکے آجائینگی اور سارے نکاح ٹوٹ جائیں گے اور طلاق سے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں اور انہیں سمجھانا چاہئے، دیکھو! اللہ تعالیٰ کی نیک بندیوں نے کیسا صبر کیا اور صبر پر تجھے اللہ تعالیٰ جنت دینگے، تو شوہر کے گھر کل جانے والی تھی تو کل ہی نہیں آج ہی چلی جا، تیرا یا شوہر تیرے سر کا تاج ہے، تیرے گلے کا ہار ہے اور تیرے لئے جنت کا دروازہ ہے، اگر وہ ناراض ہے تو تو جنت میں نہیں جاسکے گی۔ ماں کو اس

طرح کہنا چاہئے اور بڑی عمر کی ہو کر نادانی نہیں کرنی چاہئے ، وہ بیچاری نئی نویلی دلہن بنی ہے ، نئے گھر میں قدم رکھ رہی ہے ، وہاں کا سارا ماحول الگ ، سماج الگ ، وہ اپنے گھر میں جب چاہے اٹھتی تھی ، جب چاہے ٹھنڈا پیتی تھی اور جب چاہے چائے اور جب چاہے آرام کرتی تھی ، اب شوہر کے گھر میں ایسا تھوڑا چلے گا ، شوہر کے گھر گئی ہے تھوڑا آرام کو قربان کرنا پڑے گا ، شوہر کے حقوق بجالانے پڑیں گے ۔ تو ماں کی نادانی کی وجہ سے بیٹی کا گھر ٹوٹ جاتا ہے ۔ اس لئے بڑی عمر کی عورتوں سے خاص طور سے کہتا ہوں کہ اپنی لڑکیوں کو خاص طور پر جس کی شادی ہونے والی ہے یا نئی نئی شادی ہوئی ہے اس کو سمجھانا چاہئے ، بلکہ شادی سے پہلے ایسی باتوں کی نصیحت کرنی چاہئے اور یہ تاکید کرے کہ یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا ، سہرا پڑھ لیا ، نظم سنادی ، باپ کی نصیحت بیٹی کے لئے اور ختم ۔ ایسا نہیں بلکہ بار بار سمجھاتی رہے کہ وہ سسرال جاکر شوہر کی خدمت کرے ، اگر آدھی رات کو چائے بنانے کے لئے کہے تو بنا دینا ، یہ نہیں کہ میرے سونے کا وقت ہے ، مجھے نیند آرہی ہے ، نہیں ، بلکہ بنادو یہ تیرے لئے بہت بڑی عبادت ہے ، تجھے ہر قدم پر ثواب ملے گا اور اس پر جنت ملے گی ۔ مسلمانوں کو کیا چاہئے دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے وہاں جنت مل جائے اور جہنم کی آگ سے نجات ہو ۔

طلاق کو مذاق نہ بنایئے

ہمارے یہاں انگلینڈ میں ایسے قصے ہوتے ہیں ، نئی نئی شادی ہوئی

تھوڑی سی بات پر جھگڑا ہوا، اس جھگڑے میں شوہر نے غصہ میں آکر کچھ کہہ دیا دونوں نئے، دونوں نادان، غصہ میں وہ بھی گھر سے نکل گئی اس نے بھی کچھ کہہ دیا، طلاق واقع ہوگئی یہ کوئی گڑی گڑیا کا کھیل نہیں ہے۔ پھر شوہر کہتا ہے کہ میں نے تو مذاق میں کہا تھا میری زبان سے طلاق کے الفاظ نکل گئے، اب پچھتاتا ہے، روتا ہے، مفتی صاحب مجھ سے بھول ہوگئی، تجھے پہلے خیال کرنا چاہئے تھا کہ اپنی زبان سے ایسے الفاظ نہ نکالوں، اللہ پاک طلاق سے بہت ناراض ہوتے ہیں اور عورت کو بھی چاہئے ایسے موقع پر نرم ہوجائے تو گھر آباد رہے گا، ورنہ یہ شادی خانہ آبادی بربادی میں بدل جائیگی۔

مفتی جمیل احمد تھانویؒ کا واقعہ

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ نے سنایا کہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی دوسری شادی جس عورت سے ہوئی اس کی پہلے بھی شادی ہوچکی تھی، اور ایک لڑکی بھی تھی، جب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے شادی ہوئی تو وہ بچی بھی ساتھ آئی اور یہیں پلی بڑھی، جوان ہوئی پھر حضرتؒ نے اس کی شادی مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ کے ساتھ کرادی۔ میں یہ کہہ رہا تھا کتنے بڑے عالم مفتی کے ساتھ شادی ہوئی، لیکن عورت کے ساتھ کبھی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے، وہ لڑکی حضرت کے یہاں پلی بڑھی کتنا بڑا گھرانا، جھگڑا ہوگیا چنانچہ وہ لڑکی حضرتؒ کے گھر چلی آئی، لیکن حضرت تھانویؒ تو حکیم الامت تھے ان کو سمجھا کر مفتی جمیل

صاحبؒ کے یہاں بھیج دیا، ماشاءاللہ دونوں گھر آباد ہو گئے، اچھی طرح رہے، لاہور پاکستان میں ایک لمبی عمر گزاری ابھی کچھ عرصہ پہلے حضرت مفتی صاحبؒ کا انتقال ہوا۔تو میں عرض کرر ہا تھا کہ بڑے بڑے گھرانوں میں جھگڑا ہو جاتا ہے، شیطان تو ہر جگہ ہے وہ وسوسہ ڈالتا رہتا ہے، آدمی کو چاہئے کہ اس وقت ''اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھ کر شیطان کو دھکا مار دے اور ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھ کر غصہ کو ٹھنڈا کر لے۔بس یہ شخص جو غصّہ میں اپنے کو قابو (Control) میں رکھے یہ سب سے بڑا پہلوان ہے۔

زوجین کے جھگڑوں میں حکمت عملی

ایک عورت کا قصہ ہے وہ بہت بولتی تھی، اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی تھی، شوہر کے ساتھ بھی بک بک روزانہ جھگڑا، اس بیچارے کا گھر جہنم کی طرح ہو گیا، اب وہ عورت ایک مولوی صاحب کے پاس تعویذ کے لئے گئی کہ مولوی صاحب میرا شوہر میرا خیال نہیں کرتا، مجھے دیکھتا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ مجھے تعویذ دے دو کہ میرا شوہر مجھ سے محبت کرے اور نرم ہو جائے، مولوی صاحب اللہ والے تھے سمجھ گئے کہ اس میں قصور عورت ہی کا ہے، کہا میری مسلمان بہن! میں تجھے ایسا عمل بتاتا ہوں جس سے تیرے گھر میں آرام وسکون پیدا ہو جائیگا، عورت نے کہا بہت اچھا، مولوی صاحب نے کہا میں تجھے پانی پڑھ کر دیتا ہوں جب شوہر گھر میں آئے یہ پانی منہ میں رکھنا، جب تک پانی منہ

میں رہے گا تیرا شوہر نرم رہے گا، عورت نے کہا یہ تو بہت آسان عمل ہے، وہ عورت پانی لے گئی۔ جب شوہر گھر میں داخل ہوا پانی منہ میں رکھ لیا، اب منہ بند ہو گیا، اس لئے کہ بولنے جائیگی تو پانی نکل جائیگا، تھوڑے دن اس پر عمل کیا تو گھر جنت کا نمونہ بن گیا۔ تو ہماری ماں بہنوں سے درخواست ہے کہ شوہر کے حقوق کا خیال رکھیں اور شوہر کے مزاج کا خیال رکھتے ہوئے زندگی گذاریں تو گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا، انشاءاللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ آپ بہنوں کو دین کی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائے، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
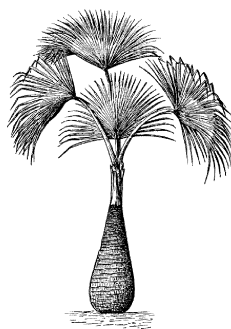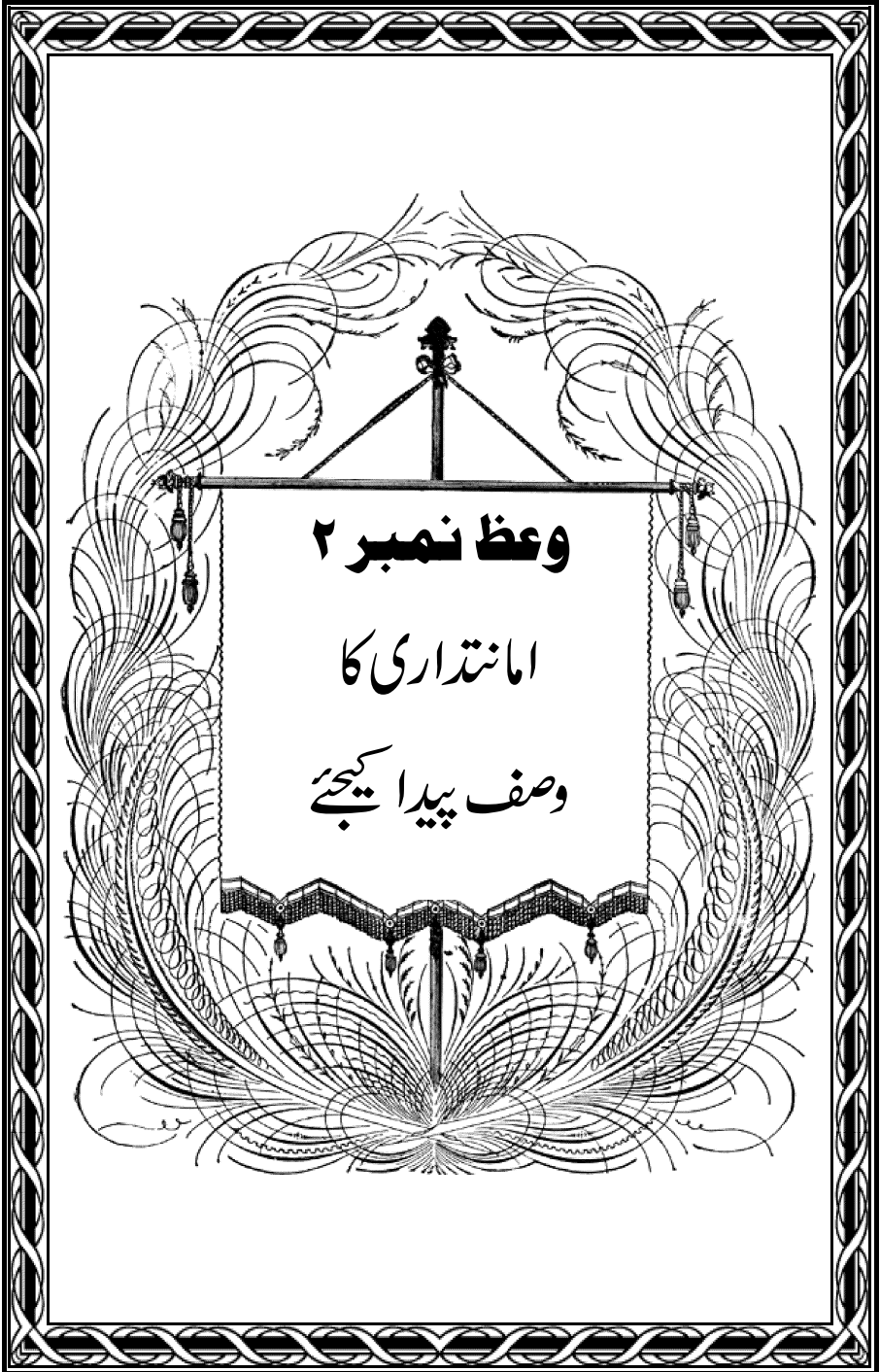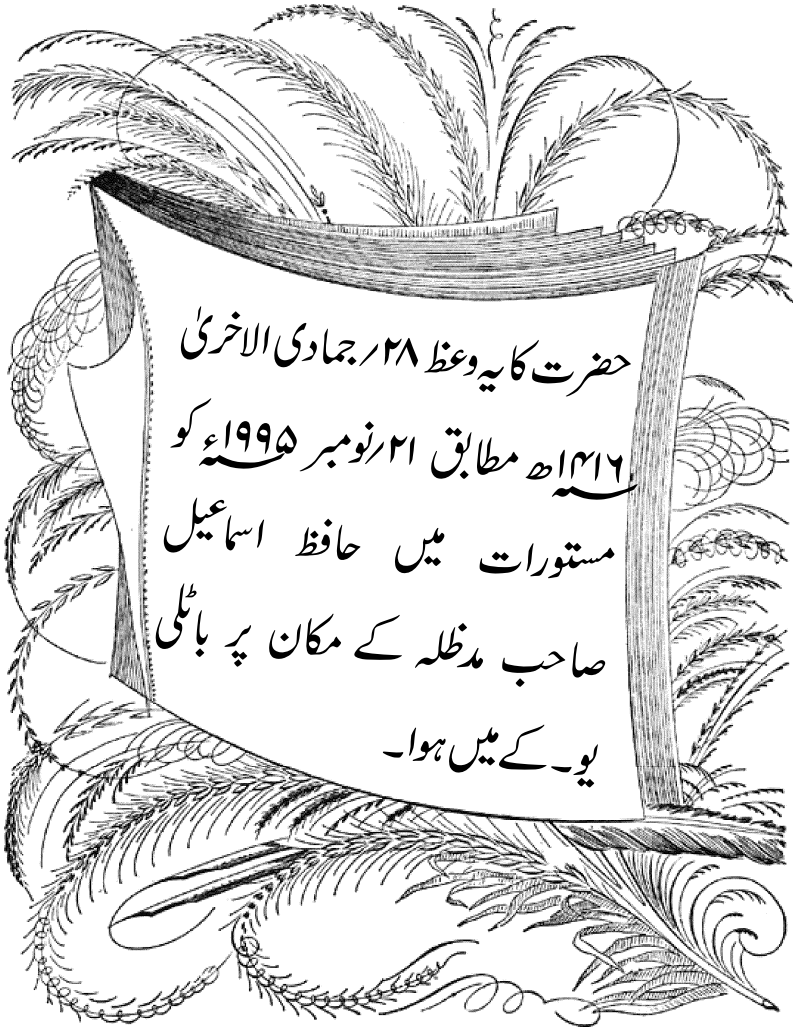
وعظ نمبر ۲
امانتداری کا
وصف پیدا کیجئے

حضرت کا یہ وعظ ۲۸؍ جمادی الاخریٰ
۱۴۱۶ھ مطابق ۲۱؍ نومبر ۱۹۹۵ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر پوچھ ہوگی

اللہ تعالیٰ کا فضل اوراحسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بڑی نعمت ہے ایمان اس سے ہمیں نوازا اور مسلمان کے گھر میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمتیں ملی ہیں اس کا شکرادا کرنے سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں، قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (سورة ابرٰهيم: آية : ۷) اگر تم شکرادا کروگے البتہ میں ضرور زیادہ کرونگا، زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرے اور ہر چیز کا حقیقی شکر یہ ہے کہ وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لئے دی ہے اسی میں وہ استعمال کرے، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دماغ یہ بڑی نعمتوں میں سے ہیں، اس کو جہاں اللہ تعالیٰ نے استعمال کا حکم فرمایا ہے وہاں استعمال کرے، پیسے مال ودولت یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں اس کو نعمت سمجھ کر جائز کاموں میں استعمال کرے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک (محاسبہ کی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہ ہو جائے (اوران کا معقول جواب نہ ملے) (۱) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی، (۲) اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی (۳) مال کہاں سے کمایا اور

(۴) کہاں خرچ کیا (۵) اپنے علم میں کیا عمل کیا۔ (فضائل صدقات) تو اللہ تعالیٰ ہر بندے سے پانچ سوالات کریں گے، جس میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کیسے کمایا جائز طریقہ سے یا ناجائز طریقہ سے؟ حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے؟ اور کہاں خرچ کیا جائز کاموں میں یا ناجائز کاموں میں؟ مال ودولت سے ہزارہا کام نکلتے ہیں، پیسے نہ ہوں تو کہاں آدمی خیرات کرسکتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنے، اس لئے ہمیں روز مرہ کے کاموں کو دیکھنا پڑے گا کہ ہم مال کیسے کما رہے ہیں اور کہاں خرچ کررہے ہیں، ہم مال کمانے میں بھی پابند اور خرچ کرنے میں بھی پابند۔ یہ مال ہمارے پاس امانت ہے اور امانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال کریں گے، ہمارا اپنا نہیں، اگر اپنا ہوتا تو ہم جس طرح چاہیں استعمال کریں، لہذا جہاں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے اور جہاں حکم ہوگا وہاں خرچ کریں گے اور جہاں اجازت نہیں دی ناجائز وحرام کہا وہاں خرچ نہیں کریں گے، ایک ایک پیسہ کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا تو اس طرح استعمال کرنے سے یہ بھی عبادت میں داخل ہوجائیگا، نام ونمود ریاکاری اور شہرت کے لئے نہ ہو، بلکہ ہر جگہ رضاء الٰہی پیش نظر ہو۔

مال ودولت بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے

تو اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت مال ودولت کی بھی ہے، اسی لئے اکابرین فرماتے ہیں کہ مال ودولت کا جمع کرنا

برا نہیں ناجائز نہیں، اگر مال و دولت کا جمع کرنا برا اور ناجائز ہوتا تو پھر زکوٰۃ کے مسئلے نہ ہوتے، زکوٰۃ کا حکم تو اسی لئے ہے کہ آدمی ایک سال تک مال کو رکھے سونا، چاندی، پاؤنڈ، مال تجارت اس کے پاس ایک سال تک رہے تب زکوٰۃ فرض ہوگی، اس لئے مال کا رکھنا کوئی حرام نہیں جائز ہے اور اگر صحیح طریقہ پر کمایا اور صحیح طریقہ پر خرچ کیا تو یہ عبادت ہوگئی، اس کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دوسری عبادتوں پر ثواب ملتا ہے، اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کیا تو مال کمانا اس کو دنیا نہیں کہتے، دنیا تو جب ہے جب اللہ تعالیٰ سے غافل کردے اور مال ایسے طریقہ سے کمائے جس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ٹوٹ رہا ہو۔ مال کمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممانعت نہیں بلکہ بعض جگہ ترغیب اور شوق دلایا ہے، کمانے کے فضائل بیان کئے جیسے نماز تسبیحات اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلتیں ہیں۔

مال کمانے میں اسلاف کا احتیاط

تجارت کی کتنی فضیلت ہے، حضرت نبی پاک ﷺ نبوت ملنے سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر شام تک تجارت کے لئے گئے ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ میں بہت بڑے بڑے مالدار صحابی ہوئے، بہت ساری دولت تھی صحیح طریقہ سے کماتے تھے اور صحیح طریقہ سے خرچ کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت مالدار صحابی ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں، ان دس حضرات میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی پاک ﷺ

نے دنیا میں جنت کی بشارت اور خوشخبری دی ، بہت بڑی ان کی تجارت تھی دور دور ملک تک ان کا مال جاتا تھا، اگر مال کمانا ناجائز ہوتا تو یہ حضرات ہرگز نہ کماتے لیکن جو مال کے حقوق ہیں اس طرح کمائے اور خرچ کرے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے والد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ کی کتابوں کی تجارت تھی، اسی طرح ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے یہاں کپڑوں کی تجارت تھی جس کے لئے نوکر بھی رکھا جاتا تھا۔ معلوم ہوا نوکر اور مزدور رکھ کر کام کروانا بھی صحیح ہے، تو امام صاحبؒ پڑھنے پڑھانے، قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع امت کو سامنے رکھ کر مسائل کے استنباط کے مشغلہ کے ساتھ تجارت بھی کرتے تھے، بڑے متقی، پرہیز گار، عبادت گزار، فقیہ اور متعدد صحابہ کرامؓ کی زیارت فرمانے والے۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ تجارت میں اتنے سچے اور دیانتدار تھے کہ ایک مرتبہ کپڑوں کے تھان میں ایک کپڑا ایسا بھی آ گیا جس میں نقص تھا خرابی تھی مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیچنے والے کو پتہ ہے کہ میرے مال میں فلاں نقص اور خرابی ہے تو خریدنے والے کو بتا دینا ضروری ہے بغیر بتائے دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے، تو امام اعظمؒ نے اپنے نوکر مزدور سے یہ کہہ دیا تھا کہ فلاں کپڑے میں یہ نقص اور خرابی ہے کوئی بھی خریدنے آئے تو اس کو بتا دینا، اس کے بعد امام صاحبؒ اپنے دینی کام اور مسئلے مسائل میں مشغول ہو گئے، پھر جب تشریف لائے تو پوچھا وہ کپڑا؟ مزدور نے کہا اس کو بیچ دیا، حضرت نے فرمایا وہ کپڑا بیچ تو دیا لیکن بیچنے سے پہلے

تم نے اس کا نقص عیب اور خرابی بتائی تھی؟ تب وہ آدمی کہنے لگا میں بھول گیا تھا مجھے یاد نہیں رہا اور بغیر بتائے وہ کپڑا بیچ دیا، اب اس آدمی کو کہاں تلاش کریں، امام صاحبؒ کا یہ تقویٰ اور پرہیز گاری تھی کہ جب وہ کپڑا بغیر نقص بتائے بیچ دیا اور اس کی قیمت کچھ زیادہ نہیں تھی لیکن وہ پیسے دوسرے اچھے پیسوں میں مل گئے تو اس دن جتنی بکری ہوئی تھی تمام کو صدقہ کر دیا اور فرمایا یہ پیسے کوئی کام کے نہیں، معلوم ہوا تجارت کوئی ناجائز نہیں لیکن اسلامی اصول اور طریقے کے مطابق ہو۔

مناقبِ امام اعظمؒ

ان بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کرنا چاہئے، ہم اپنی درسگاہ میں بچوں کو بتاتے ہیں دیکھو! ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد کہے جاتے ہیں لیکن ہمیں ان کے حالات کا علم نہیں۔ حضرت کا اصلی نام نعمان تھا ابوحنیفہؒ سے مشہور ہوئے۔ ۸۰ھ میں عراق میں کوفہ نامی شہر میں پیدا ہوئے، متعدد صحابۂ کرامؓ کی زیارت کی ہے اور جو شخص ایمان کی حالت میں صحابہؓ کو دیکھے ان کو تابعی کہا جاتا ہے، کتاب میں لکھا ہے جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ شریف میں نبی پاک ﷺ کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا تو قبر شریف کے اندر سے نبی ﷺ نے سلام کا جواب دیا، امام صاحب نے سلام کا جواب بھی سنا، اتنے بڑے درجہ کے متقی پرہیز گار اور بزرگ تھے یہ جو نماز، روزہ، زکوۃ، وضو، تیمّم وغیرہ کے مسائل ہیں حضرت امام اعظمؒ کا ہم پر احسان

ہے کہ قرآن شریف ، حدیث شریف ، اجماع امت اور قیاس چاروں دلائل کو سامنے رکھ کر اجتہاد واستنباط فرمایا اور مسائل کو آسان کر کے امت کے سامنے پیش کیا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آج ہمارے لئے بہت مشکل ہوتا، قرآن شریف اور حدیث شریف کا سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں، اس کے لئے بہت بھاری علم کی ضرورت ہے، 'حنفیت' یعنی سیدھے راستہ پر ہونا بالکل سیدھے راستہ پر ہوتو اس کو حنفیت کہا جاتا ہے، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو ''ملة ابراهیم حنیفا'' کہا جاتا ہے تو امام صاحب نے علم حاصل کیا اور ماشاءاللہ بہت بڑے عالم ہوئے اور علم کو پھیلایا اور آج تک ان کے استنباط کئے ہوئے مسائل پر ہم عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی مقبولیت عطا فرمائی تقویٰ، پرہیز گاری، اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں کیسا تھا، تھوڑا بھی معلوم ہونا چاہئے جس امام کے مسئلہ مسائل میں ہم مقلد ہیں وہ امام کون تھے؟ کہاں پیدا ہوئے ان کے کچھ تھوڑے حالات ماں بہنوں کو معلوم ہونا چاہئے بچے بچیاں جو مدرسہ میں پڑھتے ہیں ان سے معلوم کریں۔

عاریت کی چیزوں کو لوٹانے کا اہتمام کریں

ان ماں بہنوں کے لئے حکیم الامتؒ نے بہشتی زیور لکھ دی ہے اس کو بار بار پڑھنا چاہئے، اسی طرح حقوق العباد ہوں اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مثلاً کسی کا کوئی برتن لیا تھا وہ واپس نہیں کیا یا کسی کا کوئی پیالہ آ گیا تھا وہ ہمارے یہاں رہ گیا یا ہم سے گم ہو گیا اور ہم نے اس کو بتایا نہیں تو ہماری یہ

ذمہ داری ہے کہ اگر وہ پیالہ موجود ہو تو اس کو واپس کرو ورنہ اس کی قیمت دے دو، کسی کے گھر سے پلیٹ میں کھانا آیا اور اس طرح کی پلیٹ ہمارے پاس بھی ہے تو جب دینے کے لئے آئے اس وقت اچھی طرح دیکھ لو اور الگ رکھ لو تا کہ ہمارے برتن کے ساتھ نہ مل جائے اور جو چیز بھیجی تھی اس کو لے کر برتن کو صاف کرو اور اس کے گھر پہونچا دو، اس لئے کہ یہ حقوق العباد ہیں قیامت کے دن سوال ہوگا، بندوں کے حق کا معاملہ بہت سخت ہے جب تک بندہ معاف نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کریں گے۔

غیروں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام

حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے میرے استاذ ہوتے ہیں، دارالعلوم دیوبند میں ان سے ابن ماجہ پڑھی ہے، حضرت مولانا سالم صاحب مدظلہ یہاں باٹلی تشریف لائے ہوئے ہیں، ابھی میں صبح حضرت کے پاس گیا تھا تو بات کرتے کرتے مولانا نے ایک واقعہ سنایا کہ دہلی کے ایک بہت بڑے عالم دیندار تھے، وہ کہیں سفر میں گئے ہوئے تھے، جب کام پورا ہو گیا واپس آتے وقت ٹکٹ کے کچھ پیسے کم ہو گئے، اب کیا کریں اِدھر اُدھر دیکھا جانا پہچانا آدمی نہیں ملا، عالم تھے، سیدھے ٹکٹ ماسٹر کے پاس پہونچے، دیکھا ہندو نوجوان لڑکا ہے وہ ٹکٹ دے رہا ہے، وہاں جا کر سچی بات کہہ دی کہ میرا نام مولوی سمیع اللہ ہے، میں دہلی کا رہنے والا ہوں، میری کتاب کی تجارت

ہے جامع مسجد دہلی کے پاس میرا کتب خانہ ہے، میں واپس جانا چاہتا ہوں میرے پاس ٹکٹ کے پیسے پورے نہیں دو آنے کم ہیں، اگر آپ دو آنے ٹکٹ ادھار دے دیں تو بعد میں بھیج دونگا، جب یہ تفصیل بتائی تو اس ہندو ماسٹر نے کہا مولانا پوری ٹکٹ میری طرف سے میں ہی دیتا ہوں، مولانا نے کہا میرے پاس صرف دو آنے کم ہیں لیکن اس نے مانا نہیں اور پوری ٹکٹ اپنی طرف سے دے دی، مولانا تو چلے آئے، ایک دن اپنے کتب خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اس ٹکٹ والا ہندو کا وہاں سے گذر ہوا، مولانا نے دیکھ کر پہچان لیا ایک آدمی کو بھیجا جاؤ فلاں صاحب کو بلالاؤ کہنا مولوی سمیع اللہ آپ کو بلا رہے ہیں آنے کے بعد اس کو یاد دلایا اور واقعہ دہرایا تو وہ پہچان گیا، مولانا نے چائے بنوائی اور خدمت کی اسکے بعد وہ ٹکٹ کے پیسے واپس کرنے لگے، اس آدمی نے بہت منع کیا تو مولانا نے کہا جو اصل مجھے سنانا تھا کہ وہ ٹکٹ جو تم نے اپنی طرف سے دی اس کے تم مالک نہیں ہو، تم تو وہاں کام کرتے ہو پیسے تمہارے نہیں ہیں، بلکہ انڈیا گورنمنٹ کے ہیں لہذا تمہیں یونہی ٹکٹ دینے کا حق نہیں، اس نے جواب دیا مولانا میں نے اپنی جیب سے پیسے ادا کئے ہیں کہا تب تو ٹھیک ہے ورنہ مفت میں بٹھا کر کہنا کہ کوئی حرج نہیں یہ جائز نہیں جیسے ۔ ہمارے یہاں ہوتا ہے بس میں سوار ہو کر کنڈیکٹر جانا پہچانا تھا پیسے نہیں لئے، اس کے باپ کی تھوڑی بس ہے کہ وہ مفت میں بٹھالے اس کو پیسے دینے پڑیں گے، اگر اس نے مفت بٹھایا ہے اور پیسے بھی اپنی طرف سے جمع نہیں کروائے تو ہم بیٹھنے

والے گنہگار ہونگے ، اس کو پیسے واپس دینے پڑیں گے، اس لئے کہ اس میں گورنمنٹ کا نقصان ہے، اس نے آپ پر احسان نہیں کیا اس لئے کہ اس کی بس نہیں ہے اگر وہ اس کا مالک ہوتا تو اور بات تھی۔

ملازمین کا مالک کے مال میں تصرّف

اسی طرح کوئی آدمی دوکان میں کام کررہا ہو، نوکر ہو، اس کو اگر مالک نے حق نہ دیا تو اس نوکر کو یہ حق نہیں کہ ہمیں کوئی چیز مفت دے، اگر دے دی تو پیسے پہونچانے پڑیں گے، یہ معاملات کی بات ہے چاہے وہ کافر ہو یا عسائی (Christian) کسی کے بھی پیسے ہمارے پاس ہوں ایسا نہیں کہ یہ ہندو ہے، کافر کا معاملہ تو بڑا سخت ہے، اس کی دوکان سے کوئی چیز غلطی سے چپ چاپ لے لی یا دھوکہ دے کر لے لی تھی اس وقت دین سے کوئی تعلق نہیں تھا بعد میں احساس ہوا اب کیا کریں؟ مفتی حضرات نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر اس کافر کو کہنے جائیں گے کہ میں نے تمہاری فلاں چیز چپ چاپ لے لی تھی تو اس کافر کو برا لگے گا ہوسکتا ہے تم پر کیس کردے کہ اس نے پانچ پاؤنڈ کا سامان چرایا تھا خود قبول کررہا ہے پھر پولیس کے پاس لے جائیگا اور معاملہ خراب ہوگا اور مسلمانوں کی بدنامی ہوگی، اس لئے حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اس کو ساری تفصیل نہ بتاؤ بلکہ اگر کسی گورے یا کافر کی دوکان سے کوئی چیز بغیر پوچھے لے لی پھر احساس ہوا، اوہو! اللہ تعالیٰ کے یہاں مجھے حساب دینا پڑے گا تو اگر وہ دوکان کا مالک ہے تو جتنے کی چیز

چرا کر لی تھی اتنے پاؤنڈ اس کو ہدیہ (Gift) کے نام سے دے دو اور دل میں نیت کرلو کہ میں نے فلاں چیز چھپا کر لے لی تھی اس کے پیسے واپس کر رہا ہوں تو دل میں نیت ہو پیسے واپس کرنے کی اور زبان سے کہو ہدیہ (Gift) دے رہا ہوں بس تمہارے پیسے ادا ہو گئے اور یہاں تک لکھا ہوا ہے اگر وہ آدمی زندہ نہ ہو اور اس کا کوئی رشتہ دار وارث بھی نہیں تو آخر میں اس کے نام پر کسی غریب کو دے دو، اگر چہ آخرت میں اس کو ثواب نہیں ملے گا لیکن غریب کو صدقہ کر دو۔
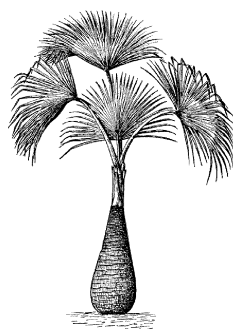
مال مشتبہ سے بچنے کا اہتمام

تو بہر حال امام اعظمؒ کی بات کہہ رہا تھا، امام صاحبؒ کے زمانہ میں ایک بکری چوری ہوگئی بہت تلاش کیا نہیں ملی، امام صاحب کو معلوم ہوا ایک بکری چوری ہوگئی ہے اب ان کے دل میں یہ خیال آیا ہو سکتا ہے یہ گوشت بیچنے والے نے چوری کی ہو یا کوئی اور چوری کر کے اس کے یہاں بیچ دیا ہو تو وہ چوری کی ہوئی بکری کا گوشت میرے کھانے میں آجائے گا اس لئے ماہرین سے پوچھا بکری کتنے سال تک زندہ رہتی ہے؟ تو انہوں نے چھ یا سات سال بتلائے تو امام صاحبؒ نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا اور سات سال تک بکری کا گوشت استعمال نہیں فرمایا، اتنا احتیاط اور اتنی پرہیزگاری تھی، تو ہمیں بھی کھانے پینے میں احتیاط ہو، جہاں تک ہو سکے پوری تحقیق کر کے ایسی چیزیں لینی چاہئے کہ کوئی ناجائز چیز نہ آگئی ہو اور پوچھ لینا چاہئے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے کہ کھانے پینے کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے، وہ آدمی جس کے

پیٹ میں حرام کھانا جاتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کے ادا کرنے کی فکر نصیب فرمائے اور حرام سے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دین کی باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
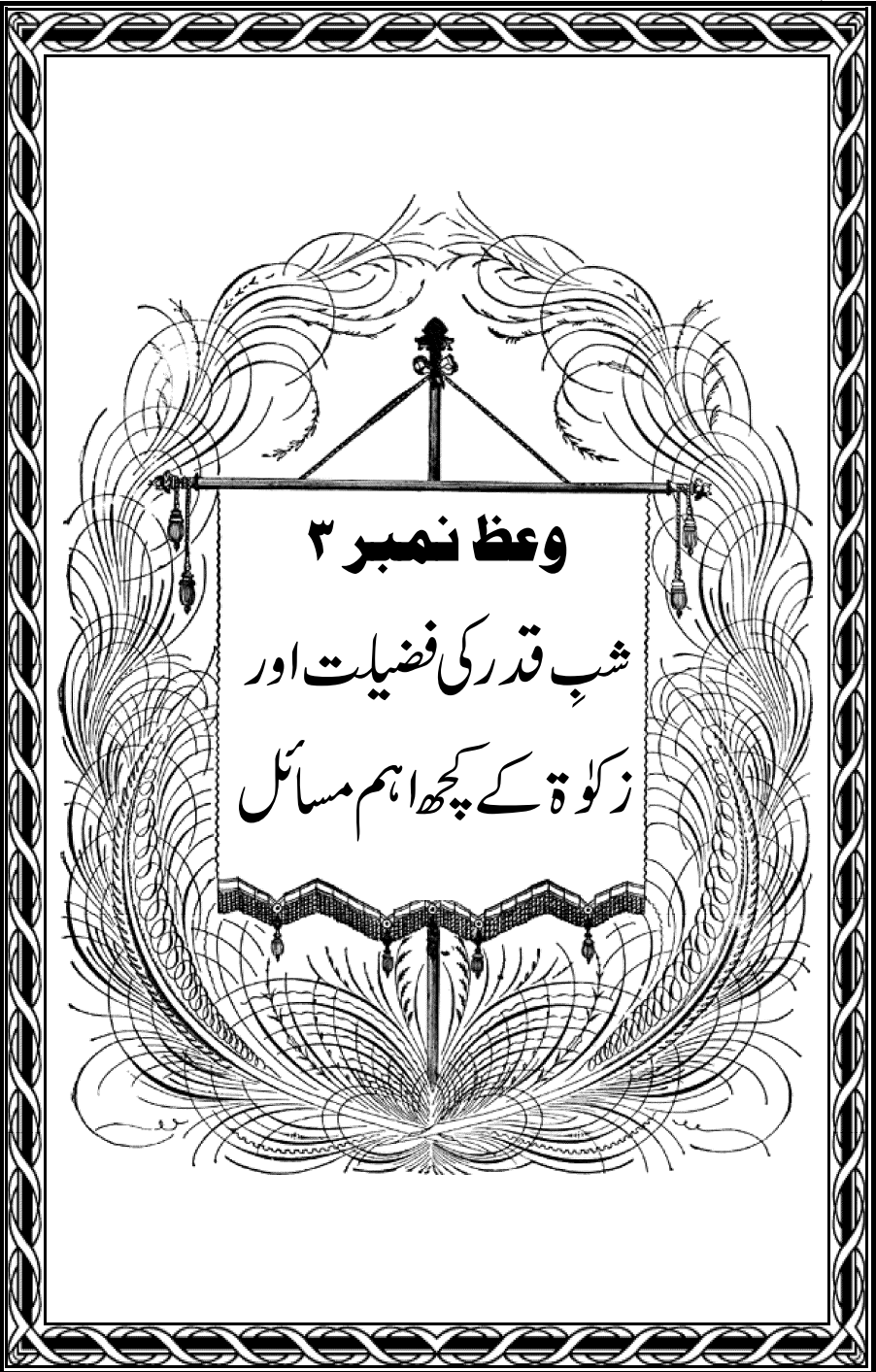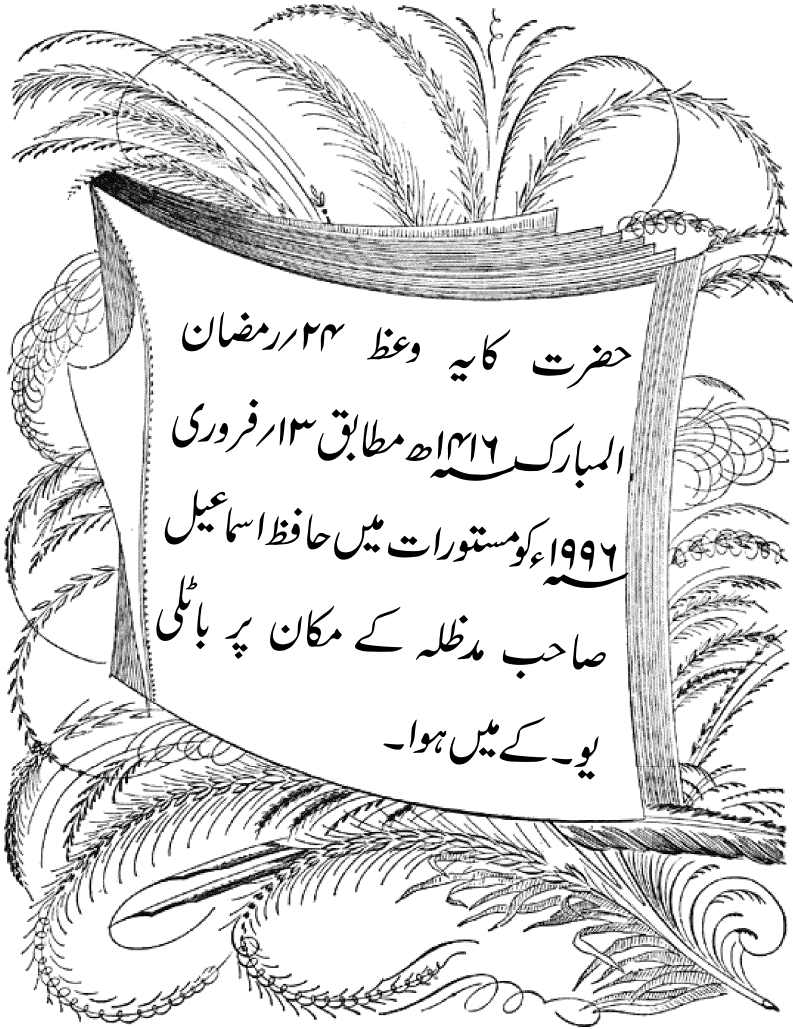
وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

وعظ نمبر ۳
شبِ قدر کی فضیلت اور
زکوٰۃ کے کچھ اہم مسائل

حضرت کا یہ وعظ ۲۴ر رمضان
المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۳ر فروری
۱۹۹۶ء کو مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد:

فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ﴿﴾ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ﴿﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿﴾ سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿﴾﴾ (سورة القدر)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ایمان جیسی بڑی دولت سے ہمیں نوازا، ایمان نصیب فرمایا الحمد للہ، اور بہت ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں نصیب فرمائی، اس کے ساتھ یہ بھی بڑی نعمت ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ نصیب فرمایا الحمد للہ، اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں، جس کا پہلا حصہ رحمت کا ہے جیسا کے کتابوں میں لکھا ہے، دوسرا حصہ جس کو دوسرا عشرہ کہتے ہیں وہ مغفرت کا ہے، اور یہ جو تیسرا عشرہ چل رہا ہے آگ سے آزادی جہنم کی آگ سے چھٹکارہ، دوزخ کی آگ سے نجات کا ہے، چند دن رہ گئے ہیں پھر یہ مبارک مہینہ ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت وتندرستی کے ساتھ ہمیں ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ رمضان المبارک بار بار نصیب فرمائے اوراس کی قدر کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شبِ قدر کی فضیلت

اس آخری عشرہ میں ایک بہت بڑی رات ہے جس کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس سورت میں بیان فرمائی ہے ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ اور وہ شب قدر ہے، شب قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بہت بڑا انعام ہے، یہ شب قدر ہمیں ہی دی گئی پہلی امتوں کو نہیں ملی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینوں میں جو شخص عبادت کرے اس سے زیادہ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ہے، جس کو شب قدر کہتے ہیں، اس ایک رات میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نیکی اور عبادت کرے، تو گویا اس نے ایک ہزار مہینے سے بھی زیادہ زمانہ عبادت میں گذارا۔ جس کا حساب کر کے علماءِ کرام نے فرمایا کہ ہزار مہینے کے تراسی برس اور چار مہینے ہوتے ہیں، بلکہ اس سے بھی بہتر اور افضل ہے، اور وہ کتنا بہتر اور افضل ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم۔

تراویح ائمہ اربعہ کے نزدیک بیس رکعت سنت ہے

بہر حال بہت بڑی مبارک رات ہے، اس آخری عشرہ میں جیسے آج پچیسویں رات شروع ہوگی جس کو طاق رات کہتے ہیں، دو طاق راتیں چلی گئی اکیسویں اور تیئسویں اب تین طاق راتیں باقی ہیں، ان راتوں میں عبادت

کرنی ہے ۔سب سے پہلے مغرب کی نماز کی اذان کی آواز گھروں میں سنائی دیگی اذان کا جواب دے پھر مغرب کی نماز ادا کرے ۔اس کے ساتھ ساتھ جو کچھ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے تندرستی کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہئے اور پھر جب عشاء کی نماز کا وقت ہوتو عشاء کی نماز ادا کرنا چاہئے ،اور پھر تراویح ادا کرنا ،اس لئے کہ اگر یہ رات شب قدر ہوئی اور اس رات میں مغرب،عشاء ،تراویح ، وتر واجب سب ادا کریں تو اس کو شب قدر کا کچھ نہ کچھ حصہ اور فضیلت مل جائے گی ۔

تراویح بھی ادا کرنی ہے،تراویح کا وقت تو عشاء کے بعد ہی ہوتا ہے، عشاء میں چار رکعت فرض ، دو رکعت سنت مؤکدہ اور پھر تراویح ،اس طریقے سے اس رات میں ہماری ایک بہت بڑی عبادت ہو جائے گی ،تراویح کو ہم نے ادا کیا، جو اللہ تعالیٰ کا ایک حکم تھا اور نبی پاک ﷺ ،صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس کو ادا فرمایا اور آج تک اس تراویح کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے چاروں اماموں کے یہاں جاری رکھا ،اس لئے کہ بیس رکعت سے کم کسی امام کے نزدیک نہیں ہے،اس لئے اس کو پورے رمضان المبارک میں پابندی سے ادا کرنا ہے،اس کے ساتھ کسی کی قضاء عمری باقی ہوتو وہ ادا کرے ، یہ رات دعا کی رات ہے اور اس رات میں دعاء قبول ہوتی ہے،تو اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے ،اپنے گھر والوں کے لئے ، رشتہ داروں کے لئے ، تمام مسلمان زندہ مردہ سب کے لئے دعا کرنی چاہئے ، کیونکہ ایسا موقع بار بار نہیں ملتا،اس لئے دل لگا

کر چاہے جس زبان میں ہو دعا مانگے۔اس لئے کہ دعاء کے معنی ہے مانگنا اب جو بھی دین کی دنیا کی جائز حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے مانگے۔

دوسری بات ان راتوں میں گناہوں سے خاص طور پر بچنا ہے، اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تاکید کرنا ہے، مثلاً جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، چغلی نہ کرے غرض تمام گناہوں سے اس رات میں بچے، اس لئے کہ جب نیکی کا ثواب اس رات میں زیادہ ہے، تو گناہ کا وبال بھی بہت زیادہ ہوگا، اس لئے گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہیں، اس لئے کہ توفیق عطا فرمانے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ بزرگوں نے خاص طور پر اس مبارک مہینے میں وقت نکال کر دعائیں مانگی ہیں اور خود اللہ تعالیٰ نے حکم بھی فرمایا ہے۔

شبِ قدر کی ایک مخصوص دعا

تیسری بات اس رات کی عبادت: تو اس کے لئے کوئی مخصوص عبادت اور عمل نہیں ہے کہ فلاں عمل کرے، فلاں عبادت کرے، بلکہ کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ مختلف الگ الگ عبادتیں کچھ نہ کچھ کرلیں، مثلاً درود شریف، استغفار، ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ“ یا ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ“، پہلا کلمہ دیگر تسبیحات، ذکر و تلاوت جتنی بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر

مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو اس رات میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہتی رہو: "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" اے اللہ تعالیٰ تو معاف کرنے والا ہے، تجھے معاف کرنا بھی پسند ہے، پس مجھے بھی معافی عطا فرما! (ریاض الصالحین، جلد۲، شب قدر کا قیام) اگر یہ الفاظ یاد نہ رہے تو گجراتی میں مانگ لے۔ فضائل رمضان میں یہ دعا لکھی ہوئی ہے، بعض لوگ صلوۃ التسبیح پڑھتے ہیں، اگر ہمت ہو تو اچھا ہے صلوۃ التسبیح پڑھنا چاہئے یہ بہت فضیلت کی نماز ہے۔

صدقۂ فطر کی فضیلت واحکام

رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر دینا ہے، ہر بالغ مرد وعورت جو شریعت کے مطابق صاحبِ نصاب ہو، اس کو صدقۃ الفطر دینا واجب ہے اور صدقۂ فطر کے لئے اس مال پر سال گذرنے کی بھی شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اس کے پاس نصاب کے بقدر ضرورت سے زائد چیزیں رکھی ہوئی ہیں تو بھی صدقۂ فطر واجب ہوگا، اسی طرح اگر باپ مالدار صاحب نصاب ہے تو اس کے نابالغ بچے اور بچی کا فطرہ بھی ضروری ہے، چاہے بچے بچی کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو۔

فطرہ کے سلسلہ میں علماءِ کرام نے دو باتیں لکھی ہیں، ایک تو یہ کہ ہمارے روزے میں جو بھول چوک ہوئی ہے فطرہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، دوسری بات یہ کہ فطرہ کی وجہ سے غریب آدمی بھی عید کی خوشی

میں شریک ہوسکے، ویسے تو مسئلہ یہ ہے کہ صدقۃ الفطر عید سے پہلے پہلے دے دے، لیکن انڈیا بھیجنا ہے تو جلدی دے تاکہ عید سے پہلے پہنچ جائے، لیکن اگر کسی نے ایسانہیں کیا یعنی عید سے پہلے نہیں دیا تو بعد میں بھی دینا پڑے گا۔اسی طرح جولڑکے لڑکیاں بالغ ہیں، اگراس کے پاس ایسی زائد چیزیں ہیں جو نصاب تک پہنچ جاتی ہے، مثلاً ایک گھڑی ہے لڑکے کے پاس جوکبھی پہنتا ہی نہیں یا ضرورت سے زائد سامان ہے، جس کا اگر حساب کریں تو کوئی دس پاؤنڈ، کوئی پندرہ پاؤنڈ، کوئی بیس پاؤنڈ، سب ملاکر نصاب تک پہنچ جاتے ہے تو وہ شریعت کی نظر میں مالدار ہے، اس پر فطرہ واجب ہے۔ ماں باپ اس کو بتائے دیکھو تیرے پاس اتنی چیزیں ہیں یا اتنے پاؤنڈ ہے، تو تو مالدار ہے اور تیرے اوپر فطرہ دیناواجب ہے۔

تو زکوۃ اور فطرہ میں فرق ہوگیا کہ زکوۃ زائد سامان پرنہیں ہے۔اورفطرہ زائد سامان نصاب کی مقدار پر ہوجیسے گھر میں برتن رکھے ہوتے ہیں، شو کے لئے، جوکبھی استعمال میں نہیں آتے، ایسے سامان کا حساب کیا جائے اگر نصاب تک پہنچ جائے تو فطرہ دیناواجب ہے، اسی لئے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ فطرہ تو بہت لوگوں پر واجب ہوگا، اس لئے کہ اتنی چیزیں اس کی ملک میں ہوتی ہی ہیں جوضرورت سے زیادہ ہے اور وہ استعمال میں نہیں آتی، تو خودبھی ادا کرے اور بالغ بچوں کوبھی متوجہ کرے اور اس کا ذہن بنائے، لو یہ تمہارا فطرہ ہے مدرسہ والے کودے آؤ، یا تیری اجازت سے ہم دے دیں گے، تاکہ لڑکے کوبھی

پتہ چلے کہ فطرہ دیا جاتا ہے، سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا ہے، کام پر جاتا ہے، اس کے پاس پیسے بھی ہیں، اس کو کچھ پوچھا ہی نہیں اور خود ہی ماں باپ نے فطرہ دے دیا تو فطرہ ادا نہیں ہوگا، اس کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ کل کو ماں باپ نہ ہو تو کیا پتہ چلے گا کہ فطرہ کیا چیز ہے۔ اسی طرح لڑکی ہے کل کو شادی ہو کر دوسرے کے گھر جائے گی اس کو پتہ چلے کہ فطرہ بھی دیا جاتا ہے، اب اس کے پاس سونا ہے، چاندی ہے، زیورات ہے شادی میں سب ملا ہوا ہے اور وہ فطرہ نکالتی ہی نہیں، شوہر بھی نہیں نکالتے اگر ماں باپ نے کبھی کہا ہو اور اس کے کان تک بات آئی ہو تو شوہر کے گھر جا کر کہے گی کہ فطرہ دینا ہے، حالانکہ فطرہ دینا بہت آسان ہے، ایک پاؤنڈ اور بیس پینس دینا ہے یہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے اہم مسائل

اخیر میں زکوٰۃ کے کچھ مسائل بیان کئے جاتے ہیں، زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، جس طرح رمضان المبارک کا روزہ اور اس کی بڑی اہمیت اور تاکید ہے، اسی طرح زکوٰۃ کی بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔ اب زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے، تو جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکے اتنے پاؤنڈ اس کے پاس ہے اور ایک سال تک رہے اور اس پر قرض نہ ہو تو وہ مالدار ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس طرح اگر اس کے پاس تھوڑا سونا ہے مثلاً ایک تولہ،

اس کے ساتھ دو چار پاؤنڈ ہے، تو بھی شریعت میں وہ مالدار ہے، اس کو صاحب نصاب کہتے ہیں اور اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ سو پاؤنڈ میں ڈھائی پاؤنڈ اتنا کم اور اتنا آسان، یہ زکوٰۃ دے دیں، تو یاد رکھ کر سونے، چاندی، پاؤنڈ اور تجارت کا سامان ان سب کا حساب کر کے زکوٰۃ دینی ہے۔ نابالغ لڑکے لڑکی پر زکوٰۃ نہیں، اگر لڑکا بالغ ہے اور اس کے پاس نصاب کی مقدار ہے اور ایک سال تک رہے تو لڑکا خود اپنی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اسی طرح شوہر کے ذمہ عورت کی زکوٰۃ نہیں ہے، بلکہ خود عورت پر واجب اور فرض ہے، لیکن شوہر اپنی طرف سے عورت کے مال کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے دیدے تو ادا ہو جائے گی۔

احکامِ شریعت سے اولاد کو واقف کیجئے

ماں باپ کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو بتائے کہ زکوٰۃ فلاں فلاں مال پر واجب ہوتی ہے اور اتنے مال پر واجب ہوتی ہے تاکہ اولاد زکوٰۃ کے مسائل سے واقف ہو جائے، سو مسئلہ یہ ہے کہ جو لڑکا یا لڑکی بالغ ہے اور اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنے پیسے ہیں اور ایک سال تک رہے تو اس پر زکوٰۃ ہے، اور زکوٰۃ کا حساب کتنا آسان بتایا کہ سو پاؤنڈ ہو تو ڈھائی پاونڈ ہر سال زکوٰۃ دینی ہے۔

ایک مرتبہ کچھ مسائل بیان کرنا ہوا، ایک آدمی نے بتایا میری عورت کے پاس اتنا سونا ہے اور میری شادی ہوئے دس سال ہو گئے، لیکن کبھی زکوٰۃ نکالی نہیں، اچھا ہوا اس بہن تک یہ مسئلہ پہنچ گیا، تو ایسی حالت میں دس سال کی

زکوٰۃ دینی پڑے گی۔اب دیکھو کتنا سونا اور کتنی چاندی ہے اور دس سال میں کتنا تھا اسی کے حساب سے زکوٰۃ دے دیں،تو مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے لوگ زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے ، حالانکہ زکوٰۃ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا حکم ہے، ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو ضروری مسائل سکھائیں۔

قرض کا مسئلہ یہ ہے، اپنے ذمہ کسی کے پیسے قرض ہیں، مثلاً کسی بہن نے کسی کے پاس سے پانچ سو پاؤنڈ لئے تھے،تو اس بہن پر پانچ سو پاؤنڈ قرض ہے، اب اس کے پاس کتنی چاندی کتنا سونا اور کتنے پاؤنڈ وغیرہ ہیں وہ گنے جائیں گے، حساب کیا تو پانچ سو پاؤنڈ ہوئے، لیکن پانچ سو پاؤنڈ اس کے ذمہ قرض بھی ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے،تو شریعت یہ کہتی ہے کہ اس عورت پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر کل ملا کر ایک ہزار پاؤنڈ ہے،تو پانچ سو کی زکوٰۃ معاف ہے اور دوسرے جو پانچ سو پاؤنڈ زیادہ ہے، اس کی زکوٰۃ دینی پڑے گی، قرض کا یہ ایک مسئلہ ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی بہن کو ایک ہزار پاؤنڈ قرض دیئے،تو جو قرض دینے والی ہے اس کے پیسے گنے جائیں گے اور اس پیسے کی زکوٰۃ اس دینے والی کو نکالنی پڑے گی، لیکن شریعت نے ان کو چھوٹ دی ہے، اجازت دی ہے، کہ چاہے ہر سال زکوٰۃ نکالتی رہے، ایک ہزار پاؤنڈ پر پچیس پاؤنڈ ، یا جب پیسے واپس آئیں گے اس وقت تمام سالوں کی زکوٰۃ نکالے، لیکن حضرات مفتیان کرام کا کہنا یہ ہے کہ جب واپس ملنے کے بعد دے گی تو ایک ساتھ

زکوٰۃ نکالنا بھاری پڑے گا، اس لئے ہر سال زکوٰۃ دے دے۔ اللہ تعالیٰ مبارک مہینے کے مبارک دنوں کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے، مسائل صحیح سمجھنے کی اور صحیح عمل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ٤
سفرِ حج کے کچھ آداب

حضرت کا یہ وعظ ۹؍شوال المکرّم
۱۴۱۶ھ مطابق ۲۷؍فروری ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد !

فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم ﴿﴾ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلاً ﴾

(سورة آل عمران ، آیة: ۹۷)

صدق الله العظیم

شرائط فرضیتِ حج

رمضان المبارک کا مہینہ بابرکت مہینہ تھا، وہ ختم ہوتے ہی حج کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے۔ حج بھی بہت بڑی عبادت اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے سب سے پہلے تو ایمان ہے کلمہ طیبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ (صلی الله علیه وسلم)'' پھر نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔

حج کس پر فرض ہے اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان ہو، بالغ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ حج میں آنے جانے اور وہاں کے خرچ کے علاوہ یہاں جس کا نان ونفقہ واجب ہے، ان تمام کی ادائیگی کے لئے اتنا روپیہ موجود ہو، تو اس پر حج فرض ہے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت اسی آیت سے ثابت ہے جو میں نے تلاوت کی ﴿ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ

سَبِيْلاً ﴾ (سورة آل عمران ، آية :۹۷) اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر حج کرنا فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ جس کی تفسیر میں فرمایا کہ ''زاد'' یعنی توشہ اور ''راحلہ'' یعنی سواری کی اس کے پاس طاقت ہو، یعنی اس کے پاس یہاں سے جانے کا پورا خرچہ جیسے جہاز کا ٹکٹ، وہاں قیام میں کھانے پینے اور مکان رکھنے کا خرچ، واپسی کا خرچہ، اسی طرح فیملی کو چھوڑ کر جانا ہے اس کا خرچہ اس کے پاس موجود ہو، ایسے مسلمان عاقل بالغ پر حج فرض ہے، یہ تو مردوں کے لئے ہے، اور عورتوں کے لئے ایک شرط اور ہے وہ یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو، اگر بغیر محرم کے عورت حج کرے تو وہ گنہ گار ہے، اس کا حج ''حج مقبول'' نہیں ہوگا، اگرچہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، لیکن ایسا بھی کیا حج کہ جس میں گنہ گار ہو، اس لئے کہ یہ سفر اس کا معصیت اور گناہ کا سفر ہوگا، اگرچہ حج کے لئے جارہی ہے، کیونکہ محرم ساتھ نہیں ہے۔

عورتیں اپنے محرم کے ساتھ حج کریں

اسلام میں محرم کہتے ہیں ایسا رشتہ دار جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شادی حرام ہو، اگر کسی عورت کا محرم ہی نہیں یا محرم تو ہے لیکن وہ حج میں جانے کے لئے تیار نہیں ایسی عورت پوری زندگی حج نہیں کرے گی، البتہ علماءِ کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ وہ اپنے دنیا سے انتقال کرنے سے پہلے وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے حج بدل کرالے تو حج بدل ہو جائے گا، تو عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر حج میں جانے کے سلسلہ میں علماءِ کرام نے بہت زیادہ

وعیدیں کتابوں میں لکھی ہیں۔

الحمد للہ ہمارے یہاں تو دیندار عورتیں ہیں، دین کی باتیں سنتی رہتی ہیں، لیکن بعض شہروں کے بارے میں سنا کہ کچھ رشتہ دار یا کچھ عورتیں حج کے لئے جارہی ہیں کوئی بغیر محرم کے اس کے ساتھ ہوگئی کہ میں بھی حج کرآؤں گی یہ سب نیک لوگ ہیں، تو ایسی عورتوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کے ساتھ ایسا محرم جس سے ہمیشہ ہمیش کے لئے شادی حرام ہو، ایسا محرم کا سفر میں ہونا ضروری اور فرض ہے اور ساتھ میں وہ محرم بھی نیک ہو۔ نیک کا مطلب ہے خراب عادت نہ ہو، اگر ایسا فاسق محرم ہو جس کے ساتھ سفر کرنے میں عورت کو اطمینان نہ ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر نہیں کرنا چاہئے۔

سفر کے باب میں بے احتیاطی

کتنے افسوس کی بات ہے بعض مرتبہ عورتیں کہاں کہاں تک خریداری کے لئے ایسی ہی چلی جاتی ہیں، نہ اس کا شوہر اس کے ساتھ ہے نہ بھائی، نہ باپ، نہ بیٹا، نہ کوئی اور محرم، سو دوسو میل ایسے ہی چلی جاتی ہیں، یادرکھو یہ سفر شریعت کے اندر ناجائز ہے۔ اس طرح گھر سے نکلے گی تو سخت گنہ گار ہوگی، اس لئے جب کبھی ایسا سفر کا موقع آئے تو محرم ساتھ میں ضرور ہونا چاہئے، بہر حال حج ارکان اسلام میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے۔

حجِ مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے

حج کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ حج مبرور حج مقبول کا ثواب

جنت کے سوا کچھ نہیں، یعنی کسی نے حج کیا اور وہ مقبول حج ہے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے وہاں جنت ہے، اسی طرح حج کرنے والا اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ وہ آج ہی پیدا ہوا ہو، سب گناہ اس کے معاف ہو گئے۔

حج مکفر سیئات ہے

علماءِ کرام نے اس میں بحث کی ہے کہ کبیرہ گناہ بھی حج کرنے سے معاف ہوجاتے ہیں یا نہیں؟ بعض علماءِ کرام یہ فرماتے ہیں کہ ہاں! کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں اور دوسرے علماءِ کرام منع فرماتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ توبہ بھی کرلے تاکہ بِالِاتفاق کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجائیں۔

سفرِ حج سے پہلے حقوق العباد ادا کیجئے

اور اگر اپنے اوپر کسی کے حقوق ہوں تو اس کو ادا کرے، مثلاً ہمارے پاس کسی کی امانت ہے اور ہم حج میں جا رہے ہیں تو اس امانت کو ادا کرکے جائیں یا اگر وہ راضی ہو تو کوئی اچھا انتظام کرکے جائیں، اسی طرح اپنے ذمہ کسی کا قرض ہے تو قرض کا انتظام کرے، یا اس سے بات کرلے کہ آپ کا قرض میرے ذمہ ہے میں ابھی حج میں جا رہا ہوں آنے کے بعد ادا کردوں گا، تاکہ اس کو اطمینان ہوجائے، اچھا تو یہی ہے اپنے ذمہ کسی کا قرضہ ہو تو جتنی جلدی ہوسکے اس کو ادا کردیں، ضرورت پر آدمی قرض لیتا ہے، دنیا میں ہر قسم کی

ضرورت پڑتی ہے، البتہ لیکر جلدی سے ادا کرنے کی فکر کرے، لیکن قرض کے رہتے ہوئے کوئی آدمی حج میں جائے گا تو حج اس کا ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کی نیت ہے کہ میں حج سے آنے کے بعد ضرور ادا کروں گا، اور ایسے بھی اگر حج میں نہ جا رہے ہوں یہیں ہوں تو بھی کسی کا ہمارے ذمہ قرضہ ہو تو وقتاً فوقتاً اس کو یاد کر کے کہہ دینا چاہئے کہ آپ کا قرضہ میرے ذمہ ہے میں تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دوں گا، کافی عرصہ ہو جائے اور کوئی بات نہ ہو تو آدمی کو بدگمانی ہو جاتی ہے، میرا اس نے قرض لیا ہے ایک سال ہو گیا لیکن ایک پیسہ واپس نہیں کیا اور کچھ کہا بھی نہیں تو پھر ادھر ادھر کی بات ہو جاتی ہے، اس سے بہتر ہے کہ اس کو جا کر بتا دے۔

حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں

بہرحال حج کی بڑی فضیلتیں ہیں، اگر فرض ہوا اور انتظام ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے، پیسے ہیں، محرم بھی ساتھ ہے، تو حج کی تیاری کرنی چاہئے اور جلدی سے فرض حج سے فارغ ہو جانا چاہئے، علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ حج فرض ہو جانے کے بعد اس کو جلدی ادا کرو اگر اس سال حج فرض ہے انتظام ہو سکتا ہے تو جلدی سے فرض حج سے فارغ ہو جانا چاہئے۔

اپنے شوہر سے مشورہ کرنے میں حِکمت کا لحاظ رکھے

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھئے جو اکثر میں کہا کرتا ہوں کہ اپنے گھر

والوں کے ساتھ مشورہ کر کے کام کریں، حالانکہ فرض کام کرنے کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن گھر میں جھگڑا نہ ہو اس لئے اپنے شوہر سے محبت اور نرمی سے مشورہ کر کے کام کرو کہ ہمارے پاس پیسے اللہ تعالی کا شکر ہے بہت ہیں، اور ہم نے آج تک حج ادا نہیں کیا آج معلوم ہوا کہ حج تو ہمارے اوپر فرض ہے، اس لئے مشورہ سے طے کرتے ہیں کہ اس سال حج میں جائیں گے، کام پر ہیں تو اس کی چھٹی بچا کر رکھنی چاہئے، اسی طرح بچے گھر میں جوان ہیں اور اتنی رقم اس کے پاس ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جائے گا، حج کرنے کے لئے بوڑھا ہونا ضروری نہیں، اسی طرح گھر میں لڑکی ہے اس کے پاس اتنی رقم ہے اور محرم بھی موجود ہے اس پر بھی حج فرض ہے، اگرچہ ابھی شادی نہ ہوئی ہو۔

ادائے حج سے پہلے طریقۂ حج سیکھئے

زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، نماز دن رات میں پانچ مرتبہ فرض، رمضان المبارک کے روزے ہر سال رمضان المبارک کی آمد پر فرض، صاحبِ نصاب پر جب سال پورا ہو جائے تو زکوۃ فرض، لیکن حج زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہوتا ہے اور جب ایک مرتبہ فرض ہے تو حج میں جانے سے پہلے مسائل معلوم کرنا چاہئے، سیکھ لینا چاہئے، حج میں فرض کتنے ہیں واجب کتنے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فرض یا واجب چھوٹ جائے اور ہمارا حج بیکار ہو جائے۔ اس لئے جو حج کر چکے ہیں اور اچھا علم بھی رکھتے ہیں پریکٹیکل

پوچھ لینا اچھا ہے۔

دوسری اہم بات جس کو حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے فضائل حج میں لکھی ہے کہ حج میں جانے سے پہلے سب سے پہلی بات یہ کہ نیت صحیح کر لے، میں حج میں جارہی ہوں تو کیوں، تو نیت کی تصحیح کرلے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے فرض حج کرتی ہوں۔

بخاری شریف کی سب سے پہلی حدیث ہے ”انـمـا الاعـمـال بـالـنیـات“ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، نیت کی بہت زیادہ اہمیت ہے، تو میں اپنے شوہر کے ساتھ حج میں کیوں جارہی ہوں؟ نیت میں کوئی گڑبڑی تو نہیں ہے، ایسی نیت کہ محلّہ والے کہیں گے اتنے سال ہو گئے ابھی تک حج نہیں کیا جلد کرلوں تاکہ لوگوں کے طعنہ سے بچ جاؤں یا اس لئے حج کر رہی ہوں تاکہ لوگ مجھے حاجیانی یا جن کہیں، تو اس کی یہ نیت درست نہیں، نیت درست کرلیں، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے حج کا سفر کرنا ہے۔

جیسی نیت ویسی برکت

حصولِ ثواب کے لئے ہر کام میں نیت ضروری ہے، چھوٹے سے چھوٹا کام ہو یا بڑے سے بڑا، اگر نیت صحیح کرلے تو اس کا ثواب ہوگا، اس لئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ مثال کے طور پر کسی بہن کو اپنی ماں کے گھر کسی کام سے جانا تھا، اب یہ نیت کرنی ہے میری ماں کے بڑے حقوق ہیں، اپنی ماں کی خدمت کرونگی، اور ماں کے چہرہ پر نظر ڈالونگی، ماں باپ کے چہرہ کو دیکھنا

حج کا ثواب ہے۔اب شریعت کے مطابق پردہ میں گھر سے نکلی تو اس پر ثواب ملے گا۔کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو مسئلہ بتانے میں یہ نیت ہو کہ فلاں نے یہ بات پوچھی الحمدللہ مجھے معلوم ہے،تو یہ دین کی بات ہے۔

ہمارے حضرت نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دین کی بات دوسروں تک پہنچاؤ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو(بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً)اور بنی اسرائیل سے جو قصّے سنو لوگوں کے سامنے بیان کرو یہ گناہ نہیں ہے اور جو شخص قصداً میری طرف جھوٹ بات منسوب کرے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے''۔ (مظاہر حق، جلد۱، کتاب العلم) تو نبی ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنا بھی ہے اور دین کی بات کو پہونچانا بھی ہے، ہمارے بتانے پر وہ لوگ جب تک عمل کرتے رہیں گے ثواب ملتا رہے گا،اسی طرح گھر کا کام کاج کررہے ہیں،گھر کی صفائی کررہے ہیں ،کھانا پکارہے ہیں، نیت کرلو میرے شوہر خوش ہونگے ،میرے والدین خوش ہونگے۔بچوں کی پرورش،شوہر کی اطاعت،شوہر کو خوش رکھنا یہ اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کا حکم ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید ہے۔اگر نیت کی تصحیح کرلے تو سب عبادت ہوجائے، اپنے بچے کو تیار کیا نیت یہ کی کہ بچوں کی پرورش صاف صفائی اچھے کپڑے پہنانا شریعت کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں سے ہے،اس لئے میں بچوں کو اچھا صاف کپڑا پہنارہی

ہوں، مدرسہ میں جانے کا وقت ہو اس کو کرتہ پہناؤ اور دیکھو کہیں داغ دھبّہ تو نہیں ہے، مدرسہ جارہا ہے دین کا علم حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھنے کے لئے قرآن شریف اللہ پاک کا پاک کلام ہے۔تو ماں کو گھر بیٹھے کتنا ثواب ملے گا اور اگر بچے کو تیار کیا اور نیت یہ کی کہ اگر میں صفائی کا خیال نہیں رکھونگی تو محلّہ والے اور اڑوس پڑوس کی عورتیں کہیں گی اس عورت کو کوئی خیال نہیں،اس کا بچہ دیکھو،اس کا گھر دیکھو کتنا گندہ ہے،لوگ مجھے طعنہ دیں گے اس لئے گھر اور بچوں کی صاف صفائی کا خیال کرتی ہوں تو اس کو ثواب نہیں ملے گا، اس لئے کہ لوگوں کے طعنے سے بچنے کے لئے اس نے یہ کام کیا ہے۔

اسی طرح بچوں کے ہاتھ اور پیر کے ناخن دیکھ لو اگر بڑے ہوں ناخن تراش (Nailcutter) سے سنت کے مطابق اس کو تراش دو، اس کے بال اگر بڑے ہو گئے ہوں، ابھی یہ چھ سات سال کا ہے اتنے بڑے بال رکھنے کی کیا ضرورت ہے، صحیح طریقہ پر مشین سے برابر بال کٹاؤ جیسے آگے بال ویسے ہی پیچھے، ایسا نہیں کہ آگے بڑے بڑے اور پیچھے چھوٹے چھوٹے، اسلام میں یہ منع ہے۔ اگر چھوٹے بچے کے بال اس طرح کٹائے ہوں تو ماں اور باپ دونوں گنہگار ہونگے، جب تک ایسے بال اس کے سر پر رہیں گے، حالانکہ ماں باپ کو معلوم بھی نہیں کہ ہم گنہگار ہو رہے ہیں۔تو اس طرح ہر چیز میں نیت صحیح ہو۔

ادائے حقوق کا خیال

تیسری بات حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے لکھنے کے مطابق جن لوگوں کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا یا لین دین ہو اس کی اگر کوئی چیز باقی ہو تو اس کو ادا کر دے، کوئی بات ہو گئی ہو تو معافی مانگ لے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ گھر گھر جا کر معافی مانگے، بلکہ جن کے ساتھ ہمیشہ اٹھنا بیٹھنا ہو جیسے اپنی بہن، والدین، خالہ اور قریبی رشتہ دار، یہ تو ان کیلئے جو محرم ہے لیکن جو غیر محرم ہے اس سے اپنے شوہر کے ذریعہ مثلاً کوئی شاپ (Shop) میں جاتی تھی، کوئی لین دین کا معاملہ تھا اب وہ حج میں جا رہی ہے، تو عورت کو جا کر معافی مانگنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ شاپ والے ہمارے محرم نہیں ہیں، شوہر جا کر ان سے معاملہ صاف کر لے۔

مسائلِ حج سے واقفیت

پھر جو ضرورت کی چیزیں ہیں اس کو تیار کریں، اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، بہت بڑی عبادت کے لئے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ آسان فرما، اور نمازوں کا اہتمام ہو، نماز پانچ وقت کی فرض ہے، نماز کا درجہ حج سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے ابھی سے نماز کی پابندی ہو، کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے اور پھر دوسرے اللہ پاک کے حکم کا خیال کر کے ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات، نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنا بہت بڑی عبادت ہے۔ بہت بڑے دربار بابرکت ومقدس

جگہ میں جانے کی تیاری ہورہی ہے، اپنے آپ کے اندر حج کا شوق پیدا کریں، ایسا نہ ہو کہ دوسری چیزوں کا خیال کیا، لیکن یہ خیال ہی نہیں کیا کہ وہاں جا کر مجھے کیا ادا کرنا ہے، کچھ مسائل سیکھے نہیں بس خریدنے کی باتیں ہورہی ہیں، ٹھیک ہے خریدنا جائز ہے لیکن ہم خریداری کے لئے نہیں جارہے ہیں۔ اس لئے حج سے متعلق ضروری باتیں سیکھیں، ایک آدمی پر کم سے کم تقریباً دو ہزار پاؤنڈ خرچ ہوتا ہے، اتنا خرچ کر کے جائیں اور ہمارا حج بیکار ہو۔

ضروریاتِ زندگی کا علم فرض ہے

جیسے ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں تو اس سے پہلے وضو کرنا، کپڑا پاک ہے کہ نہیں، جگہ پاک ہے کہ نہیں، نماز کا وقت ہوا یا نہیں، نماز کی نیت، تکبیر تحریمہ، رکوع، سجدہ، قرأت، یہ سب موٹی موٹی چیزیں، کس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، کس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان چیزوں کو ہم سیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم حج کے لئے جارہے ہیں اس کے اہم مسائل کو سیکھ لیں، اپنے شوہر کو بھی اس طرف متوجہ کریں اور ترغیب دینی چاہیئے، کہ ضروری باتیں سیکھیں اور معلوم کریں، اس لئے فرمایا گیا ''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**، علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (حیات المسلمین)'' علماء نے فرمایا جس کام کو کرنا فرض اس کے مسائل کا سیکھنا بھی اس پر فرض، جس کام کا کرنا واجب اس کے مسائل کا سیکھنا بھی واجب، اور جس کام کا کرنا سنت اس کے مسائل کا سیکھنا بھی سنت ہے۔ مثلاً شادی ہوئی

ہے تو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے اہم اہم مسائل کو سیکھنا چاہئے، بچے ہیں تو بچوں کی پرورش کے اہم مسائل ماں کو سیکھنا چاہئے اور سیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے، تو دین کی باتوں کا سیکھنا یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

دینی معاملہ میں اپنے گھر والوں کی فکر کریں

حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی اس آیت ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ (سورۃ التحریم، آیۃ: ٦) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے اپنے کو اپنے گھر والوں کو کیسے بچائے، تو ان کو دین کا علم سکھلائیں۔ دین کا علم کتنا اہم ہوا کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ دین کا علم حاصل کرو اپنے گھر والوں کو سکھاؤ۔ بہت سے مرد ہوتے ہیں جو گھر آ کر دین کی بات نہیں کرتے، عورت بچاری کو معلوم نہیں جس کی وجہ سے بڑی غلطی ہو جاتی ہے اور وہ عمل جو بڑی محنت سے کیا ہے وہ سب بیکار ہو جاتا ہے۔

نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں

ابھی رمضان المبارک میں کچھ دین کی باتیں کہنے کا موقع ملا، میں نے کہا دیکھو، اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی ہے اس کے پاس پیسے ہوں تب بھی اس پر زکوۃ فرض نہیں ہے، کوئی ماں باپ نے اس نابالغ لڑکے یا لڑکی کے پیسے میں سے زکوۃ دے دی تو دینے والے گنہگار ہونگے، توبہ کرے اور جتنے پیسے زکوٰۃ میں

دے دئے ہیں اتنے پیسے اس نابالغ کو واپس کر دے، کتنا اہم مسئلہ تھا، اس لئے ہر عبادت، ہر کام جو ہمارے ذمہ ہو اس کی اہم اور ضروری باتیں سیکھنی چاہئے، ورنہ بڑا نقصان ہو جاتا ہے۔ کوئی عالم، کوئی بزرگ کتنی باتیں بتائیں گے، اس لئے کہ دین کا علم تو بہت ہے۔ تو اس طریقہ سے دین کی باتوں کو سیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی نصیب ہوتی ہے اور عمل صحیح ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا علم ایک امام ہے اور عمل اس کا مقتدی، جب تک علم نہ ہو کیسے عمل کریں گے۔

عمل بلا اتباع قابل قبول نہیں

غالباً حضرت حسن بصریؒ کے سامنے کسی نے عصر کے بعد نفل نماز پڑھی تو اس بزرگ نے روکا کہ مرد یا عورت نے عصر کی نماز پڑھ لی اب جب تک مغرب نہ ہو جائے وہاں تک نفل نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اس آدمی نے پوچھا ''کیا نفل پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دیں گے؟'' اس بزرگ نے جواب دیا ''نماز پڑھنے پر نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے خلاف کیا، اس لئے عذاب ہوگا۔'' اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز اور فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

لیکن فجر میں اتنا فرق ہے کہ فجر کی نماز سے پہلے بھی صبح صادق ہو گئی فجر کا وقت شروع ہو گیا اب کوئی نفل جائز نہیں، جب اشراق کا وقت شروع ہو جائے اب جائز ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد مغرب تک کوئی نفل جائز نہیں حتی کہ عمرہ اور حج میں جانے والے مرد اور عورت اگر فجر کی نماز

یا عصر کی نماز کے بعد طواف کیا تو طواف کے بعد جو دو رکعت پڑھنا واجب ہے یہ دو رکعت بھی عصر اور فجر میں نہیں پڑھ سکتے۔ تو یہ مسئلہ معلوم ہونا چاہیئے۔ تو عرض یہ ہے کہ حج میں جانے سے پہلے اپنی نیت درست کر لینی چاہیئے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ حج میں جانے والوں کی نیت درست فرمادے اور ان کے جانے کو آسان فرمائے اور ان کی رکاوٹوں کو دور فرمائے۔

سفرِ حج میں فرض نمازوں کا اہتمام کیجئے

اس کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ اتنی بڑی عبادت کے لئے ہم جا رہے ہیں تو ابھی سے نمازوں کی پابندی ہو، حتی کہ علماء نے یہاں تک فرمایا ہے اگر کوئی حج میں جائے اور وہ حج نفلی ہو اور ایسی حالت ہو کہ راستہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے، چور ڈاکو کا خطرہ ہے، راستہ محفوظ اور پر امن نہیں ہے، جان و مال کا خطرہ ہے تو، ایسے آدمی کو حج میں نہیں جانا چاہیئے اس لئے کہ راستہ میں نماز قضا ہو جائے گی۔ تو جبکہ مجبوراً قضا ہو جائے تو اتنی تاکید، چہ جائیکہ جان بوجھ کر لوگ نماز قضا کرے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ صبح کو نکلنا ہے اور رات دیر تک بیٹھے ہوئے ہیں، عشاء کی نماز کی کوئی فکر نہیں اور فجر کی نماز بھی قضا ہو گئی اوہو! ارے نماز کی فضیلت تو بہت زیادہ ہے، حج سے کہیں زیادہ، پھر جماعت کی بہت زیادہ تاکید حتی کہ بعض علماء نے تو یہاں تک فرمایا مردوں کے لئے نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہے اور اگر باجماعت نہ پڑھے تو یہ مرد سخت گنہ گار ہے حتی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایک دفعہ تو میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیاں جمع کراؤں، پھر نماز کے لئے اذان دلواؤں، اور نماز پڑھانے کے لئے کسی اور کو مقرر کروں اور پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہے اور ان کے سامنے ان کے گھر جلا ڈالوں۔ (ریاض الصّالحین، باب فصل صلوٰۃ الجماعۃ) تو ایسے مردوں کو جو بغیر عذر کے گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور مسجد میں جماعت سے نماز نہیں پڑھتے، ان لوگوں پر نبی کریم ﷺ نے غصہ کا اظہار فرمایا ہے۔ مرد ہو کر تندرست ہو کر مسجد میں آسکتے ہیں پھر بھی گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کے لئے اتنی سخت وعید تو جو لوگ گھر میں بھی نہیں پڑھتے ان کیلئے کتنے غصے ہونگے، اس لئے اپنے مردوں کو، اپنے نوجوان لڑکوں کو سمجھاؤ، مسجد میں جماعت سے نماز کے لئے ان کو تیار کرو ترغیب دو فضیلت بیان کرو، جب یہ بالغ ہے ان کو نماز کے لئے مسجد میں جانا ہی چاہئے، یہ کیا عورتوں کی طرح گھر میں پڑھ لی، ان کو بتاؤ تمہارا ثواب کتنا کم ہو جاتا ہے، کتنی محرومی کی بات ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کا غصّہ، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ تعالیٰ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے'' (فضائل اعمال، فضائل نماز) یہاں تک فرمایا کہ ایسا آدمی جو اذان سنے اور مسجد میں نماز کے لئے نہ آئے اس نے منافق جیسا عمل کیا۔

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر مرد نے مسجد

میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور اس نماز میں اس کو وسوسہ اور خیالات آتے رہے لیکن اس نے جماعت سے نماز پڑھی تو اس کی یہ وسوسہ والی نماز امید ہے کہ زیادہ قبول ہو جائے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جماعت سے نماز ادا فرماتے تھے یہ نماز نبی اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہے برخلاف اس شخص کے جس نے تنہا گھر میں نماز پڑھی اور بہت ہی خشوع خضوع کے ساتھ۔ اسی طرح جماعت سے نماز پڑھنے میں علماء نے ایک فائدہ یہ بھی لکھا ہے کہ جماعت میں سے کسی آدمی کی بھی اللہ تعالیٰ نماز قبول فرمالیں تو سب کی قبول ہو جائے گی تو مردوں کو شوق دلانا چاہیئے، اصل تو حج پر بات کرنی تھی جو ٹوٹی پھوٹی بات ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرماء، ایمان پر عافیت کے ساتھ استقامت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ حج میں جانے والوں کے حج کو آسان اور قبول فرمائے، آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حرمین شریفین کی بار بار حاضری نصیب فرمائے اور ایمان پر استقامت نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ۵
سفرِ حج میں اضاعتِ وقت
اور گناہوں سے بچئے

حضرت کا یہ وعظ ۲۳؍شوال المکرّم
۱۴۱۶ھ مطابق ۱۲؍مارچ ۱۹۹۶ء کو
حافظ اسماعیل صاحب مدظلہ کے
مکان پر باٹلی یو۔کے میں ہوا۔
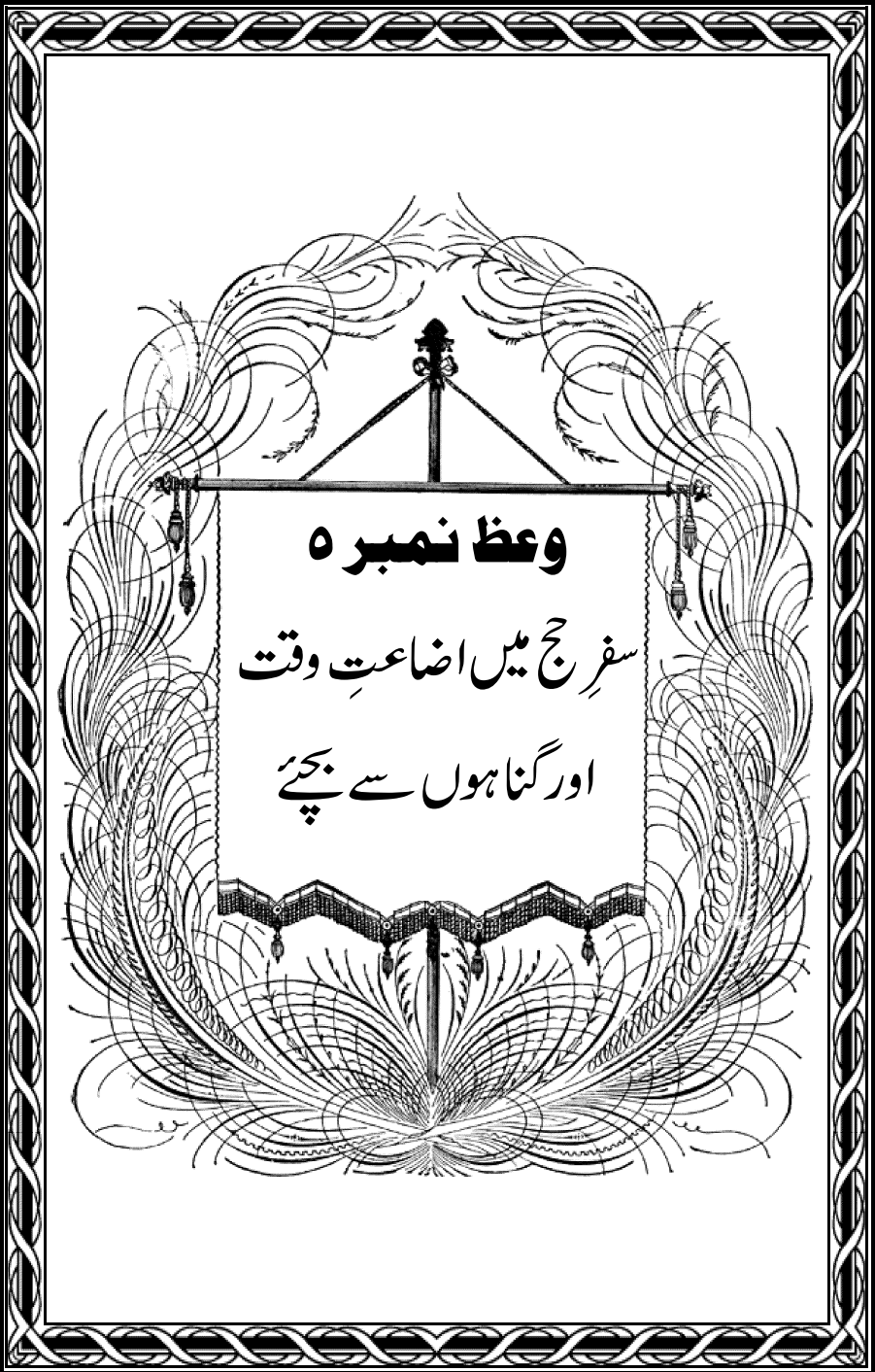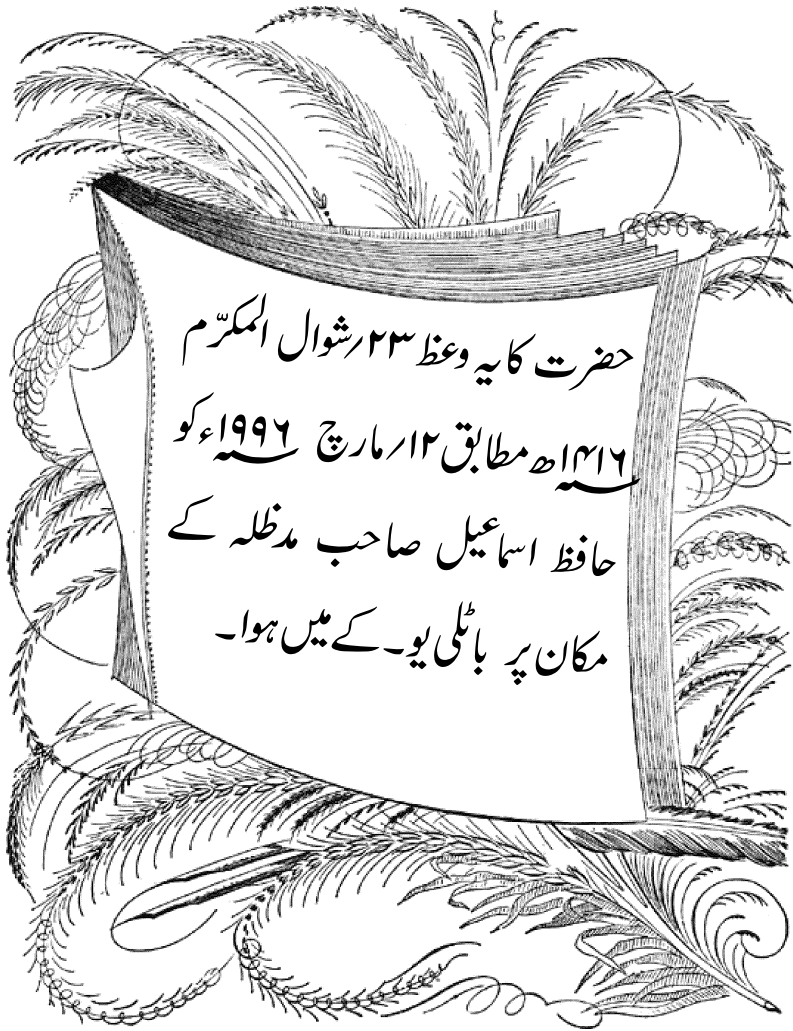
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد!

العبد یدبر و الله یقدر

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں دین کی بات سننے کی توفیق نصیب فرمائی، اللہ تعالیٰ کا جب کسی چیز کا ارادہ ہوتا ہے تو اس کے لئے اسباب مہیا فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے، جب آدمی پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ارادہ کو پورا فرما دیتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندہ ارادہ کرے، اس کے بس میں جتنا ہے اتنی کوشش کرے، اگر ہماری محبت، ہمارا تعلق، ہمارا لگاؤ اللہ جل شانہ سے جیسا ہونا چاہئے ویسا ہو جائے تو پھر وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری محنت کوشش اور ارادہ کو رائیگاں اور بیکار نہیں ہونے دیتے، بلکہ بڑے سے بڑا اور مشکل سے مشکل کام آسان فرما دیتے ہیں، لیکن سچی طلب اور کوشش ہو، اس لئے اگر کوئی یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں حج بیت اللہ کے لئے جاؤنگا تو اللہ تعالیٰ وہاں جانے کی توفیق دے دیتے ہیں، اگر کوشش اور محنت و ارادہ کے باوجود نہ پہونچ سکے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت ہوتی ہے، ان کی مصلحتوں اور حکمتوں کو کون سمجھ سکتا ہے، ان کے کاموں میں بے شمار حکمتیں ہوتی ہیں، لیکن ہم لوگ وہاں تک نہیں پہونچ سکتے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ نرمی شفقت اور مہربانی ہی

کا معاملہ فرماتے ہیں اگرچہ ہماری سمجھ میں نہ آئے۔

تو جو حضرات حج کے لئے جارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے جانے کو قبول فرمائے، ان کی مدد و نصرت فرمائے، حج مقبول و مبرور نصیب فرمائے۔

یہ حج میں جانے والوں کے اعتبار سے آخری بیان ہے، بہت سی باتیں اس سے پہلے بیان میں عرض کردی گئیں جو رہ گئی ہیں وہ عرض کی جاتی ہیں۔

حجاج اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہیں

کتابوں میں لکھا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہیں اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ (مظاہر حق، جلد۲، افعالِ حج کا بیان) تو یہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں یہ جو مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ دیتے ہیں یہ جو دعا کرتے ہیں ان کی دعا قبول کی جاتی ہے، جیسے کسی حکومت کے آدمی کو کہیں دوسرے ملک میں بھیجا جاتا ہے کہ یہ فلاں ملک کے وزیر کے پاس جا کر بات چیت کرے، جس کو نمائندہ بھی کہا جاتا ہے، ان کا بڑا اکرام اور بڑی عزت ہوتی ہے، ان کی باتوں کو سنا جاتا ہے اور یہ لوگ جب کسی ملک کے ائیر پورٹ پر پہونچتے ہیں تو اس ملک کے خاص لوگ انہیں لینے جاتے ہیں کہ فلاں ملک کے نمائندے آئے ہیں، اسی طرح یہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نمائندے ہیں، اس لئے دل میں خود یہ

احساس ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نمائندہ بنا کر بھیج رہے ہیں ہمارا یہ سفر بہت مبارک سفر ہے اور یہ بھی تصور اور دھیان رہے کہ بہت اونچے کام کے لئے جا رہے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کا پورا خیال رکھیں، اس لئے کہ ہم نمائندہ بن کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کریں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کریں یہ تو بڑی نادانی اور کوتاہی کی بات ہوگی، اس لئے نمازوں کا اہتمام ہو، گھر پر بھی نکلتے وقت بھی راستے اور سفر میں بھی کوئی نماز ہماری قضاء نہ ہونے پائے اور جتنا ہو سکے سادگی کے ساتھ نکلنا ہو، رسم و رواج نہ ہو، بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جس میں صرف رسم و رواج ہوتا ہے تو اس سے بچتے ہوئے گھر سے نکلنا ہے، بہت لوگوں کو جمع کرنا پارٹی دینا بڑا ہجوم کرنا اس سے خود جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور بظاہر مقصد کچھ نہیں ہوتا صرف رسم و رواج۔ گھر کے افراد جمع ہوں تو ٹھیک ہے، لیکن تمام ملنے جلنے والوں کو جمع کرنا خود کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہے۔

سفرِ حج میں فرض نمازوں کا اہتمام کیجئے

اسی طرح آداب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حج میں روانہ ہونے سے پہلے ہمارے ذمہ کسی کے حقوق ہوں اس کو ادا کر دیں، ہمارے پاس کسی کے پیسے ہوں وہ ادا کر دیں، کسی کی کوئی امانت ہو وہ ادا کر دیں، یا اس کی اجازت سے دوسرے کے پاس رکھوا دیں، تاکہ کسی کے پیسے امانت اور دیگر حقوق ضائع نہ ہوں، کسی کا ہمارے ذمہ قرضہ ہو وہ ادا کر دیں یا صحیح انتظام کر کے جائیں یا لکھ

کرجائیں کہ میرے اوپر فلاں کا اتنا قرضہ ہے اور خدانخواستہ خدانخواستہ ہم واپس نہ آئے تو فلاں چیز ہے اس کو بیچ کر اس آدمی کا قرضہ ادا کیا جائے، یہ سارے حقوق العباد ہیں جو بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔اور حقوق اللہ نمازوں کو وقت پر ادا کرتے ہوئے جائیں، ہماری بہنیں بھی اس میں کوئی شرم نہ کریں،ائیرپورٹ وغیرہ میں بڑا ہجوم ہوتا ہے لیکن نماز کے وقت ضرور نماز پڑھیں، ہماری کوئی نماز نہ چھوٹے۔

مجھے یاد ہے مدینہ منورہ سے ہم لوگ آرہے تھے جب مکہ مکرمہ کے قریب پہونچے وہاں پاسپورٹ وغیرہ کی چیکنگ ہوتی ہے تو اس وقت وہاں بہت دیر ہوگئی، یہاں تک کہ نماز کا وقت ہوگیا، اب وہاں قریب میں نل نہ ہو پانی کا انتظام نہ ہو تو بڑی پریشانی ہوتی ہے، فجر کی نماز کا وقت تھا، ہم سمجھتے تھے ہوسکتا ہے ڈرائیور صاحب آجائیں گے، مکہ شریف بالکل قریب ہے وہاں پہونچ کر نماز ادا کرلیں گے، یہاں تک کہ بہت دیر ہوگئی، ہمارے پاس پانی کا ڈرام تھا یہ بھی احتیاط ہے کہ تھوڑا سا پانی سفر میں ساتھ ہو تاکہ وضو وغیرہ کرسکیں پینے کی ضرورت پیش آئے تو پئیں بھی پانچ لیٹر کا ڈرام ہوتا کہ اٹھانے میں سہولت رہے، ویسے تو اکثر پانی کا انتظام رہتا ہے، لیکن کہیں ایسا ہو کہ ایک دو ہی نل ہوں اتنے لوگوں کے وضو میں نماز ہی قضا ہوجائیگی، تو ہم نے اس ڈرام کے پانی سے وضو کیا اور جہاں بس ٹھہری تھی وہیں نماز پڑھ لی، تو نماز اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فریضہ ہے وہ قضا نہ ہونے پائے اس کا خاص خیال رکھنا

چاہئے۔

قیامِ حرمین میں خوب بچیئے

اور جولوگ سیدھے مکہ شریف جانے والے ہیں ان کوبعض لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے، جدہ جا کر بھی احرام باندھ سکتے ہیں، تو یہ صحیح نہیں ہے، ہم نے مفتی صاحب سے بھی تحقیق کی، اگر یہاں سے مکہ شریف جانا ہوتو لندن ائیر پورٹ سے احرام باندھنا پڑے گا یا جہاز میں بیٹھنے کے بعد باندھے تو بھی حرج نہیں، لیکن جدہ آنے سے دو گھنٹے پہلے ضروراحرام باندھ لے اوراچھا یہ ہے کہ باوضو رہے تاکہ راستہ میں نماز پڑھنے میں آسانی ہو، اگر وضونہ رہا تو وہاں بھی وضوکر سکتے ہیں، لیکن زیادہ پانی صرف نہ کریں، احتیاط کے ساتھ پانی کا استعمال ہو، عورتیں اپنے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت ادا کریگی پھر نیت (عمرہ یا حج کی) کریگی، پھر لبیک پڑھیگی نیت اور لبیک کے بعد احرام شروع ہوگا۔

اب احرام شروع ہونے کے بعد جب ہم مکہ شریف پہونچیں تو جلدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، پہلے ہوٹل میں سامان رکھیں نماز کا وقت نہیں ہے اور آرام کا تقاضا ہے تو آرام بھی کرلیں، پھر جس وقت تھکن دور ہوجائے اور مناسب لگا کہ اب اس وقت ہمیں عمرہ کرنا ہے تو اس وقت چلے جائیں طواف، صفامروہ کی سعی اور بال کٹانے کے بعد عمرہ پورا ہوجائیگا، بہت جلدی نہ کریں، بڑی عمر والے بیماروں اور اپنے ساتھیوں کا خیال کریں، اچھی طرح

پیش آئیں، نرمی اور محبت سے رہنا چاہئے، وہاں پرائے مرد اور پرائی عورتیں سب ساتھ کھانے بیٹھتے ہیں، ساتھ میں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں، یہ بالکل صحیح نہیں، اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں وہ پاک جگہ پر تو شیطان نہیں ہوگا، ایسا نہیں ہے پاک جگہ میں بھی پردہ کا حکم ویسا ہی رہے گا۔اس پاک جگہ میں صحابہ کرامؓ رہتے تھے اور کتنے دین کے پابند پھر بھی وہاں پردہ کرتے تھے، ہم لوگ تو کمزور ہیں بہت سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

بلانیت اقتداء عورت کی نماز صحیح نہیں

اور افضل تو یہی ہے کہ عورتیں اپنے کمروں میں نماز پڑھیں اور شریعت کا منشاء بھی یہی ہے، لیکن حرم شریف میں جائیں امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، البتہ اقتداء کی نیت دل میں ضرور ہو اور زبان سے نیت یہ ہے کہ فجر کی فرض اس امام کے پیچھے پڑھتی ہوں، دوسرا یہ خیال رکھے کہ امام کے پیچھے قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں خاموش کھڑی رہے یعنی سورۂ فاتحہ اور سورت مقتدی کو امام کے پیچھے پڑھنا نہیں ہے۔

بوقت اداءفرض طواف نہ کریں

جب نماز کا وقت قریب ہو اس وقت عورتوں کو طواف شروع نہیں کرنا چاہئے، یہ بھی تجربہ کی بات ہے، مثلاً ایسے وقت میں ہم نے طواف شروع کیا کہ جماعت کھڑی ہونے میں آدھ گھنٹہ کی دیر ہے، ہم سمجھتے ہیں آدھے گھنٹے

میں طواف کرلیں گے، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز کے وقت میں بہت سے لوگ آجاتے ہیں اور بہت بھیڑ ہو جاتی ہے، اس لئے کہ سب کو نماز پڑھنے کے لئے آنا ہی ہے تو جلدی آجاتے ہیں اور طواف کرلیتے ہیں، اب ہم نے طواف شروع کیا تین چکر ہوئے اتنے میں بہت ہجوم ہوگیا اور طواف کرنا مشکل ہوگیا، ابھی چار چکر باقی ہیں اب کیا کریں گے، اس میں بہت دیر لگ جائیگی، ہمارا ساتواں چکر پورا ہوگا اور نماز کھڑی ہونے میں پانچ منٹ باقی ہے اور چاروں طرف مرد کھڑے ہیں تمام مردوں کے درمیان سے عورتیں کس طرح نکلیں گی، کسی کے ساتھ بدن لگے گا، کسی کے ساتھ ہاتھ لگے گا، کتنی شرم کی بات ہے، اس لئے آپ کی بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں ایسے وقت میں بالکل طواف نہ کریں۔

حرم کی نیکی کی طرح حرم کا گناہ بھی بہت بڑا ہے

حجر اسود کا بوسہ دینے میں یہ خیال رہے کہ مرد کے ساتھ اختلاط نہ ہو، بہت سے لوگ سمجھتے نہیں اور دھکم دھکی کرتے ہیں، بہنوں کو چاہئے کہ سمجھ کر علیحدہ ہوجائیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ سوال نہیں ہوگا کہ حجر اسود کو تم نے بوسہ دیا تھا یا نہیں، کیونکہ یہ کوئی فرض و واجب نہیں ہے اور مردوں کے ساتھ دھکا اور بدن کا لگنا یہ حرام ہے، میں پانچ ہفتے کے قریب مکہ شریف میں رہا لیکن ایک دن بھی موقع نہیں ملا، کوئی بات نہیں، تو جب مردوں کو موقع نہیں ملتا تو بہنوں کو تو بہت مشکل ہے اور جو عورتیں کہتی ہیں میں اتنی مرتبہ گئی

ٹھیک ہے اس کو موقع ملا ہوگا یا دھکم دھکی کر کے گئی ہوگی وہ جانے ان کا کام۔ ہمیں خود اپنی حفاظت کرنی ہے ایک گناہ اگر ہم یہاں کریں تو اس کا وبال کم اور وہی گناہ اگر وہاں کریں تو ایک لاکھ گناہ ہو جائیگا، اس لئے دھکم دھکی اور بدن کے لگ جانے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

سفر میں بیدار مغزی ضروری ہے

اور حرم شریف میں جا کر بہت بھولے بھالے نہ بنیں، بہت سی بہنیں ایسی بیٹھتی ہیں کہ ان کی پاکٹ میں ریال اور پاؤنڈ رکھے رہتے ہیں اور اجنبی دوسرے ملکوں سے آئی ہوئی بہنیں بات چیت شروع کر دیتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہماری پکی دوست ہے اور کہہ دیتی ہیں کہ ہم انگلینڈ میں رہتے ہیں تو وہ دوسری اجنبی بہنیں پوچھتی ہیں کہ تم بہت سے پیسے لائی ہونگی، ہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، ایک ہزار پاؤنڈ تو جیب میں ہیں، ساری بات بتا دیتی ہیں، اب ہر طرح کی عورتیں آتی ہیں ہم جیب کا بچاؤ نہیں کرتے اور وہ دھیرے سے پیسے جیب سے نکال لیتی ہیں، پھر آ کر کہتی ہیں کہ ایسی پاک جگہ میں بھی چوری ہوتی ہے، ہم اپنی نادانی سے چوری کرواتے ہیں، ہم لوگ اتنے بھولے بھالے بن جاتے ہیں ساری باتیں بتا دیتے ہیں اور بعض بہنیں تو اپنے ہوٹل کا بھی پورا پتہ بتا دیتی ہیں، اجنبی عورت کو یہ سب بتانے کی کیا ضرورت ہے، پھر وہ آ کر باتوں باتوں میں سب دیکھ جاتی ہے، اس طرح ہمارے پیسے چوری ہو جاتے ہیں، پھر شکایت کرتی ہیں حج پڑھنے آئے ہیں چوری بھی کر جاتے ہیں، اس لئے احتیاط

سے چوکنا ہوکررہیں، ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ کسی پر بدگمانی کریں، کوئی بہن آکر کچھ پوچھے تو ہم بِلا تحقیق اس کو چور سمجھیں اور ہم اس سے بات بھی نہ کریں، ہاں کوئی ضروری بات ہوتو کریں۔کوئی مسئلہ پوچھے تو ہم جواب بھی دیں، اگرصحیح معلوم ہوتو بتادیں ورنہ عذر کردیں، اور یہ بات بھی یادرکھے کہ جو پیسے ساتھ میں رکھے ہیں وہ سب ایک ہی جگہ نہ رکھیں، اگرسب پیسے ایک ہی جگہ رکھیں ہیں اور خدانخواستہ کہیں گِر گئے تو سارے پیسے گئے، بلکہ کچھ اس جیب میں کچھ اس جیب میں اور بہت زیادہ پیسے ساتھ میں رکھنے کی ضرورت بھی نہیں، جس جگہ ہم ٹھہرے ہیں وہاں جمع کرادیں۔

قیامِ حرم میں وقت کی قدر کیجئے

اور بات کرنے میں بھی احتیاط ہو، بہت سی بہنیں مغرب سے عشاء تک اپنے ہوٹل نہیں جاتیں، بلکہ حرم شریف میں بیٹھ کر باتیں کرتی رہتی ہیں، دیکھواس میں گناہ کی بات ہوگئی، غیبت کی بات ہوگئی، جھوٹ بات ہوگئی، اس میں کتنا گناہ ہوگا حرم شریف میں ایک جھوٹ کا گناہ نامۂ اعمال میں ایک لاکھ کا لکھا جائیگا، اس لئے احتیاط کرو، اگرکسی بہن نے ادھرادھر کی بات شروع کی تو اس کوفوراً روک دواور کہودیکھو بہن! کعبہ شریف کودیکھواس کا دیکھنا بھی ثواب ہے اللہ پاک کی بیس رحمتیں کعبہ شریف کے دیکھنے والے پراترتی ہیں اور خود بھی دیکھتے رہواور ادھر ادھر کی بات کا جواب ہی نہ دو۔

زائرینِ حرم سے کیا مانگنا تھا، کیا مانگ بیٹھے

بعض لوگ یہاں سے فرمائش کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے لئے فلاں چیز لے آنا، اب وہاں جا کر فکر ہوتی ہے فلاں نے یہ چیز منگائی ہے، مارکیٹ جاؤں، تلاش کروں، کتنی تکلیف ہوگی۔ اصل تو یہ ہونا چاہئے کہ جو حج وعمرہ میں جارہے ہیں ان سے ایسی چیز نہ منگائیں جس کے تلاش کرنے میں بہت تکلیف ہو، بس آپ جارہے ہیں ہمارے لئے دعا کریں اور مدینہ شریف جائیں تو نبی ﷺ کی خدمت میں صلوۃ وسلام پیش کردیں یہ سب سے بڑی بات ہے، آپ کو موقع ملے، ہمت ہو تو ہماری طرف سے طواف کرلیں، زندہ کے لئے بھی طواف کرسکتے ہیں اپنے ماں باپ کے لئے طواف کرلیں، چاہے انتقال کرگئے ہوں یا زندہ ہوں، خاص متعلق ہو جن کا ہمارے اوپر احسان ہے مثلاً حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ سے ہم مرید ہوئے تھے، بہت شفقت مہربانی فرماتے تھے، ان کا بڑا احسان ہے، آج موقع ہے، طبیعت بھی اچھی ہے، تندرستی بھی ہے، ایک طواف کرکے ان کو بخش دو، اور اگر طواف کی ہمت نہیں ہے تو کوئی بات نہیں حرم شریف میں بیٹھ کر سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھ کر اس کا ثواب بخش دو، سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر بخش دو۔ اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ جنہوں نے خاص طور پر عورتوں کے لئے بہشتی زیور تصنیف فرمائی، کتنا احسان ہے ان کا خاص طور پر عورتوں پر کہ جنہوں نے یہ کتاب لکھ کر حق تصنیف بھی اپنے لئے محفوظ نہیں کروایا، کتنا اخلاص تھا، تو ان

کے لئے طواف یا تسبیحات پڑھ کر ایصال ثواب کرو۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ جنہوں نے فضائل اعمال، فضائل حج بھی لکھی، ہماری مسجدوں اور بہنوں کے گھروں میں تعلیم ہوتی ہے، ان کا بھی بڑا احسان ہے، اسی طرح اور بزرگان دین، آگے چل کر ہمارے امام اعظم امام ابوحنیفہؒ بڑے تابعی تھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی زیارت فرمائی تھی اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے قرآن شریف، حدیث شریف اور اجماع امت کو سامنے رکھ کر تمام مسائل کو بیان فرمایا اور ہم ان کے مقلد ہیں اس لئے ہم حنفی کہلاتے ہیں، ان کا بھی بڑا احسان ہے، اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ خصوصاً چاروں خلفاءِ راشدین، یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان حضرات نے بڑی محنت اور قربانی سے ایمان کی دولت اور دین کو ہم تک پہونچایا ہے، ان کے لئے ایصال ثواب کریں اور سب سے بڑے محسن حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طواف وغیرہ کر کے اس کا ثواب بخش دیں اور جن ایام میں نماز معاف ہے اس میں توبہ استغفار، درود شریف، مناجات مقبول یا حزب الاعظم وغیرہ پڑھتی رہیں۔

سفرِ حج میں صحت کی حفاظت کیجئے

اور ایام حج شروع ہونے سے پہلے زیادہ طواف نہ کریں، تندرستی کا خاص خیال ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ بیمار ہو جاؤ، پاؤں میں درد شروع ہو جائے یا کوئی اور بیماری ہوگئی، چکر آنے شروع ہو گئے پھر منیٰ، عرفات،

مزدلفہ میں جا کر کیا کریں گے، تو اس موقع پر طاقت کی ضرورت ہے حالانکہ وہ تو حج کے خاص ایام ہیں، اس لئے ایسے وقت میں زیادہ نفلی طواف نہ کریں، ہاں حج سے فارغ ہوگئے، اطمینان کا وقت ہے، چند دن رہ گئے ہیں، طبیعت بھی اچھی ہے، چلو طواف کرو ٹھیک ہے لیکن اس میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دو بہنیں، مثلاً ایک ہوٹل میں رہتی ہیں، ایک کی عمر بیس پچیس سال کی ہے اور دوسری پچاس ساٹھ سال کی، اب وہ پچیس سالہ بہن کہتی ہے کہ میں روزانہ دس طواف کرتی ہوں وہ پچاس سالہ عمر والی کہتی ہے میرے منہ میں بھی پانی آتا ہے میں بھی روزانہ دس طواف کرونگی، تو وہ پچاس سال کی بہن تھک جائیگی اور ایسا نہ ہو کہ بیمار ہو جائے، اس لئے کسی کا دیکھا دیکھی ہم نہ کریں اور یہ خیال نہ کریں کہ کوئی کیا کہے گی کہ یہ خالہ تو ایک طواف کرتی ہے اور پورے دن سوتی رہتی ہے، کوئی بات نہیں ہمیں تو اپنی تندرستی کا خیال کرتے ہوئے کام کرنا ہے۔

بلا عذر شرعی ترک رمی پر دم واجب ہے

اور بعض بہنیں منیٰ میں چھوٹے چھوٹے بہانے سے دوسرے سے رمی (شیطان کو کنکری مارنے کا کام) کرواتی ہیں، وہ کہتی ہیں بہت بھیڑ ہے، مجھے تو بہت گھبراہٹ ہوتی ہے اور ہمت ہار بیٹھتی ہیں حالانکہ ہمت کرنی چاہئے اور رات دیر سے جا کر اپنے ہاتھ سے کنکری مارنی چاہئے، اگر بغیر شرعی عذر کے اپنے ہاتھ سے شیطان کو کنکری نہ ماریں تو ایک دم دینا پڑے گا۔

قربانی خود کریں یا اپنے سامنے کرائیں

اور اس کا خاص خیال ہو کہ وہاں بعض کمپنیاں کھلی ہیں، وہ لوگ کہتے ہیں ہم غریب ملکوں میں قربانی وغیرہ کا گوشت بھیجنے کا نظم کرتے ہیں، اگر تمہارے حج کی قربانی کرنی ہو، ہمیں نام لکھادو۔ لوگ کہتے ہیں یہ تو بہت اچھا، ہمیں تو پھر قربانی کے لئے کہیں اور جانا نہیں پڑے گا، اس کو لکھا دیتے ہیں اور وہ لوگ وقت دیتے ہیں، ہم تمہارے حج کی قربانی فلاں دن کر دیں گے، تو اس میں پوری تحقیق کر کے ان کو قربانی دینی چاہئے، اصل تو یہ ہے کہ قربانی تو خود اپنی آنکھوں کے سامنے مرد جا کر کراوئیں، عورتوں کو جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد بال کٹوائیں، اور جب تک قربانی نہیں ہوگی وہاں تک بال نہیں کٹوا سکیں گے اور جب تک بال نہ کٹوائیں وہاں تک احرام نہیں اترے گا۔ یہ سب تجربہ کی باتیں ہیں، وہاں جا کر غفلت ہو جاتی ہے اور دوسروں کے کہنے میں آجاتے ہیں۔

مزدلفہ، عرفات سے متعلق مفید نصائح

اور عرفات میں خاص دعاؤں میں مشغول رہیں، اگر ناپاکی کی حالت میں ہوں تو بھی کوئی بات نہیں، دعا کر سکتی ہیں، تسبیح پڑھ سکتی ہیں، ذکر کر سکتی ہیں۔ تو وہاں خوب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، اگر یاد آئے تو ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ ایمان پر خاتمہ ہو۔ عرفات کے دن اللہ تعالیٰ جیسے ان کی شان کے

لائق ہے، پہلے آسمان پرتشریف لاتے ہیں اورفرماتے ہیں اے میرے بندو! تمہارے گناہ اگردنیامیں جتنے درخت ہیں ان کے پتوں کے برابر بھی ہوں، پھر بھی میں نے معاف کردیا، دنیامیں کتنے درخت ہیں اورایک درخت کے کتنے پتے ہیں ان کے برابربھی ایک آدمی کے گناہ ہوں تواللہ تعالیٰ اسے بھی معاف فرمادیتے ہیں۔اس لئے عرفات کا میدان خاص میدان ہے،اس میں ادھرادھرکی باتیں نہ ہوں،اور جب ظہر کا وقت ہوجائے تو ظہر پڑھیں اورعصر کے وقت میں عصر پڑھیں،تسبیح پڑھیں، درودشریف پڑھیں، لبیک پڑھتے رہیں،لیکن آہستہ سے عورتوں کے لئے،اوردعامیں مشغول رہیں،اب عصر کے بعداپنی ضروریات سے فارغ ہوں،اس لئے کہ مزدلفہ جاناہے،اگرچہ مزدلفہ قریب ہے لیکن بھیڑ کی وجہ سے بعضوں کوآدھی رات ہوجاتی ہے،گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ہمت رکھیں اورجب مزدلفہ پہونچیں اورعشاء کاوقت شروع ہونے کے بعد پہلے مغرب پڑھیں پھرفوراًعشاء کی فرض نماز پڑھیں،اس کے بعدمغرب کی دورکعت سنت مؤکدہ پھرعشاء کی دورکعت سنت مؤکدہ اورتین رکعت وترواجب پڑھیں۔اوریہ بھی یادرکھیں کہ نویں ذی الحجہ کی فجرکی نماز سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصرکی نماز تک تکبیرتشریق پڑھنا ہے،تومزدلفہ کے بعدمنیٰ جاناہےاوروہاں شیطان کوکنکری مارناہے جیسے پہلے بیان میں تفصیل عرض کردی گئی تھی،اب جب حج کے تمام ارکان سے فارغ ہوگئے تو مکہ شریف میں جتنے دن باقی ہےطواف وغیرہ عبادتوں میں مشغول رہیں۔اگرمدینہ شریف نہ گئے

ہوں تو مدینہ شریف جائیں اور مدینہ شریف میں حضرت نبی پاک ﷺ کی خدمت میں صلوۃ و سلام پڑھیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پڑھیں اور مدینہ شریف میں کثرت سے درود شریف پڑھیں اور یہ خیال رہے کہ یہ پاک اور بابرکت جگہ ہے، نبی کریم ﷺ نے یہاں ہجرت فرمائی، تو اس پاک جگہ کا ادب واحترام ہو، کوئی گناہ ادھرادھر کی بات نہ ہو اور پردہ کا اہتمام ہو۔

یہ ساری باتیں مختصر طور پر عرض کی گئیں، جو بہنیں جارہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے وفود (نمائندے) ہیں، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے پاک گھر کی طرف جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ حج میں جانے والے بھائیوں اور بہنوں کو حجِ مقبول نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی کامل محبت نصیب فرمائے اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی کامل محبت نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ٦

تبلیغ کے احکام

حضرت کا یہ وعظ ۱۹؍ ذی الحجہ
۱۴۱۶ھ مطابق ۷؍مئی ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔
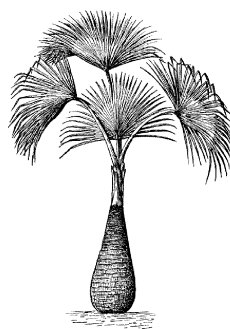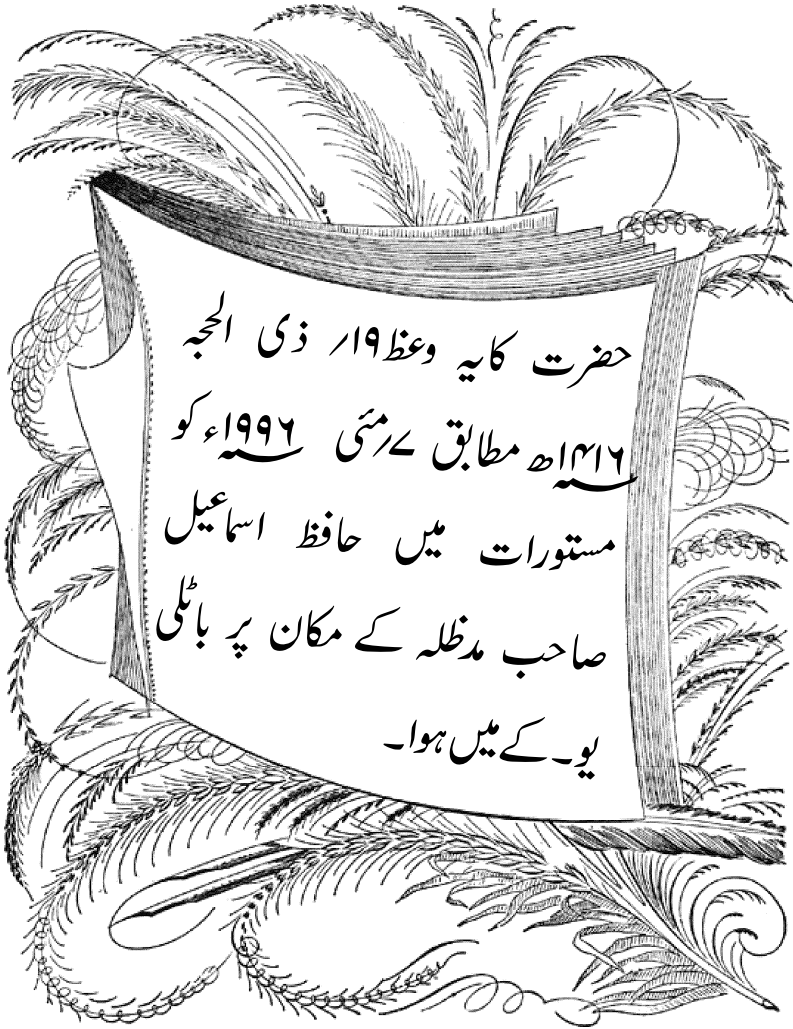
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد!

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا، ایمان کی دولت سے نوازا، نبی پاک ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا، اس کے ساتھ ساتھ دین سے تعلق نصیب فرمایا اور یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے، کہ کچھ دین کی باتیں سننے کے لئے تھوڑی دیر بیٹھنے کی توفیق نصیب فرمائی، دین کی باتیں کہنا اور سننا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بیان فرمایا کا فر جب اپنے کفر کی وجہ سے جہنم میں چلے جائیں گے اس وقت وہ لوگ افسوس کریں گے اور کہیں گے ﴿وَقَالُوۡا لَوۡ کُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا کُنَّا فِیۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ (سورۃ الملک، آیۃ: ۱۰)﴾ وہ لوگ کہیں گے کاش ہم سن لیتے اور سمجھتے تو جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو سننا بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لئے کہ سننے کے بعد ہی ہماری طلب اور تڑپ پر اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمادیتے ہیں۔ آدمی دین کی باتیں سنتا ہے دین کی باتوں کو کہتا ہے تو ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق بھی مل جاتی ہے، تو یہ فائدہ سے خالی نہیں اس لئے دین کی بات کہنے اور سننے کا یہ سلسلہ بہت پہلے سے ہے۔

بزرگانِ دین اور پند ونصائح

ہمارے اکابرین اور بزرگان دین نے اس کو بہت پابندی اور اہتمام

سے جاری فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ بیان فرمایا کرتے تھے، بعض بزرگوں کے متعلق ہے کہ روزانہ اپنی مجلس میں دین کی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے، دین کی باتیں پہونچایا کرتے تھے، اسی لئے بزرگوں نے فرمایا کہ دین کی بات کا کہنا یا سننا یہ بھی مستقل کام ہے کہ دین کی بات کہے، اگر اتنی حیثیت اور طاقت نہیں ہے یا علم نہیں ہے تو پھر سنے اور دوسرے نمبر پر ان سنی ہوئی باتوں پر عمل کریں، اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کریں۔

کہنے سننے کا مقصد عمل ہے

یہ دو باتیں الگ الگ ہیں یعنی دین کی باتوں کا کہنا یا سننا، دوسرے نمبر پر ان باتوں کو زندگی میں لانا اور اس پر عمل کرنا، اگر کسی وجہ سے عمل نہیں ہو رہا ہے تو بھی دین کی باتیں کہنا اور سننا ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے، لیکن اصل مقصد ہے ان باتوں کو اپنی زندگی میں لانا۔ تو اگر اپنی کمزوری اور کوتاہی سے بھول چوک ہو جاتی ہے پورے طور پر عمل نہیں ہوتا تو ندامت اور شرمندگی ہو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں، کہ اے اللہ تعالیٰ! بہت دین کی باتیں سنی لیکن زندگی میں وہ باتیں ابھی آئی نہیں ہیں، اسے ہماری زندگی میں پیدا فرمایا اس لئے کہ جو محنت اور کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے جس کو عربی میں صمد کہتے ہیں **اَللّٰهُ الصَّمَدُ**، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، ہماری نمازوں اور دیگر عبادتوں کی ذرہ برابر حاجت نہیں

اوراس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بڑائی تو بہت بڑی ہے، ضرورت تو ہم بندوں کو ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمتوں کو سوچنا اور اللہ تعالیٰ نے جو عجیب عجیب چیزیں پیدا فرمائی ہیں اس میں غوروفکر کرنا اس کی خود ذات باری نے دعوت دی ہے اوراس کی تعریف فرمائی ہے قرآن شریف میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں ﴿ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . سورۃ ال عمران، آیۃ : ۱۹۱ ﴾ وہ لوگ جو غوروفکر کرتے ہیں آسمان وزمین کی پیدائش میں کہ بغیر ستون اور پیلر کے کیسا بڑا آسمان بنایا، دنیا میں کوئی عمارت بغیر پیلر، بغیر ستون کے بن نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بغیر نمونے کے بھی پیدا فرمایا، آدمی کو اپنے دل میں ان کی بڑائی اور عظمت پیدا کرنی ہے اس لئے کہ جن کی عظمت دل میں ہوتی ہے ان کا کہنا ماننا ہمارے لئے آسان ہوجاتا ہے، یہ آدمی بڑا ہے اس کے پاس بڑا پاور ہے بڑی طاقت ہے، تو آدمی اس کی باتوں کو مانتا ہے تو دل میں عظمت ہو کہ اللہ تعالیٰ بڑی طاقت وعظمت والے ہیں، پھر کیوں اس کے حکم کو پورا نہ کروں بلکہ ضرور پورا کرنا چاہئے وہ ہمارے خالق ومالک ہیں ان کے سارے احکام میں ہمارا فائدہ ہے اس کو ہم زندگی میں لائیں اوراس کی کوشش کریں۔

بزرگوں نے فرمایا کہ نیک عمل زندگی میں نہیں ہے، تو چاہے تھوڑے تھوڑے ہو، اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کریں اوراپنی زندگی کے بارے میں سوچیں کہ فلاں چیز میری زندگی میں نہیں ہے حالانکہ اس کا درجہ فرض کا ہے

یا واجب وسنت مؤکدہ کا ہے اس کے بارے میں سعی (کوشش) ہو کہ یہ کیسے زندگی میں آئے۔

مستحب کے اندر محبت ہے

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ تو فرماتے تھے کہ مستحب کو بھی نہ چھوڑو اس لئے کہ مستحب کے اندر محبت ہے، حُبَّ سے مستحب بنا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی وہ مستحب پر بھی عمل کی کوشش کریگا، مستحب کو مستحب سمجھ کر کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے وہاں بڑی خوبی اور بڑی تعریف کی بات ہے اس لئے کہ جو کام ضروری نہیں تھا اس کو کیا۔ ہم لوگ بھی ایسے آدمی کی تعریف کرتے ہیں، جیسے کوئی ملازم ہے اس کی جتنے کام کی ذمہ داری ہے وہ تو کرتا ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ زائد کام بھی کر دیتا ہے جس کی ذمہ داری نہیں تھی، تو مالک اس کی تعریف کرتا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق ضرورت سے زائد کام بھی کر دیتا ہے، اس لئے مستحب کام میں آدمی قابل تعریف ہوتا ہے۔ لیکن اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ سنت غیر مؤکدہ نفل مستحب کے اندر اپنی طبیعت اور صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے، جیسی صحت وتندرستی ہوگی اسی کے حساب سے کام کو بجالانا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔

دعوت موقع محل دیکھ کر دیجئے

آپ حضرات بھائی بہنوں نے کئی مرتبہ سنا بھی ہوگا کہ دین کی باتوں

کا کہنا اور سننا اسی طرح اس کو اپنی زندگی میں لانا مستقل ہمارا ایک کام اور مستقل ہماری ایک ذمہ داری ہے۔ جیسے ماں باپ کو حکم دیا گیا کہ شروع ہی سے جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو شریعت کی ہدایت کے مطابق ان سے نماز پڑھنے کو کہیں کہ بیٹے! اللہ پاک کا یہ حکم ہے۔ حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد اور وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمھارے بچّے سات سال کی عمر کے ہو جائیں تو انہیں نماز ادا کرنے کی تاکید کرو۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھواؤ اور ان کے سونے کے بستر الگ کردو۔ (ریاض الصّالحین، جلد۱، اہل خانہ اور متعلقین کو نیکی کا حکم کرنا)

تو جب لڑکی یا لڑکا سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو، ابھی سے ان کی تربیت شروع کردیں اور کہتے رہیں، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز چھوڑنے پر اس کو تنبیہ کرو، لیکن یہاں کے حالت اور موقع محل کو دیکھتے ہوئے، تو یہ کہنا اور سننا شریعت کی طرف سے ہماری ذمہ داری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری طرف سے پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت ہو(بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً)، اور بنی اسرائیل سے جو قصّے سنو لوگوں کے سامنے بیان کرو یہ گناہ نہیں ہے اور جو شخص قصداً میری طرف جھوٹ بات منسوب کرے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے'' (مظاہر حق، جلد۱، کتاب العلم) تو دین کی باتیں پہنچاؤ اگر چہ تم کو ایک بات معلوم ہو، لیکن پہونچانے اور کہنے کا اچھا طریقہ ہو، نرمی

اورمحبت کے الفاظ ہوں۔اسی طرح بعض وہ لوگ ہونگے جو ہم سے چھوٹے ہیں جیسے اولا دتو ان کو کہنے کا طریقہ اور ہوگا، لیکن جو ہم سے بڑے ہیں جیسے شوہر والدین وغیرہ تو ان کو کہنے کا طریقہ اور ہوگا، بہت ادب اورا حترام سے کہنا پڑے گا اور جو برابر کے ہیں جیسے بھائی بہن، دیگررشتہ دار، ان کے لئے اورطریقہ ہوگا ۔ اسی طرح جو ہمارے گھر میں بیٹھنے آئی ہیں ان کو کس طرح کہا جائے اوران کو دین کی بات کس طرح پہونچائی جائے؟ کہنے کا موقع ہے یانہیں؟ ہر چیز کو دیکھنا پڑے گا۔

خوداللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی پاک ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا جس کو خیر امت کہا گیا ہے﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (سورة ال عمرٰن، آیة: ۱۱۰) نبی کریم ﷺ کی امت کو کہا گیا تم بہترین امت ہو، بہترین امت کیوں ہے﴿ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾امر بالمعروف یعنی نیک باتوں کا حکم کرتے ہو﴿وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ برے کاموں سے روکتے ہو۔اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی بہترین امت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی شرط کو پورا کرے، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کیا شرط لگائی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی۔تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہماری ذمہ داری ہے، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے وعظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں

نیک کام کا حکم اور برائیوں سے روکنے کی ذمہ داری دی ہے۔ تو اپنے اپنے گھروں اور ماں بہنوں میں کام کرنا یہ ذمہ داری کہی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے) (سورة الشعراء ،آية:۲۱۴) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا، چنانچہ عوام وخواص سب ہی اکٹھے ہوگئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد شمس کی اولاد، اے کعب بن لوئی کے لوگو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے مرۃ بن کعب کے خاندان والو! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے عبدمناف کے کنبہ کے لوگو! اپنے کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے محفوظ کرلو۔ اے بنی عبدالمطلب! آگ سے اپنے کو بچاؤ۔ اے فاطمہؓ اپنی جان کو آگ سے بچاؤ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں تمہارے لئے بجز رشتۂ قرابت کے کسی اور چیز کا مالک نہیں ہوں۔ اور میں اسی رشتہ کی حفاظت کرسکتا ہوں۔ اسی کے چھینٹے تم کو دے رہا ہوں (اور اسی تعلق کے سبب میں ازراہِ ہمدردی تمہیں آگاہ کررہا ہوں)۔

(ریاض الصّالحین، جلد۱، والدین سے بھلائی اور اقارب سے حسن سلوک کرنا)

دعوت کی ابتداء اپنے گھر سے ہو

تو گھر سے آدمی دعوت کو شروع کرے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک گھر والے نیک نہ بنیں دین پر چلنے والے نہ بنیں ان کی زندگی میں جب تک دین نہ آجائے اس وقت تک دوسروں کو نہ کہے ایسا نہیں، اس لئے کہ

ہماری کہنے کی ذمہ داری ہے کسی کی ہدایت کی ذمہ داری ہمارے ہاتھ میں نہیں، کوئی اپنے گھر والوں کو سمجھاتا ہے، نصیحت کرتا ہے، دعوت دیتا ہے، نیک کاموں کا حکم کرتا ہے، برائیوں سے روکتا ہے، لیکن گھر والے نہیں مان رہے ہیں، عمل نہیں کررہے ہیں، تو ایسا نہیں کہ اس کی محنت رائیگاں اور بیکار گئی، بلکہ اس کو کہنے کا ثواب ملے گا اس لئے کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کررہا ہے۔

چنانچہ جلیل القدر رسول حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی، اللہ تعالیٰ کے احکام کو پہونچایا، لیکن ان کی بیوی اور ان کا لڑکا مسلمان نہیں ہوا، گھر کے سارے افراد مسلمان ہوئے سوائے اس کے۔ لیکن پھر بھی لوگوں کو سمجھایا، معلوم ہوا دوسروں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق سمجھانا ہے، موقع اور ٹائم دیکھ کر، اور کس انداز سے کہنا ہے وہ بھی سوچ کر اور فکر کے ساتھ، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس وقت کہنا مناسب نہیں ہوتا مت کہو، بعد میں کہنا مناسب ہوتا ہے بعد میں کہو اور کبھی کہنا ہی مناسب نہیں ہوتا تو نہ کہو، اللہ تعالیٰ سے اس آدمی کے لئے دعا مانگو، بے چینی محسوس ہو کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نافرمانی اور گناہ ہورہا ہے، میرے اندر کہنے کی ہمت نہیں یا اس وقت یہ کہنے کا موقع نہیں کیا کریں، اے اللہ تعالیٰ ! ہدایت نصیب فرما، مجھ کو بھی ان کو بھی، اے اللہ تعالیٰ ! معصیت سے، گناہ سے، نافرمانی سے بچا، تو آدمی دعا بھی کرسکتا ہے۔

دلوں سے عظمتِ دین رخصت ہوئی

حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے وعظ میں ایک جگہ فرمایا، کسی آدمی کی بیوی نماز نہیں پڑھتی ہے یا اور کوئی نافرمانی کررہی ہے، تو حضرت نے فرمایا اس شوہر کو بے چین ہونا چاہئے کہ میرے گھر میں میری بیوی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کررہی ہے، حکم کو توڑ رہی ہے، نصیحت بھی کرتا ہوں، سمجھاتا بھی ہوں، لیکن نہیں مان رہی ہے، تو دل میں بے چینی اور فکر ہو اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ کھانا اچھی طرح نہ پکائے، گھر کا کام اچھی طرح نہ کرے، تو شوہر کو کیسا غصہ آتا ہے اور وہ کیسا ناراض ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہیں کررہی ہے، نماز نہیں پڑھ رہی ہے، اس وقت اتنا غصہ نہیں آتا جتنا کہ کھانے کے بگاڑنے پر، کھانا وقت پر تیار نہ ہونے پر۔ معلوم ہوا دین کی وقعت وعظمت ہمارے دلوں میں نہیں ہے، اگر دین کی عظمت ہوتی تو کم سے کم اخیری درجہ دعا اور دل میں فکر ضرور ہوتی۔ کہ دل میں فکر اور رنج اور دعا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ! میری بیوی کو نماز کی توفیق دے میرے بچوں اور بچیوں کو نماز کی توفیق دے، کل کو مجھ سے پوچھا جائیگا، سوال کیا جائیگا، اس لئے دین کی باتوں کا کہنا یہ مستقل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

گناہوں سے روکئے ورنہ....

حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اگر تم کسی کو کوئی برا کام کرتے دیکھو تو اپنی طاقت سے روکدو

طاقت سے نہ روک سکو تو زبان سے منع کردو، اوراس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اسے برا سمجھواور یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے۔

(ریاض الصالحین، جلد۱، امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا بیان)

تو حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده" جس کا مفہوم یہ ہے، جو شخص ناجائز کام ہوتے ہوئے دیکھے اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو دوسرا درجہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "فان لم يستطع فبلسانه" اگر اس کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کو چاہئے کہ زبان سے روکے، مثلاً بچہ ٹی وی میں بے حیائی کی باتیں دیکھ رہا تھا، ناجائز کام کررہا ہے، تو ماں نے باپ نے ٹی وی کا بٹن بند کردیا یہ ہاتھ سے روکنا ہوا لیکن یہ اندیشہ ہو کہ لڑکا غصہ ہوجائیگا، نافرمانی اور ضد کرے گا، ماں باپ کے خلاف ہوجائیگا، فتنہ ہے اور ظن غالب ہے تو اس کو چاہئے کہ زبان سے روکے، دیکھو بیٹا! یہ ٹی وی میں بے حیائی کی باتیں دیکھنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، جنہوں نے ایسے ناجائز گانے کو سنا، ناجائز سنگیت کو سنا، اگر اس نے توبہ نہیں کی تو کل قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا یاجائیگا، جہنم کی آگ میں گرم کرکے کتنی تکلیف، کتنا درد اور کتنا عذاب ہوگا، کان میں اگر کوئی چیز گرجائے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے، وہ تو جہنم کی آگ میں، گرم کرکے ڈالا جائیگا، کتنی تکلیف ہوگی اور کیسے برداشت کریں

گے،اس طرح جہاں فوٹو ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے ، اسی طرح برائی بیان کر کے اس کو سمجھائیے، زبان سے اس برائی کوروکے۔لیکن کوئی یہ بھی نہیں کرسکتا،زبان سے کہنے میں ظن غالب ہے کہ فتنہ اور جھگڑا ہو جائیگا،ضد پر اتر آئیگا،تواب زبان سے بھی نہ کہے "**فان لم یستطع فبقلبه و ذالک اضعف الایمان**" اگرزبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں ہے تواپنے دل میں برا سمجھے اورفرمایا کہ یہ ایمان کاسب سے کمزور درجہ ہے۔تو آخری درجہ یہ ہے کہ دل میں صدمہ اورتکلیف ہو،اس سے نیچے کوئی درجہ نہیں، کتنے ڈرنے اورخطرے کی بات ہے۔

تو تین درجے بیان فرمائے ہاتھ سے روکے، زبان سے روکے،اخیر میں دل سے برا سمجھے لیکن گناہ کے ہوتے ہوئے دل میں بھی صدمہ نہ ہو، دل میں کوئی غم اورناراضگی نہیں آئی تو بہت خطرہ کی بات ہے تو اس آخری درجہ پرکم سے کم ضرورعمل کر لینا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جو یہ حکم دیا گیا ہے﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (سورۃ التحریم، آیۃ: ۶) تو اس کی روشنی میں آدمی وقتاً فوقتاً جیسا موقع اورٹائم ہو کچھ نہ کچھ کہنا سننا جاری رکھے،اسی لئے اکابر گھر کی تعلیم،مسجد کی تعلیم پرزور دیتے ہیں، اس سے کان میں دین کی باتیں آتی رہتی ہیں، یہ ہمارے بچے بچیاں جنہوں نے مدرسہ چھوڑ دیا ہے، گھر پر بھی اب دین کی باتیں ان کے کانوں تک نہیں پہونچتی ، گھر میں کوئی تعلیم نہیں،کوئی دین کی بات کہنے والا نہیں اورخود کوشوق

نہیں کہ دین کی کتابیں پڑھیں تو پھر بہت مشکل ہے، دین کی ذمہ داری، دین کی عظمت اور دین کا احترام دل سے نکل جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے کانوں تک دین کی بات پہونچی نہیں حالانکہ دین کی بات تو ہماری بہت بڑی ضرورت ہے، اس لئے دین کی باتوں کو سنیں، اس کا کم سے کم فائدہ تو یہ ہے کہ دین کا علم حاصل ہو جائیگا، کوئی مسئلہ معلوم ہو جائیگا، فلاں چیز ناجائز ہے اس کا علم ہو جائیگا اگرچہ ناجائز کررہا ہے لیکن اس کے علم میں تو آ گیا کہ میں ناجائز کررہا ہوں، اس علم کی وجہ سے آج نہیں تو کل توبہ کی توفیق ہو جائیگی، ہائے! میں گنہگار ہوں اور فلاں ناجائز کام میں مبتلا ہوں مثلاً نماز چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے اتنا علم ہو جائے تو وہ سمجھے گا کہ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بہت بڑا گنہگار ہوں آج نہیں تو کل توبہ کرے گا اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھ رہا ہے اور جس کو پتہ ہی نہ ہو کہ میں گناہ کا کام کررہا ہوں وہ کیا توبہ کرے گا؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمانِ کامل پر اور ہمارے حضرت نبی پاک ﷺ کی سنتوں پر قائم رکھے اور تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وعظ نمبر ۷
نومولود کے احکام

حضرت کا یہ وعظ ۱۸؍محرم الحرام
۱۴۱۷ھ مطابق ۴؍جون ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔
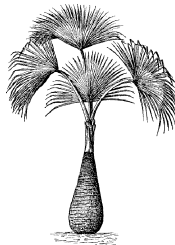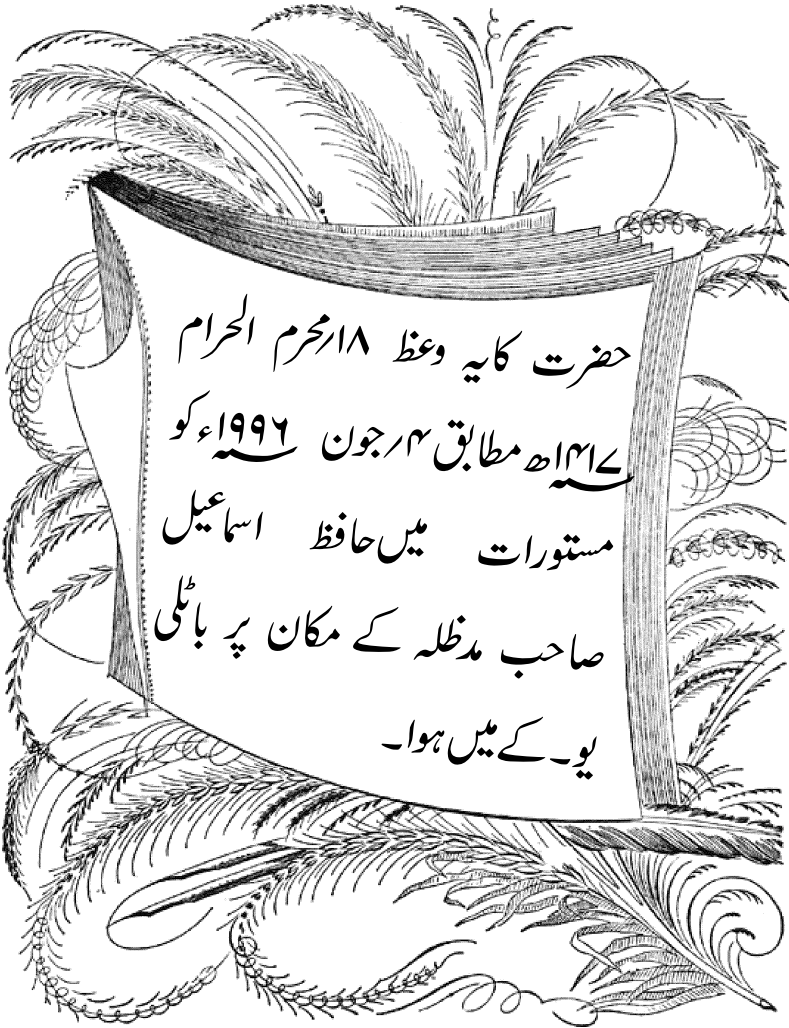
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد!

نبی اکرم ﷺ رحمتِ عالم بن کرآئے

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم لوگ ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو مسلمان ہیں، الحمدللہ جو بھی کلمہ پڑھنے والے مسلمان جہاں کہیں رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری ہے کہ جب ان کے یہاں بچہ پیدا ہو تو شریعت کی جو تعلیم ہے اس کے مطابق اس کی تربیت، اس کی پرورش کریں۔ اس لئے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے، ہر ہر چیز کی اس میں تعلیم ہے، کوئی چیز ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نبی پاک ﷺ کی طرف سے اس کی تعلیم نہ دی گئی ہو، اس کی تفصیل نہ بتائی گئی ہو۔ یہ اسلام خود اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (سورۃ المائدۃ ایۃ : ۳) 'اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے بطور دین کے اسلام کو' تو دین ہمارا اسلام ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ سے زیادہ مہربان، بڑی شفقت، بڑے رحم فرمانے والے ہیں۔ اس نے ہمیں جو دین دیا ہے وہ سراپا رحمت، اس کے ہر ہر حکم میں رحمت، اس لئے کہ دین بھیجنے والا خود اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین اور جس کے ذریعہ یہ دین آیا وہ رحمۃ للعالمین، نبی کریم ﷺ کے بارے میں قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ﴾

(سورۃ الانبیاء: اٰیۃ: ۱۰۷) نبی کریم ﷺ کو ایک عالم نہیں تمام عالم کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو پھر یہ دین کیوں رحمت نہ ہو، لیکن یہ رحمت اس وقت بنے گا جب اس کا علم حاصل کریں اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات نبی پاک ﷺ نے ہم تک پہونچائے ہیں اور وہ واسطہ در واسطہ ہم تک پہونچے ہیں وہ سارے کے سارے احکامات رحمت لئے ہوئے ہیں۔

تحنیک صالحین سے کروائیں

زندگی کے پہلے مرحلہ میں جب مسلمان کے گھر لڑکا یا لڑکی پیدا ہو، یہ حکم دیا گیا ہے جلدی سے اس کو نہلا دھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت یعنی تکبیر کہو آہستہ آہستہ، جس سے اس کے کان میں آواز پہونچ جائے، بہت زور سے چلانا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان کہی ہے۔ اب کوئی بزرگ شریعت کا پابند ہو ان سے کھجور چبا کر نرم کر کے بچہ کے تالوں میں لگا دینا تا کہ بچہ کے پیٹ میں چلا جائے اگر اس وقت پر کھجور میسر نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز سے تحنیک کی سنت ادا ہو جائے گی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اسی طرح اور صحابہؓ کے یہاں جب بچوں کی پیدائش ہوتی کتابوں میں لکھا ہوا ہے وہ اپنے بچوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاتے تھے اور نبی کریم ﷺ اس بچہ کی تحنیک فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (نو زائیدہ) بچے

لائے جاتے چنانچہ آپ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا کرتے (یعنی ان کے سامنے فرماتے اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت و رحمت نازل فرمائے) اور ان کی تحنیک کرتے ۔ (مظاہر حق ، جلد۴ ،عقیقہ کا بیان) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا میں اس بچہ کو حضور ﷺ کے پاس لایا تو حضور ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک اور اس کے لئے برکت کی دعا کی ۔ (بخاری شریف ، رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتیں) تو سب سے پہلے اذان پھر تکبیر اس کے بعد تحنیک ، لیکن یہ یاد رہے کہ کچھ اس کے گلے میں اٹک نہ جائے چھوٹا سا معصوم بچہ ہے ۔ علماءِ کرام یہ فرماتے ہیں کہ اس متقی آدمی کے منہ کا چبایا ہوا اس بچہ کے تقویٰ پرہیز گاری اور نیک بننے میں اثر انداز ہوگا ، بچہ نیک بنے گا اس لئے کہ اس کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز اس بزرگ کا تھوک اور کھجور گیا ہے ، اس سے امید ہے کہ وہ بچہ نیک بنے گا اس لئے نیک آدمی سے تحنیک کرائے ۔

اسم کا اثر مسمی پر ہوتا ہے

اب ماں دودھ پلاتی رہے ذکر اللہ ، دورد شریف پڑھتی رہے ، قرآن پاک کی آیت یا سورۃ نفاس کی حالت میں نہیں پڑھ سکتی ہے لیکن تسبیح وغیرہ پڑھ سکتی ہے تو دودھ پلاتے ہوئے ان سب ذکروں کو زبان پر جاری رکھے ۔ چھ دن پورے ہو کر جب ساتواں دن شروع ہو تو ساتویں دن اپنے بچہ کے بال کٹوائے اور اس کو دفن کردے ، ساتویں دن بال کٹانا مستحب ہے اور بال کے

وزن کے برابر چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ حضرت محمد ابن علی ابن حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ''رسول کریم ﷺ نے (اپنے نواسے اور میرے بچے) حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی تھی اور فرمایا کہ فاطمہؓ! اس (حسن رضی اللہ عنہ) کا سر مونڈو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کردو' چنانچہ ہم نے ان بالوں کا وزن کیا تو وہ ایک درہم یا ایک درہم سے کم وزن کے تھے۔ (مظاہر حق، جلد۴، عقیقہ کا بیان) تو یہ بھی سنت ہے، جتنے بال کا وزن ہو اس کے برابر چاندی غریبوں میں تقسیم کرے، لیکن ہمارے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ بال تو بہت ہلکے ہوتے ہیں اس کا وزن زیادہ نہیں ہوتا، پانچ پاؤنڈ دے دے اس کے بعد بچے کے سر پر زعفران کا پانی لگا دے اور ساتویں دن عقیقہ کرے، لڑکا ہو تو دو بکرے اور لڑکی ہو تو ایک بکرا یا دنبہ۔ اور بچے کا نام رکھو، نام بھی اچھا رکھو، اللہ تعالیٰ کے جو مبارک نام ہیں اس کے ساتھ کوئی نام رکھ لے عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ، عبدالرحمٰن ہے لیکن اس کے علاوہ بھی کوئی اچھا نام رکھ لے تو جائز ہے۔

بہر حال نام اچھا ہو جس کا معنیٰ اچھا اور صحیح ہو جیسے بعض نام ہوتے ہیں جس کا معنیٰ اور ترجمہ اچھا نہیں ہوتا تو ایسے نام نہ رکھیں۔ حضرت عبدالحمید ابن جبیر بن شیبہؒ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت سعید ابن مسیّبؒ کی خدمت

میں حاضر تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ میرے دادا (جن کا نام حزن تھا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرا نام حزنؓ ہے! آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ''(حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے) بلکہ میں تمہارا نام سہل رکھتا ہوں''۔ میرے دادا نے کہا کہ میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے اب میں اس کو بدل نہیں سکتا! حضرت سعیدؒ نے فرمایا کہ اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں ہمیشہ سختی رہی۔ (مظاہرِ حق، جلد۴، اسماء کا بیان) معلوم ہوا نام کا اثر پڑتا ہے اس لئے اچھا نام رکھو۔ ہمارے نبی ﷺ کی عادت تھی کہ جو نام اچھے نہیں ہوتے اس کو بدل دیتے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تھی جس کو عاصیہ (بمعنٰی گنہ گار) کہا جاتا تھا، چنانچہ رسولِ کریم ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ (مظاہرِ حق، جلد۴، اسماء کا بیان)

لڑکی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

اور لڑکا ہونا جس طرح رحمت ہے اسی طرح لڑکی کا پیدا ہونا بھی رحمت ہے، بلکہ کتاب میں لڑکی کے بارے میں بڑی فضیلت آئی ہے، جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو بڑی رحمت لے کر آتی ہے، اس لئے اگر کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہو تو غمگین نہ ہو، صدمہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے خوش رہو نبی پاک ﷺ کے یہاں سب سے پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور تمام صاحبزادیاں بڑی ہوئیں یہاں تک کہ شادی بھی ہوئی، کوئی صاحبزادے بڑے نہیں ہو سکے، سب چھوٹی عمر

میں انتقال کر گئے۔ تو لڑکی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے خوش ہونا چاہئے، قرآن شریف میں ہے۔﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (سورۃ النحل، آیۃ:۵۸)﴾ اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصّہ سے بھر جاتا ہے۔ ﴿اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ (سورۃ النحل، آیۃ:۵۹)﴾ یا اس کو رسوائی کے ساتھ رکھے، یا اس کو مٹی میں دفن کر دے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کافروں کی یہ حالت تھی، کہ لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے، تو لڑکی کا پیدا ہونا کوئی عیب و برائی نہیں۔ قرآن کریم میں ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آسمان اور زمین ہے اللہ تعالیٰ کی ملکیت آسمان پر بھی ہے اور زمین پر بھی، پھر آگے ارشاد فرمایا﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (سورۃ الشوریٰ، آیۃ: ۴۹)﴾ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے ﴿اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا﴾ یا لڑکا لڑکی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کچھ بھی نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے وہ زیادہ جانتے ہیں، کس کو کیا دینا بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کی حکمت اور منشاء یہ ہے کہ کسی کے لئے لڑکا لڑکی کچھ نہ دیں تو وہ خوش رہیں۔

ہاں ٹھیک ہے علاج کرانا، جائز عمل اور تعویذ شریعت میں اس کی اجازت ہے، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے عملیات کی

کتاب لکھی ہے جس کا نام ''اعمال قرآنی'' رکھا ہے، اگر یہ ناجائز ہوتا تو حکیم الامتؒ اس کو نہیں لکھتے، تو جائز ہے کوئی عمل کرے یا تعویذ یا حضرت حکیم الامتؒ نے جو وظیفے لکھے ہیں اس کو کرسکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، ہمارے لئے بہتر ہوگا تو اللہ تعالیٰ دیں گے اور ہمارے لئے بہتری نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نہیں دیں گے۔

چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی دو بیویاں تھیں، ان کے بتائے ہوئے وظیفے اور تعویذ پر عمل کرنے سے کتنے لوگوں کے وہاں بچے پیدا ہوئے، لیکن حضرت کے یہاں دو بیویاں ہونے کے باوجود کوئی اولاد نہیں ہوئی، تو اللہ تعالیٰ جو ہمارے لئے پسند فرمائیں اس سے ہم خوش رہیں ناراضگی نہ ہو، خاص کر گھر کے جو بڑے ہیں وہ طعنہ نہ دیں کہ کئی سال ہوئے شادی کو، کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس میں اس کا کیا قصور؟ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے دیتے ہیں اس لئے خسر اسی طرح ساس، دادی ساس، نانی ساس کو چاہئے کہ طعنہ نہ دیں، اس لئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، دے تو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتری، نہ دے تو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتری، اللہ جو دے اس پر راضی اس کو رضا بالقضاء کہتے ہیں، اگر وہ لڑکا دے تو بھی ہم خوش، لڑکی دے تو بھی ہم خوش، لڑکا لڑکی دونوں دے تو بھی خوش اور کچھ بھی نہ دے اس پر بھی ہم خوش ہیں۔ دوا علاج جو جائز ہے کراؤ کوئی بات نہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو علاج میں فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوگا تو علاج سب

بیکار۔

مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ بہت بڑے بزرگ حضرت حکیم الامتؒ کے شیخ، ہندوستان سے مکہ شریف تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا، جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں، جب ہندوستان تھے تھانہ بھون میں ان کا قیام تھا، حاجی امداداللہ صاحبؒ کے وہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔اسی طرح حضرت حکیم الامتؒ کے وہاں کوئی اولاد نہیں تھی، حضرت حکیم الامتؒ کی خالہ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں مولانا اشرف علی صاحبؒ کے وہاں اولاد ہو، تو حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ نے بعد میں مولانا اشرف علی صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کے وہاں اولاد ہواس کی دعا کرنے کو کہا ہے، لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح میں ہوں اس طرح تم بھی رہو، اس بات کو نقل فرما کر حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ میرے یہاں اولاد نہیں ہوگی، حضرت حکیم الامتؒ نے لکھا ہے کہ اچھا ہوا میرے یہاں اولاد نہیں ہوئی، اگر اولاد ہوتی تو پتہ نہیں میری کیا حالت ہوتی، اس لئے کہ حضرت نے بہت کام کئے، کتنی کتابیں لکھی، کتنے وعظ و بیان فرمائے اگر اولاد ہوتی تو مشغولی ہوجاتی۔حضرت حکیم الامتؒ مجدد تھے، ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھی اور روزانہ کتنے لوگ آتے، کوئی مسئلہ پوچھ رہا ہے، کوئی اپنی اصلاح کے لئے آرہا ہے اور کتنے لوگ خانقاہ میں ہیں، کتنے اسفار فرمائے

سورت، راندیر، ڈابھیل بھی تشریف لائے جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین کی فی الحال جو عمارت ہے، جہاں تعلیم ہوتی ہے اس کی بنیاد حضرت حکیم الامتؒ نے رکھی اور بہت سی جگہ تشریف لے گئے۔

حضرت حکیم الامتؒ کا امت پر بڑا احسان ہے، حضرت نے اپنی کتابوں میں ایسی ایسی باتیں بیان فرمائی ہیں جس کو پڑھ کر آدمی حیران ہوجاتا ہے، خاصکر عورتوں کے لئے بہشتی زیور بڑے کام کی کتاب ہے، کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوگیا ہے، لیکن کیا کریں بہنوں کے پاس پڑھنے کے لئے وقت ہی نہیں، اِدھر اُدھر کی باتوں کے لئے ٹائم ہے لیکن بہشتی زیور پڑھنے کے لئے ٹائم نہیں۔ کم سے کم واقعات تو پڑھیں نیک عورتوں کے جو قصے لکھے ہوئے ہیں اسی طرح شوہر کے ساتھ رہنے کا طریقہ، اولاد کی تربیت کا طریقہ، اللہ اللہ کتنی بہترین چیزیں حضرت نے اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں، جس کو پڑھ کر آدمی سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے کتنے بہترین احکامات ارشاد فرمائے ہیں۔

نومولود کے احکام

تو مجھے یہ عرض کرنا ہے، کہ اللہ تعالیٰ جو دیں ہم اس پر خوش رہیں اور کچھ بھی نہ دیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر خوش رہیں اگر اولاد ہو تو اس کی تربیت کی بھی ذمہ داری ہے، اگر اولاد نہ ہو تو پھر تربیت کی ذمہ داری نہیں، اولاد ہو تو اس کی تربیت کرنی چاہئے، جیسا کہ

ابھی میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض کیا کہ دائیں کان میں اذان دیں، بائیں کان میں تکبیر کہیں، کسی بزرگ سے تحنیک کرائیں، ساتویں دن بال کٹائیں بالوں کو دفن کریں بالوں کے برابر چاندی یا اس کی قیمت کا صدقہ کریں، اور بچے کے بال کٹوانے کے بعد بچے کے سر پر زعفران والا پانی لگادے زعفران لگانے کا طریقہ علماءِ کرام سے معلوم کرلیں اور اچھا نام رکھیں، عقیقہ کریں لڑکے کی طرف سے دو بکرے، بڑا جانور جس میں سات حصّے کر سکتے ہیں اس میں دو حصّے، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بڑے جانور میں ایک حصّہ کرلیں، یہ عقیقہ ہو گیا، عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کا ہے، یعنی عقیقہ کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے، ماں باپ بھی کھا سکتے ہیں دادا، دادی، نانا، نانی اور گھر والوں، رشتہ دار، مالدار، غریب سب کھا سکتے ہیں، البتہ بیچنا ناجائز ہے جیسے قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے، باقی چاہے کچا تقسیم کرے، چاہے پکا کر کھلائے دونوں جائز ہے۔

عقیقہ سبب دفع بلا ہے

عقیقہ کا فائدہ یہ لکھا ہے، کہ جس بچہ کا عقیقہ کیا جاتا ہے اس کی اَلا بَلا دور ہو جاتی ہے اور بچہ آفتوں سے محفوظ رہتا ہے، یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور عقیقہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا، نبی کریم ﷺ کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے، آدمی سمجھتا ہے اتنے پاؤنڈ خرچ کریں لیکن فضول کاموں میں ہم کتنا خرچ کرتے ہیں اگر عقیقہ میں اسّی یا نوّے پاؤنڈ خرچ کردیں تو یہ زیادہ نہیں، بچے کا فائدہ دیکھو،

اس سے بچے کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں، کتنے ماں باپ ہیں جو بیچارے پریشان رہتے ہیں، میرا لڑکا بیمار رہتا ہے، روتا رہتا ہے، میری لڑکی پتہ نہیں اکثر بیمار رہتی ہے، تو اس عقیقہ سے کتنی بلائیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، بہر حال ساتویں دن عقیقہ کر لے۔

عقیقہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں غور کرو، جس کا خلاصہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں اے اللہ تعالیٰ! لڑکے کا یا لڑکی کا جو ہم عقیقہ کر رہے ہیں، یا اللہ! میرے لڑکے کا سر بھی ہمیشہ اچھا رہے، اس کے بدلہ ہم تیرے راستے میں اس جانور کا سر قربان کرتے ہیں، یا اللہ! میرے اس لڑکے کا پاؤں ہمیشہ اچھا رہے اس کے بدلے ہم اس جانور کا پاؤں تیرے راستے میں قربان کر رہے ہیں، میرے لڑکے کا پیٹ صحیح سلامت رہے، پیٹ کی بیماری نہ رہے اس کے بدلے اس جانور کا پیٹ آپ کی بارگاہ میں، آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اسی طرح لڑکے کے بدن کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اس جانور کا ہر ہر عضو میرے لڑکے کا پورا بدن صحیح سلامت و تندرست رہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عقیقہ کا جانور پیش کیا ہے۔ لیکن ہم لوگ عقیقہ میں بہت سستی کرتے ہیں بعض کہتے ہیں ہمارے یہاں عقیقہ اس لئے نہیں کیا کہ مہینے دو مہینے کے بعد شادی آرہی ہے اس میں عقیقہ کھلا دیں گے تا کہ پیسے بچ جائیں، عقیقہ تو کرنا ہی ہے اس کو کھلا دیں گے تو ساتویں دن کرنے کے بجائے وہ دو مہینے تک دیر کرتے ہیں، اب بچہ بیمار ہو گیا، کوئی آفت آ گئی اور بعض مرتبہ شادی بھی کس

کی، کوئی رشتہ دار کی، تو عقیقہ کا جانور اپنے رشتہ دار کو دیا اور اپنا نقصان ہوا کہ لڑکا بیمار ہوا اور مستحب کی فضیلت بھی نہیں ملی۔ میرا بچہ تندرست رہے، ہر ماں باپ چاہتے ہیں، ماں تو خوب چاہتی ہے کہ لڑکا رات کو اچھی طرح سوئے، دودھ بھی اچھی طرح پیئے، کھیلے، روئے نہیں، آرام سے رہے تاکہ ماں کو گھر کے کام کاج میں کوئی حرج اور نقصان نہ ہو، لیکن کیا کریں اپنے ہی ہاتھوں ایسا کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ کے بارے میں آدمی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اس لئے کہ ہم نے وقت پر عقیقہ نہیں کیا اور کبھی یہ کہتے ہیں بقرعید میں کریں گے اگرچہ جائز ہے، لیکن دیکھو تو صحیح قربانی میں گیارہ مہینے کی دیر ہے، اب لڑکا بیمار ہے، پریشان ہے اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ جلدی سے ساتویں دن عقیقہ کر لے اس میں دیر نہ ہو۔

اسی طرح بعض لوگ اذان میں بہت تاخیر کرتے ہیں۔ اسی محلّہ کی بات ہے، ایک آدمی میرے پاس آکر کہنے لگا میرے یہاں اولاد ہوئی لیکن ابھی تک اذان نہیں دی، حالانکہ اسپتال سے آئے پانچ چھ دن گزر گئے، کس قدر غفلت اور سستی کی بات ہے اذان واقامت کے لئے کون سے مولوی صاحب یا حافظ صاحب کی ضرورت ہے، کتاب میں لکھا ہے کہ صاف کرنے کے بعد سب سے پہلے دائیں کان میں اذان دو اور بائیں کان میں تکبیر تاکہ اس کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام آئے لیکن پانچ دن تک اس کے کان میں اللہ کی وحدانیت، نبی کریم ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت نہیں

پہونچی، کس قدر افسوس کی بات ہے، کل ماں باپ کی اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ اور پکڑ ہوگی۔ تو تاخیر نہیں ہونی چاہئے اس لئے کہ بچہ اذان کو سنتا ہے اور اس کے دل پر اثر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی توفیق عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آخری دم تک باعزّت و عافیت ہم سب کا ایمان سلامت رکھیں، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ۸
شادی سنتِ نبوی ﷺ کے
مطابق کریں

حضرت کا یہ وعظ ۱۳؍ربیع الثانی
۱۴۱۷ھ مطابق ۲۷؍اگست ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔
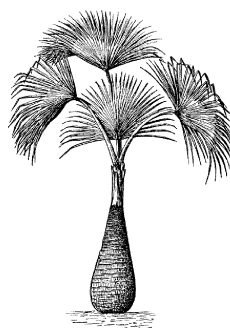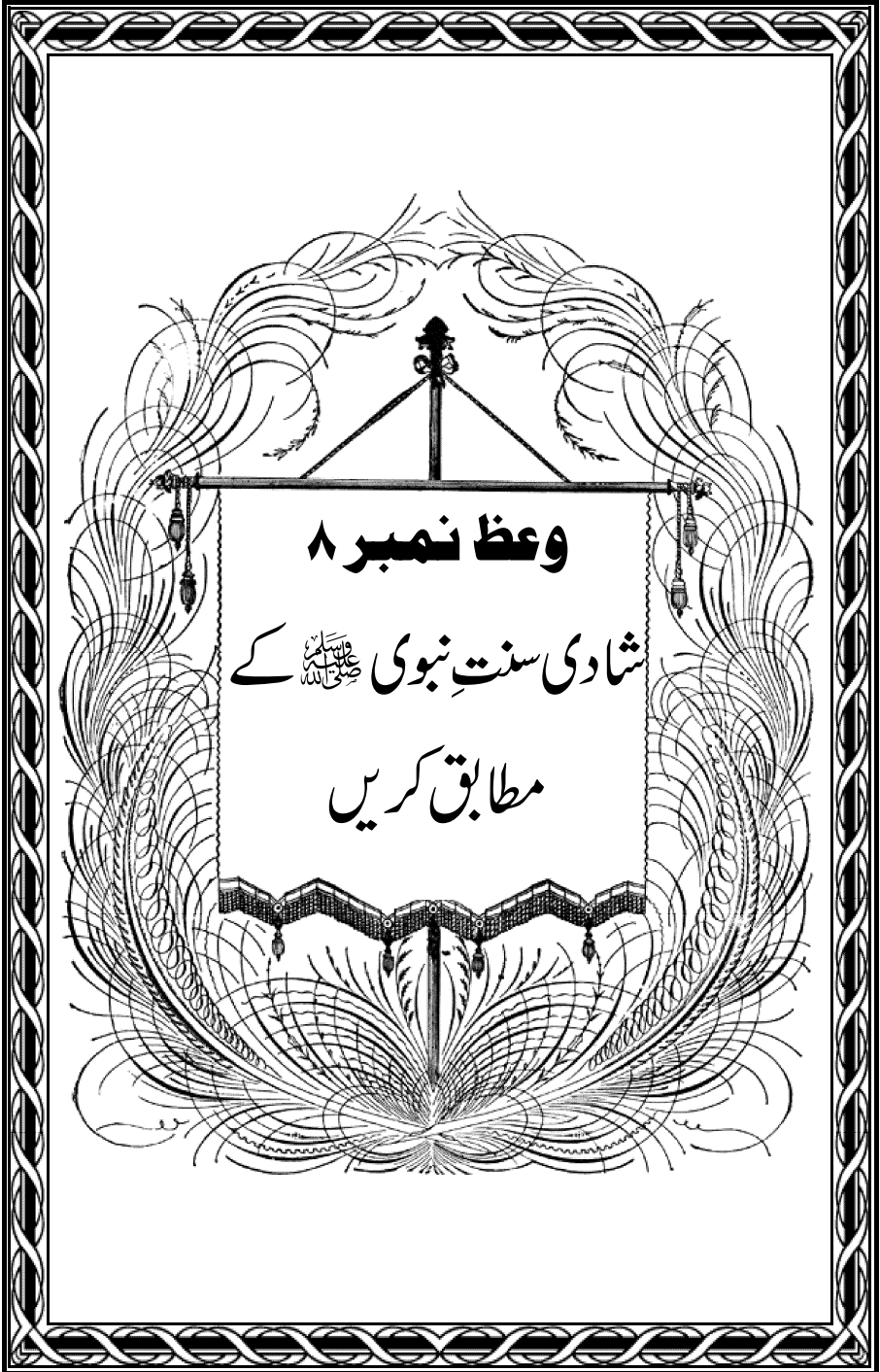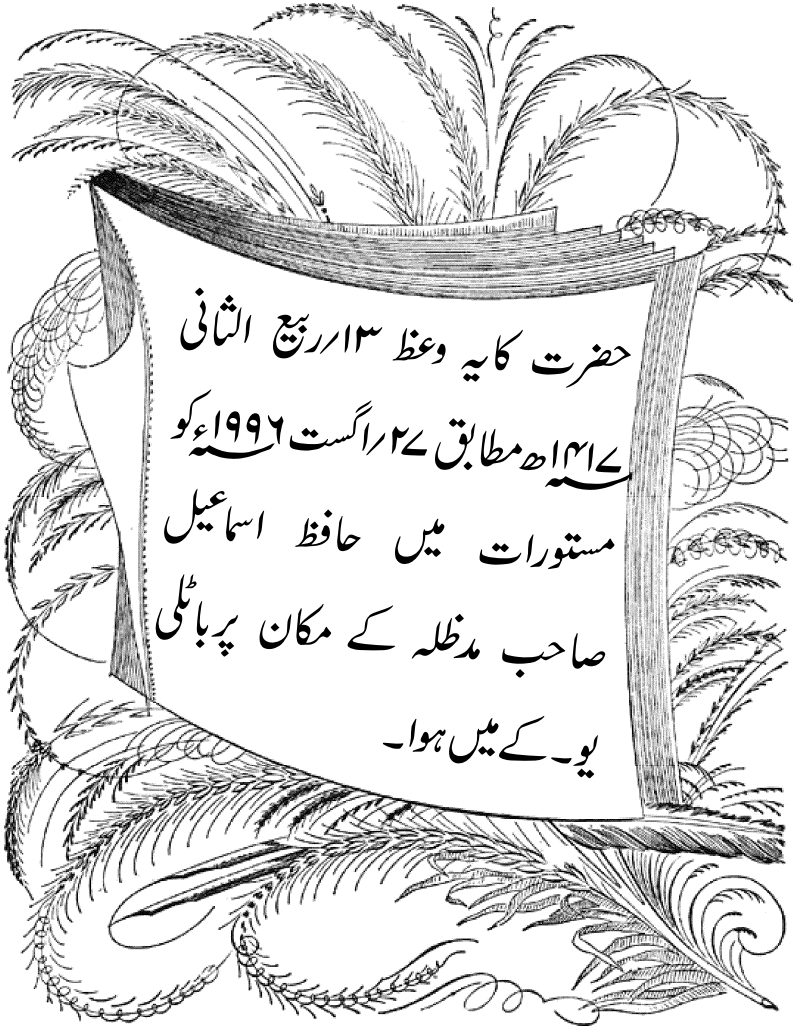
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد !

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ﴿ بسم الله الرحمن الرحیم.

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (سورة المائدة ، آیة:۳)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں دین کی نسبت پر جمع ہونے کی توفیق نصیب فرمائی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں جن کو ہم گن نہیں سکتے، ان نعمتوں کا زبان سے دل سے ہر اعتبار سے شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی نعمتوں پر شکر نصیب فرمائے، آمین۔

مکتب کی تیاری والدین کی ذمہ داری

دو ہفتہ پہلے مختصراً یہ کہا تھا کہ بچے جب اس عمر کو پہونچیں جس میں سمجھ داری آئے اور مدرسہ میں داخل ہونے کے قریب ہوں تو ماں باپ کی کیا ذمہ داری ہے؟ جب بچہ مدرسہ میں داخل ہو تو ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو وقت پر مدرسہ بھیجنے کا اہتمام کریں، تاکہ بچہ پابندی سے مدرسہ میں آئے، وقت ہونے سے پہلے بچہ کو یاد دلائیں، مدرسہ کا وقت قریب ہے اب تیاری کرو اور جو سبق ہے اس کو یاد کرلو، تاکہ استاذ کو سبق سنانا آسان ہوجائے، کتاب ہو تو کتاب، قرآن شریف ہو تو قرآن شریف یا کسی اور چیز کا سبق ہو اس کو یاد

کرائیں، ایک دومرتبہ سنیں، جہاں غلطی ہورہی ہو بتائیں، تاکہ استاذ کے سامنے گھبراہٹ نہ ہواور اگر سبق کچا ہے یاد نہیں ہے تو پھر بچے کے ذہن میں یہ بات رہے گی کہ میں جاؤں گا تو استاذ غصہ ہونگے، مجھے کوئی سزادیں گے، تو مدرسہ جانے کے لئے تیار نہیں ہوگا کوئی نہ کوئی بہانہ کرے گا، لیکن اگر سبق پکا یاد ہو تو وہ خوشی خوشی مدرسہ جائیگا، تو یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے خصوصاً جس کا نیا نیا مدرسہ شروع ہوا ہے پانچ چھ سال کا بچہ تاکہ یاد کرنے میں سہولت اور آسانی ہو، اس لئے کہ چھوٹے بچے کا بعض مرتبہ دھیان نہیں ہوتا، بچے ہیں نادان ہیں کھیلنے کی طرف دھیان ہوتا ہے، بچے کی عمر ہی ایسی ہے نادانی کی، لیکن ماں باپ توجہ دلائیں گے تو بچہ سبق یاد کرے گا اور سبق پختہ ہوگا تو مدرسہ سے کوئی شکایت نہیں آئیگی تو (۱) پہلا کام یہ ہے کہ پابندی کے ساتھ مدرسہ بھیجیں (۲) وقت پر بھیجنے کی کوشش کریں تاکہ دیر نہ ہو، بعض بچے تو الحمدللہ بہت جلد ہی چلے آتے ہیں، مگر بعض بچے دیر سے آتے ہیں، گھر میں کوئی ضروری کام کاج ہو تو ٹھیک ہے، لیکن اس کی عادت نہ بنائیں اس لئے کہ بچہ کبھی اتنا لیٹ پہونچا کہ اس کا سبق ہی چلا گیا یا کہ نہ سبق سُنا سکا اور نہ آئندہ کل کا سبق سُن سکا اس لئے بچوں کو وقت سے کچھ پہلے ہی بھیجنے کی کوشش کرو۔

بچوں کی ہر ادا پر والدین نگاہ رکھیں

اور اچھا تو یہی ہے کہ اسلامی لباس ہو، بچے کے سر پر ہمیشہ ٹوپی ہو اور لڑکی کے سر پر اوڑھنی (اسکاف) ہو، اچھی طرح بالوں کو ڈھانک کر مدرسہ

جائیں اور قرآن شریف پڑھنا ہے تو اس کو یاد دلائیں کہ وضو کر کے جاؤ تا کہ قرآن شریف وضو کے ساتھ پکڑنے کی عادت ہو اور وضو کا بھی ایک نور ملے گا، وضو خود نور ہے اور بچے کے لئے سبق یاد کرنے میں آسانی ہوگی، دل کے اندر نور پیدا ہوگا اور اس کا سبق میں دل لگے گا اور علم کا نور بھی نصیب ہوگا، اور یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد اس کے ہاتھ پیر کے ناخن دیکھ لیں، اگر بڑے ہو گئے ہوں تو اسلامی طریقہ پر اس کے ناخن کو تراش دیں۔

ناخن کاٹنے کا اسلامی طریقہ

لڑکا ہو یا لڑکی مرد ہو یا عورت ناخن کاٹنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کریں اور چوتھے نمبر کے بعد انگوٹھا رہنے دیں، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور کلمہ کی انگلی تک، اس کے بعد انگوٹھا پھر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا۔ ناخن تو کاٹنا ہی ہے فطرت کا تقاضہ ہے تو اسلامی طریقہ پر کاٹنا ہو۔ آج کل بڑے بڑے ناخن رکھنا فیشن ہو گیا ہے اور کتابوں میں لکھا ہے یہ جانوروں کی عادت ہے، انسان ایسا نہیں کر سکتا، لیکن کیا کریں جہاں آدمی انسانیت ہی کھو بیٹھے اور یہ بھول جائے کہ میں انسان ہوں یا کیا ہوں تو پھر اس کو کون سمجھائے؟ اسی طرح اگر لڑکیاں ہیں تو ناخن پر پالش نہ لگائیں، یہ بھی بہت بڑا مسئلہ ہے، اس پالش کی وجہ سے وضو کا پانی نہیں پہونچتا اور جب پانی نہیں پہونچے گا تو وضو بھی نہیں ہوگا اور اس

وضو سے جو نماز پڑھی وہ نماز بھی نہیں ہوگی، اس لئے ماں باپ نگرانی کریں اگر پالش لگاتی ہے نرمی سے سمجھائیں، دیکھو یہ ایک تو فیشن ہے اور اس سے وضو نہیں ہوگا اور اگر غسل کی حاجت ہو اور غسل کرے تو غسل بھی نہیں ہوگا، ناپاک ہی ناپاک رہیں گی، البتہ مہندی لگانا چاہئے کتابوں میں لکھا ہے عورتوں کے لئے مہندی لگانا اچھا اور پسندیدہ ہے، اس کے لگانے میں کوئی حرج نہیں، اس میں وضو کا پانی بھی پہونچتا ہے اور غسل کا بھی، لیکن پالش صحیح نہیں، ہماری جو لڑکیاں ہائی اسکول جاتی ہیں وہ غیروں کی لڑکیوں اور عورتوں کو دیکھ کر یہ بھی لگانا شروع کردیتی ہیں اور گھر والوں کو پتہ نہیں چلتا تو انہیں سمجھائیں کہ مہندی لگاؤ، اس سے بھی لال رنگ یونہی ہو جائیگا، اسکی بچپن ہی سے نگرانی رکھے، لیکن عجیب بات ہے بچے جب چھوٹے ہوتے ہیں تو ماں باپ سمجھتے ہیں کہ وہ نادان ہیں، بڑے ہو کر سیدھے ہو جائیں گے، ایسا کہہ کر توجہ نہیں کرتے نگرانی اور دیکھ ریکھ نہیں کرتے اور بے خبر ہو جاتے ہیں، لیکن بعد میں سمجھانا مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے کہ عادت پڑ گئی، مثلاً ایک لڑکا ہے پانچ چھ سال کا اور بغیر ٹوپی کے باہر گھومتا ہے، اسی طرح اس کو ٹوپی نہ پہننے کی عادت ہوگئی، اب جب بڑا ہوگا تو اس کی ٹوپی کی عادت کیسے ہوگی؟

نیکی اور بدی کا احساس بچپن میں ڈالئے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تو فرماتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے باہر گھومنا یہ فاسق اور گنہگار لوگوں کی عادت ہے اور اگر بچپن ہی سے عادت ڈالیں گے

ٹوپی اور اسکاف کی تو انشاء اللہ اس کی عادت مضبوط ہوگی، اس لئے کہ جو بچپن میں کیا جاتا ہے اس کی دل میں محبت آجاتی ہے اور بچپن میں سمجھانا بھی آسان۔ بڑے ہوکر جب وہ خود سمجھ دار ہوجاتے ہیں تو پھر اپنی سمجھ سے کام لیتے ہیں اور ماں باپ کی سمجھائی ہوئی باتوں پر دھیان نہیں دیتے۔ اور آج کل کے برے اور خطرناک ماحول سے بچانے کے لئے تھوڑی محنت کرنی پڑے گی، یعنی بچوں کو گھر میں مشغول رکھنا پڑے گا، قرأت بیانوں اور نظم وغیرہ کی کیسٹیں سناؤ انگلش میں بھی بعض کیسٹیں ملتی ہیں جیسے لیسٹر میں مولانا سلیم دھورات صاحب مدظلہ ہیں، ان کے بیانات حاصل کرو اور ان کو سناؤ تا کہ ان کے کانوں تک دین کی باتیں پہونچیں گی۔ آج ہمارے بچے دین سے بہت دور ہورہے ہیں، کئی لڑکوں بُری باتوں کی عادت ہوگئی ہے اور ان کے دلوں سے اس کی برائی بھی نکل گئی ہے تو ان کے کانوں میں اچھی باتوں کی اچھائی اور بُری باتوں کی بُرائی پہونچے گی تو ان کو احساس ہوگا اور دین کی باتوں کو سننے کا شوق پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو اور جوانوں کو دین کی عظمت اور دین کا علم حاصل کرنے کا شوق عطا فرمائیں، آمین۔

خدا کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کرنے کا جذبہ

اور سب سے بڑی بات، جب ہمارے گھر میں شادی اور ایسا خوشی کا موقع ہوتا ہے، ہمارے بڑے شریعت کے مطابق کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بعض وقت لڑکا خود آکر بتاتا ہے کہ میں شادی سادگی کے ساتھ کرنے کے لئے

تیار ہوں لمبا چوڑا خرچہ اور لمبی چوڑی دعوت نہیں کرنی ہے لیکن کیا کریں گھر کے بڑے کہتے ہیں ایسا نہیں ہوگا، کوئی کہتا ہے آخری لڑکا ہے، کوئی کہتا ہے پہلا بچہ ہے، خود ہی دین وشریعت کے مطابق شادی کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ہمارے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ مسجد میں نکاح پڑھ لیتے ہیں بس، آگے پیچھے چیک کرو تو شاید ہی کوئی کام شریعت کے مطابق ہو۔ شروع سے اخیر تک خرافات ہی خرافات اور یوں کہتے ہیں مولوی تو کہتے ہیں شادی برکت والی چیز ہے لیکن ہماری شادی میں برکت نہیں، برکت کو ہم خود لانا نہیں چاہتے تو پھر برکت کیسے ہوگی، برکت کوئی ایسی چیز تھوڑی ہے کہ ٹیپ میں بند ہے اس کو کیسٹ میں بھر کر لے آؤ، برکت تو شریعت پر چلنے میں ہے، ہم نے برکت کو ٹھکرادیا اور لات (Kick) لگا کر پھینک دیا۔ شادی میں سب کو راضی کررہے ہیں اگر کوئی ناراض ہو اس کے سامنے منت سماجت تم شادی میں ضرور آنا تمہارے آنے سے شادی میں رونق آجائیگی، یہ ہوگا وہ ہوگا۔ سب کو راضی کررہے ہیں اگر کسی کو راضی نہیں کررہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی نہیں کررہے ہیں، جس کو راضی کرنا تھا اس کے سامنے کوئی منت سماجت نہیں بلکہ بات بات پر ناراضی کتنی بے وفائی ہے۔ اگر آدمی سوچے تو رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور انسان کو رونا آجائے کہ جس خدا نے ہمیں دیکھنے کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان، پکڑنے کے لئے ہاتھ، چلنے کے لئے پاؤں، روپئے، پیسے، دولت اور اولاد دی، اور آج اولاد بڑی ہوکر شادی کے

قابل ہوگئی، جس نے اتنی ساری نعمتیں دی اسی کو ہم ناراض کررہے ہیں۔آج ہرآدمی چاہتا ہے میرے یہاں شادی ہو، سب لوگ آئیں اورواہ واہ کریں، اوہوکیا کہنا بہترین کھانا پکایا لیکن یادرکھو ہرآدمی تمہاری تعریف کرے یہ کبھی نہیں ہوسکتا، کوئی نہ کوئی ضرور غلطی نکالے گا۔مثلاً کسی کے گھر چارآدمی کودعوت بھیجی اورگھرمیں دس افراد ہیں تو کہیں گے صرف چار کی دعوت دی، بس ختم، ہمارے گھر میں تو دس آدمی تھے، تو ہرایک کوکون راضی رکھ سکتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کوراضی کرلو، سب راضی ہوجائیں گے۔لوگ چند دنوں کے لئے ناراض ہونگے کوئی بات نہیں، اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اپنے آپ کو بچالیا۔باپ چاہتا ہے، ماں چاہتی ہے کہ شادی بڑی دھوم دھام سے ہو، لیکن ہم نے محض اس وجہ سے نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہونگے، شادی کامیاب نہیں ہوگی، دونوں پریشان ہونگے، برکت ختم ہو جائیگی، تو کوئی ناراض ہونا راض ہوا کرے، ہمیں کوئی پرواہ نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اورہمارے رسول ﷺ راضی ہوگئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ نکاح بہت بابرکت ہے جس کا بارکم سے کم پڑے۔ (معارف الحدیث، جلد:۷، نکاح و ازدواج اوراس کے متعلقات) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بہترین شادی وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔اس لئے پہلے سے طے ہوکہ سادگی کے ساتھ یہ کام ہوخاص کر ماں، دادی، نانی تینوں کا مشورہ ہوجائے اوراتفاق کرلیں تو کسی کی نہیں

چلے گی سب خاموش ہوجائیں گے،اس لئے کہ باپ، دادا، نانا ایک طرف اور دوسری طرف ایک عورت بھی ہوتو وہ جیت جائیگی، یہ عورتیں گھر کے ماحول کوسدھارنے میں بڑا رول ادا کرسکتی ہیں۔

ہر کام میں رضاءالٰہی مطلوب ہوں

ہمارے علاقے میں الحمدللہ بعض ایسی بھی شادی ہوئی ہے جس میں اپنی سگی بہن اور سگے بھائی کونہیں بلایا، بلکہ جب شادی ہونے لگی تو بڑے بھائی نے میرے سامنے کہا، اگر تمہیں گوشت چاہئے تو مفت میں دونگا، لیکن دعوت کرو، مگرلڑکے کے باپ نے کہا مجھے دعوت کرنی ہی نہیں ہے اوراس نے بالکل کسی کودعوت نہیں دی، حتی کہ مجھے بھی دعوت نہیں دی مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی اور آج ماشاءاللہ ان کے ہاں اولادبھی ہیں۔اگرکوئی کہے ہمارے یہاں شادی ہوئی تو ہم نے دعوت دی اورتم نے بلایا تک نہیں، توسن لوخاموش رہو اس کوجواب بھی نہ دو کچھ تمہیں سنائیگا، طعنہ بھی دے گا اورکبھی ناراض ہوکر بولنا بھی چھوڑ دے گا تو کوئی حرج نہیں، گناہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ تم نے کوئی گناہ نہیں کیاہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے حکم کو پورا کیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ دیکھو، تمام صحابہ رضی اللہ عنہ غریب نہیں تھے، بلکہ بعض مالدار بھی تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں، جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت مال ودولت سے نوازا تھا، گویا اس زمانے کے مِلینیر (Millionaire)

تھے، لیکن جب شادی ہوئی تو نبی کریم ﷺ کو بھی شادی میں نہیں بلایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ (کے بدن یا کپڑے) پر (زعفران کا) زرد نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میں نے ایک فواۃ سونے کے عوض ایک عورت سے نکاح کیا ہے" آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے، تم ولیمہ کرو (یعنی کھانا پکوا کر کھلاؤ) اگرچہ وہ ایک بکری کا ہو"۔ (مظاہر حق، جلد:۳، ولیمہ کا بیان) تو نبی کریم ﷺ کو بعد میں پتہ چلا، اتنی سادگی تھی، تو اگر یہ طریقہ اولاد میں چھوڑ کر جائیں گے انشاء اللہ قبر میں بھی اس کا ثواب ملتا رہے گا اور اگر ہم نے دھوم دھام سے فضول خرچیوں کے ساتھ شادی کی، تو ہمارا بچہ ایک قدم آگے جائیگا اور پتہ نہیں کبھی کسی بینک سے لون لے کر سود والا کھانا کھلائیگا اور زندگی بھر پریشان ہو کر ادا کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، ہم بڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھ دی ہے، دین سے تعلق دیا ہے، تعلیم اور بیانوں میں آتے ہیں، پہلے خود عمل کرو پھر بعد میں دوسروں کو سمجھاؤ یہ سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب تبلیغ شروع فرمائی تو صفا پہاڑی کے قریب عزیز قریبی رشتہ داروں کو جمع فرمایا اور ان کو سمجھایا، اس لئے اپنے اور اپنے گھر سے شروع کرو، اسی طرح ولیمہ میں بھی حد سے تجاوز نہ ہو، ولیمہ سنت ہے لیکن سادگی کے ساتھ ہو، چند رشتہ داروں کو بلا کر ولیمہ کر لو سنت ادا ہو جائیگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی کسی بھی

زوجہ مطہرہ کا اتنا بڑا ولیمہ نہیں کیا جتنا بڑا ولیمہ حضرت زینبؓ کے نکاح میں کیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے نکاح میں ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔ (مظاہر حق، جلد:۳، ولیمہ کا بیان) اور ایک مرتبہ تو ایسا ولیمہ ہوا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس جو کھانے کی چیز ہو وہ لے آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کے پاس متفرق چیزیں کھجور، پنیر، گھی وغیرہ جو تھا وہ لے آئے۔ ایک چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا اور اس پر سب ڈال دیا گیا اور سب نے شریک ہو کر کھالیا، یہی ولیمہ تھا۔ (فضائل اعمال، حکایت صحابہ) آج اگر ایسا ہو تو معلوم نہیں لوگ کیا کہیں گے اور ولیمہ کرو تو کچھ غریبوں کو بھی دعوت دو لیکن آج کل ولیمہ میں غریبوں کو دعوت نہیں دی جاتی ہے حالانکہ حدیث شریف میں ولیمہ کی دعوت میں صرف امیروں (مالداروں) کو دعوت دینا اور غریبوں کو دعوت نہ دینے کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُس ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے جس میں صرف امیروں کو بلایا جائے اور حاجتمندوں غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت کو (بلا وجہ شرعی) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کیا۔ (معارف الحدیث، جلد ۷، نکاح و ازدواج اور اس کے متعلقات) بہر حال سادگی کے ساتھ یہ کام ہو پھر دیکھو گھر میں برکت ہوگی، لڑکے لڑکیاں خوش رہیں گے اور اولاد بھی دین پر رہے گی، اللہ تعالیٰ ہم کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔
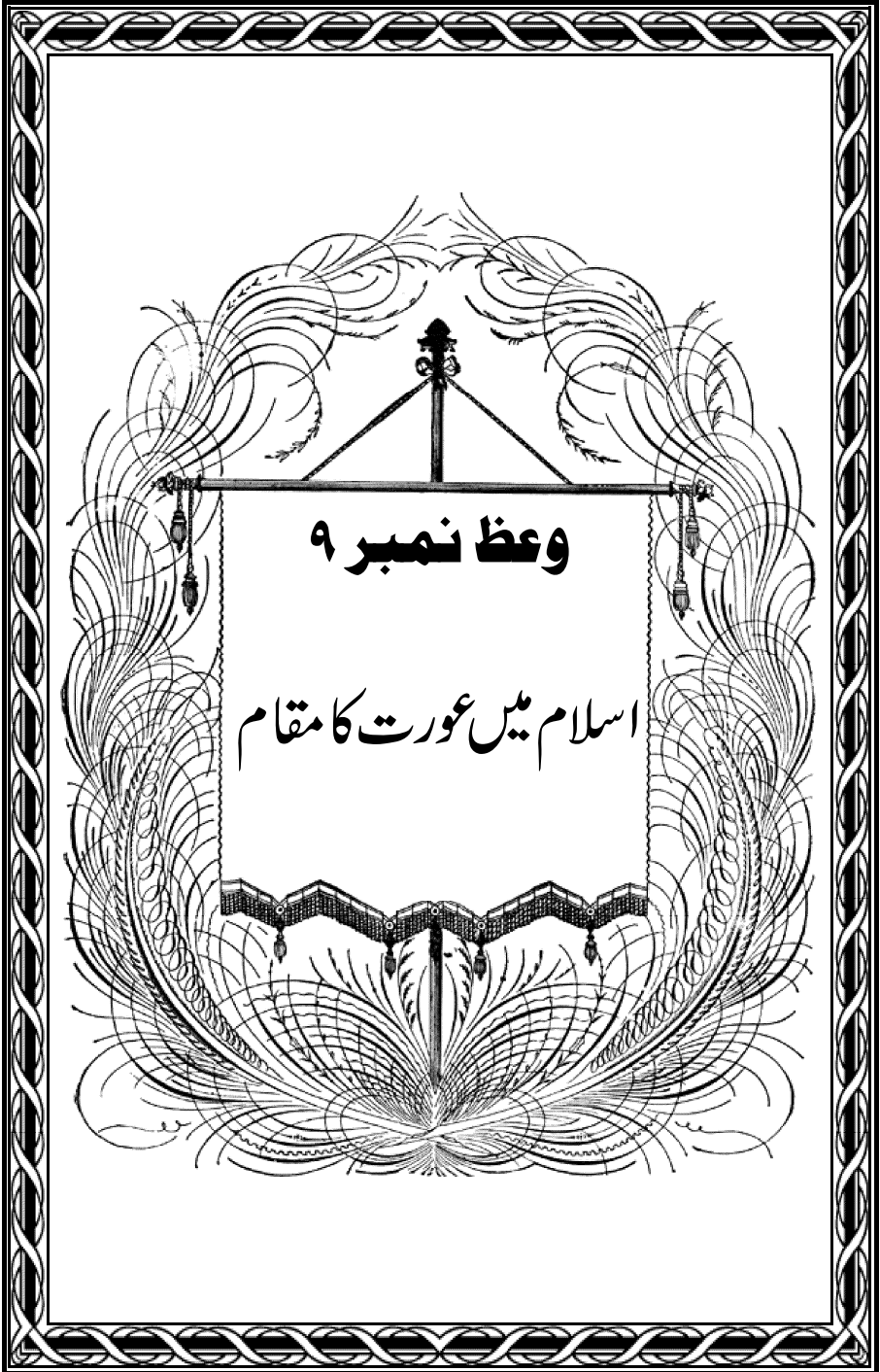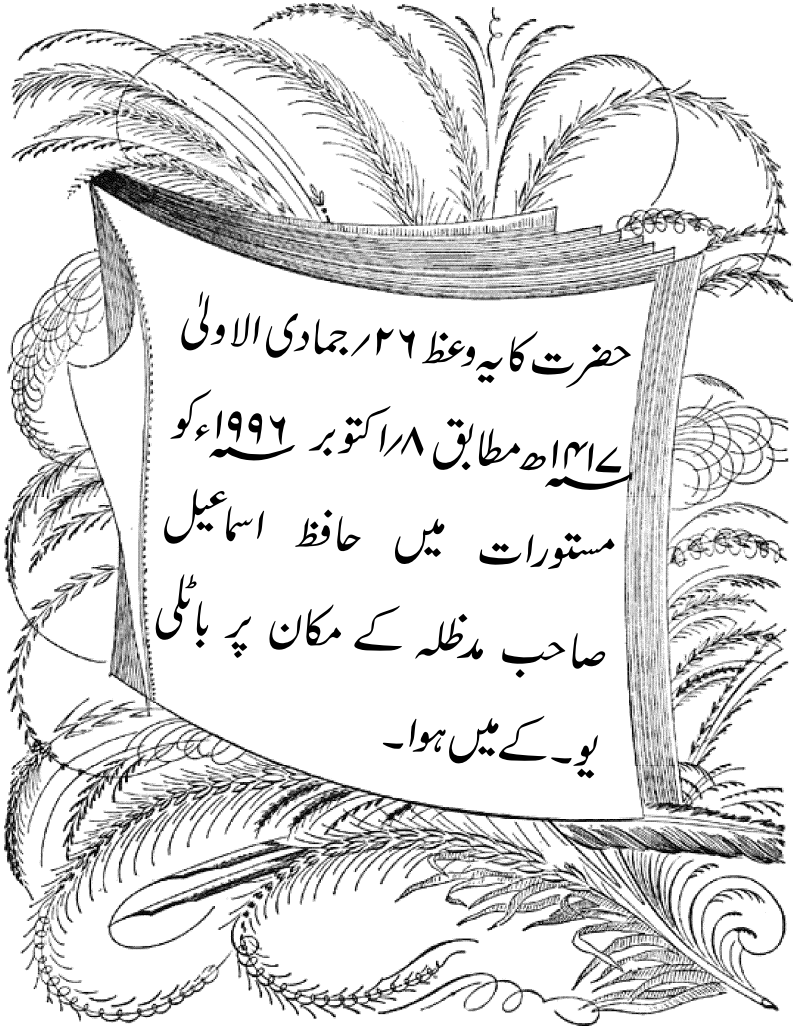
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ۹
اسلام میں عورت کا مقام

حضرت کا یہ وعظ ۲۶/ جمادی الاولیٰ
۱۴۱۷ھ مطابق ۸/ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔ کے میں ہوا۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ﴿ بسم الله الرحمن الرحیم

﴿ قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ج فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ ج وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ ط سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿﴾ صدق الله العظیم (سورة القصص، آية: ۲۶،۲۷)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دین کی نسبت سے جمع ہونے کی توفیق نصیب فرمائی، اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں اوران کے احسانات پر ہم شکرادا کرتے ہیں۔ ایمان کی نعمت پر ہم شکرادا کرتے ہیں، اسی طرح دین سے تعلق نصیب فرمایا، دین کی بات سننے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں۔ الحمدللہ علی کل حال۔ الحمدللہ علیٰ نعمته۔ الحمدلله علیٰ احسانه۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے بہت اچھا پاکیزہ، صاف ستھرا مذہب ہمیں عطا فرمایا، جس کو اسلام کہتے ہیں، ہر چھوٹی بڑی چیز کی تعلیم اس میں موجود ہے، کسی چیز کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ چیز غیر سے لینے کی ضرورت ہے۔ استغفراللہ۔ بلکہ تمام چیزوں کی تعلیم اس دین اسلام میں

موجود ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہمیں اتنا علم نہیں ہے اور علم حاصل کرنے کا شوق بھی نہیں، تو ہمارے انجان اور ناواقف ہونے کی وجہ سے ہمیں معلوم نہیں ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام نے عورتوں کو کیا مقام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کیا فضیلت دی ہے اور کتنے احسانات عورتوں پر ہیں، ان تمام کی تفصیلات موجود ہیں اور خاص عورتوں ہی کے لئے نبی پاک ﷺ نے حدیث شریف میں متعدد عنوان سے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''تمہارے ماں باپ تمہارے لئے جنّت بھی اور دوزخ بھی''۔ (مظاہر حق، جلد۴، والدین کی اہمیت) کہیں فرمایا جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہیں، کتنی بڑی فضیلت ہے، لیکن ہم جس ماحول میں رہتے ہیں یعنی یورپ کے ملکوں میں، اس میں خواہ مخواہ یہ پروپیگنڈہ ہوتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو کوئی آزادی نہیں دی، یہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ اسلام نے عورتوں کے جتنے حقوق بیان فرمائے کسی نے اتنے حقوق بیان نہیں فرمائے اور جتنی آزادی، عزت اور مقام اسلام نے دئے اتنی آزادی، عزت اور مقام کوئی اور نہیں دے سکا، یہ باتیں خاصکر عورتوں اور بہنوں کو اپنے ذہنوں میں بٹھالینی چاہئے اور شکر بھی ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ بہت احسان کا معاملہ فرمایا، کسی جگہ پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں، عورتوں اور بہنوں کے

حقوق کوکسی جگہ پر اسلام نے نہیں چھینا، کوئی حق نہیں مارا اور اسلام آنے سے پہلے کتنے حقوق تھے جو عورتوں کونہیں دئے جارہے تھے، بلکہ ان کے حقوق کو مارا جاتا تھا، دبایا جاتا تھا۔

اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت

مدرسہ میں چھوٹے چھوٹے بچے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور دوسری کتابیں پڑھتے ہیں، اس میں لکھا ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں اسلام آنے سے پہلے جب لڑکی پیدا ہوتی تھی اس کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا، باپ اپنے ہاتھ سے اپنی لڑکی کو زمین میں گاڑ دیتا تھا، اس قدر زمانۂ جاہلیت میں ظلم ہوتا تھا، لڑکیوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذَاالْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ (سورة التكوير، آية: ۸، ۹) دفن کی گئی لڑکی سے سوال کیا جائیگا، توکس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی، ظاہرسی بات ہے اس چھوٹی معصوم نادان بچی کا تو کوئی گناہ نہیں، لیکن یہ کتنے سخت اور سنگدل باپ ہوتے تھے کہ اپنی لڑکی کو زندہ دفن کردیتے تھے، اسلام کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اسلام نے لڑکیوں کو مارنے، قتل کرنے سے منع کیا، حرام قراردیا، گناہ کبیرہ بتلایا، کل قیامت میں سخت عذاب دیا جائیگا، محض اس وجہ سے کہ لڑکی پیدا ہوئی اس کو زندہ دفن کردیتے ہو، کل قیامت کے دن سوال ہوگا، بلکہ لڑکی کے پیدا ہونے پر خوش ہوں زیادہ خوش ہوں، اگر لڑکی کے ہونے پر ناراض ہو، صدمہ ہو عقلاً برا سمجھے تو یہ بہت بڑی ایمان کی کمزوری کی بات ہے

تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر بڑا احسان فرمایا۔ قرآن کریم میں فرمایا ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورة البقرة، آية: ۲۲۸) ﴾ ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرے، یہاں تک کہ وہ بلوغ کی حد تک پہنچ جائیں (یا شادی بیاہ کے بعد اپنے خاوند کے پاس چلی جائیں) تو وہ شخص قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔'' (مظاہر حق جلد۴، مخلوقِ خداوندی پر شفقت و رحمت کا بیان) تو یہ عمل ماں باپ کے دوزخ سے بچنے اور نجات کا ذریعہ بن جائیگا، کتنی بڑی فضیلت ہے۔

خیارکم خیارکم لاھله

نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام بیبیوں کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ زندگی گزاری اور ارشاد فرمایا، جس کو سننے جیسا ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی) بچوں، اقرباء اور خدمت گاروں کے حق میں بہترین ہو ﴿خیارکم خیارکم لاھله﴾ اور میں اپنے اہل کے حق میں تم میں بہترین ہوں (یعنی اپنے اہل و عیال سے جتنا بہتر سلوک میں کرتا ہوں، اپنے اہل و عیال کے ساتھ اتنا بہتر سلوک تم میں سے کوئی بھی نہیں کرتا) اور جب تمہارا صاحب مر جائے تو اس کو چھوڑ دو''۔ (مظاہر حق، جلد۳، عورتوں کے ساتھ صحبت و اختلاط اور ہر ایک

عورت کے حقوق کا بیان) کتنی بڑی تاکید فرمائی کہ میں اپنی عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں ،تم سب میرے امتی ہو اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ ، اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، شریعت کے حدود میں رہ کر بیوی کو خوش رکھو، ہاں جہاں شریعت نے منع کیا ہے ناجائز کام کر کے تو خوش کرنا نہیں ہے اور حجۃ الوداع کے موقع پر یہ بھی فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے اچھے سلوک سے پیش آیا کرو ﴿استوصوا بالنساء خیرا﴾ کیونکہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے، پسلیوں مین اوپر کی پسلی کچھ زیادہ ہی ٹیڑھی ہے۔اسے سیدھا کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی ،اگر چھوڑ دوگے تو وہ کج ہی رہیگی ۔ پس عورتوں سے بھلائی کرو، کجی دور کرنے کی فکر میں نہ گھلو کہ یہ اس کی فطرت ہے جسے تم بدل نہیں سکتے ۔(ریاض الصالحین ،جلد :۱،عورتوں کے ساتھ بھلائی کا بیان) حضرت حکیم الامت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں، کتنی شفقت ،نرمی اور آپ نے آسانی فرمائی، کبھی گھر تشریف لاتے اور عورت نے یہ کہہ دیا ’’ آج تو کھانا نہیں پکایا کسی کام میں مشغول ہوگئی تھی‘‘ تو حضرت نے فرمایا کل کا بچا ہوا تو باقی ہوگا یا رات کا تو ہوگا؟ کہا ہاں وہ تو ہے، تو وہی رات کا کھانا کھالیا، کھانا نہیں پکا کوئی بات نہیں، غصہ نہیں ہوئے بلکہ نرمی کا معاملہ فرمایا اور خود حضرت نے اپنی مجلس میں بیان فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔

چار کام بڑا انعام

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’ جس عورت

نے (اپنی پاکی کے دِنوں میں پابندی کے ساتھ) پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے (ادا اور قضاء) روزے رکھّے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی (یعنی خواہش اور بری باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا) اور اپنے خاوند کی (اُن چیزوں میں) فرمانبرداری کی (جن میں فرمانبرداری کرنا اُس کے لئے ضروری ہے) تو (اُس عورت کے لئے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے''۔ (مظاہر حق، جلد۳، عورتوں کے ساتھ صحبت واختلاط اور ہر ایک عورت کے حقوق کا بیان) تو عورت چار کام کرلے پھر وہ جنت کے جس دروازہ سے داخل ہونا چاہئے جنت میں داخل ہوجائے (۱) پانچ وقت کی نماز پڑھے (۲) رمضان المبارک کے روزے رکھے (۳) اپنی عزت کی حفاظت کرے اور (۴) اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ عورت کو اتنی بڑی خوشخبری، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور چار چیزوں میں سے کسی میں کمی ہو رہی ہو تو اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

اخلاقِ انبیاء علیہم السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر پہونچے تو انہوں نے کھانا پیش کیا، کھانے کا وقت ہوگا کہ آپ کھانا کھالیجئے اور مہمان کا یہ حق ہے، اگر کھانے کا وقت ہو تو کھانے کے لئے پوچھنا چاہئے آپ لوگوں نے کھانا کھایا کہ نہیں؟ اور جو آنے والا مہمان ہے اسے چاہئے کہ پہلے سے اطلاع کردے، آج کل فون کی سہولت ہے، آنے سے پہلے فون کردے کہ ہم

اتنے آدمی آرہے ہیں، آپ کے گھر کھانا کھائیں گے تاکہ گھر والوں کو تکلیف نہ ہو، آخری وقت ہے اور کھانے کی فرمائش کررہے ہیں یہ چاہیئے وہ چاہیئے، اب کھانا بنانے بیٹھے تو ان کو تکلیف ہوگی اور مہمان کے لئے کتابوں میں ادب لکھا ہے کہ حتی الوسع میزبان کے گھر والوں کو تکلیف نہ دے، تو پہلے سے اطلاع کردے کوئی مجبوری ہوگئی تو اور بات ہے، ایسی حالت میں جو کھانا پیش ہو کھالو اس میں عیب نہ نکالو۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کھانا پیش کیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ''میں نے جو بکریوں کو پانی پلایا تھا اس کا بدلہ تو نہیں ہے، اس کے بدلہ میں تو مجھے کھانا نہیں کھلایا جارہا ہے؟'' حضرت شعیب علیہ السلام نے جواب دیا نہیں، بلکہ میزبانی کی ہماری عادت ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کھانا کھایا پھر سارا واقعہ بیان کیا ﴿فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ﴾ (سورۃالقصص، آیۃ: ۲۵) اور حضرت موسی علیہ السلام تقریباً دو سو میل پیدل چل کر آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمادیا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر پہونچ گئے۔ ویسے جب آدمی اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ نکالتے ہیں، کہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بغیر گھر کے، کھانے پینے کا کوئی سامان ساتھ نہیں، پیدل چلے ہجرت کرلی اور ہجرت کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر تھی، حضرت شعیب علیہ السلام کے جانور کی خدمت کی، یعنی ان کو پانی پلایا، اس خدمت کی برکت تھی کہ ایک نبی کے گھر پہونچ گئے۔

مخلوق کی خدمت کرنے سے خالق کی عبادت ہوتی ہے

خدمت بہت اونچا عمل ہے اپنی صحت وتندرستی کا خیال کرتے ہوئے کسی کی خدمت کر لینا بہت اونچا کام ہے، کبھی کسی پڑوسی نے بتایا پریشانی ہے یا یہ کہ ان کے گھر میں مہمان آگئے یا اور کوئی تکلیف ہے، اس کو کھانا بنا کر بھیج دو، روٹی بنا کر بھیج دو یہ خدمت بہت اونچی چیز ہے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، نبی کے یہ اخلاق ہوتے ہیں، بغیر لالچ کے جانوروں کو پانی پلا دیا حالانکہ آپ خود تھکے ہوئے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جواب دیا ﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾(سورۃالقصص، آیۃ: ۲۵) اب آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ فرعون کی جہاں تک حکومت ہے اس سے آپ باہر آگئے، یہ ملک فرعون کی ماتحتی میں نہیں ہے، اس لئے یہاں کوئی پکڑنے نہیں آئیگا آرام سے رہیئے۔

اہلیت ملازمت امانت وقوت

حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی نے باپ سے درخواست کی کہ اچھا ہے کہ ہم اس شخص کو کام پر رکھ لیں، کیوں کام پر رکھ لیں کتابوں میں لکھا ہے انہوں نے سوچا ہم جوان ہو رہی ہیں اب ہمارا بار بار جانوروں کو پانی پلانے کے لئے باہر نکلنا ٹھیک نہیں ہے، یہ تو مجبوری تھی اس لئے کہ ہمارے گھر میں کوئی مرد نہیں تھا اور ابا جان بوڑھے تھے اب ایک آدمی ملا ہے جو کام پر رہ سکتا ہے، ملازمت مزدوری کر سکتا ہے، کیوں نہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس کو کام پر رکھ

لیں ﴿قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴾ (سورۃالقصص، آیۃ: ۲۶) ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا ابا جان آپ اس کو نوکری پر رکھ لیجئے، جس کو آپ کام پر رکھیں بہتر ہے کہ قوی اور امانت دار ہو، شعیب علیہ السلام نے دیکھا جب لڑکی خود کہہ رہی ہے اور ظاہر ہے کہ اب بار بار لڑکیوں کا باہر جانا مناسب نہیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر میں کام پر رکھا، تاکہ وہ بکریوں کو روزانہ پانی پلائے اور گھاس چارے کے لئے لے جاسکیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کیا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ ﴾ (سورۃ القصص، آیۃ:۲۷) شعیب علیہ السلام نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک سے تمہاری شادی کرادوں، ﴿عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ﴾ (سورۃ القصص، آیۃ:۲۷) اس شرط پر کہ تم میرے یہاں آٹھ سال تک نوکری کرو ﴿ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ﴾ (سورۃ القصص، آیۃ:۲۷) اگر دس سال مکمل کردو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہوگا، میں تم کو مجبور نہیں کرتا آٹھ سال کی میری شرط ہے لیکن تم اپنی طرف سے دوسال زیادہ کردو اور دس سال رہو تمہاری طرف سے یہ ایک احسان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو قبول کرلیا ﴿قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ ﴾ (سورۃ القصص، آیۃ :۲۸) یہ جو آپ آٹھ اور دس سال کا کہہ رہے ہیں یہ میرے اور آپ کے درمیان ہے ﴿اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ ﴾ (سورۃ القصص، آیۃ:۲۸) ان دونوں میں سے جو بھی

پوری کروں ﴿فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰهُ عَلٰی مَانَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾ (سورة القصص، آیة:۲۸) ترجمہ: سوزیادتی نہ ہو مجھ پر، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں۔ تو آٹھ سال تو یقینی ہے، اب اس میں ذکر نہیں ہے کہ پہلے شادی کرائی یا بعد میں۔ بہرحال دولڑکیوں میں سے ایک سے شادی ہوگئی۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں بڑی لڑکی کا نام صفورا تھا اور چھوٹی کا صفیرہ اور بڑی لڑکی سے شادی ہوئی اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے یہ بڑی لڑکی ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے گئی تھی اور اسی نے کہا تھا ابا جان اس کو کام پر رکھ لیں، اسی لئے علماءِ کرام فرماتے ہیں اس بڑی لڑکی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اخلاق دیکھنے کا موقع ملا کہ یہ شخص کتنا امانت دار، نیک اور صالح ہے۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو کام بکریوں کے دیکھ بھال کا کام سپرد کیا تھا انہوں نے باقاعدہ انجام دیا۔

بہترین رزق قوتِ بازو کی کمائی ہے

تھوڑی دیر کے لئے سوچو کتنے بڑے پیغمبر ابھی نبی اور رسول نہیں بنے تھے لیکن بننے والے تھے یہ کام انہوں نے خوشی سے کیا، آج ہمارا ماحول دیکھو ہمارے جو نوجوان ہیں وہ کام ملتے ہوئے بھی کام کرنے کے لئے تیار نہیں، بیٹھے بیٹھے پیسے ملتے رہیں بہت اچھا، دستخط کرتے رہو یہ پسند ہے، حالانکہ شریعت اور اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ جب تک تمہارے بدن میں طاقت وتندرستی ہے کام کر سکتے ہوں تو ضرور کام کرو بیٹھے بیٹھے مفت کا کھانا اچھا نہیں، اس لئے

کہ اس کھانے کے پھر اثرات ہونگے کتنے لوگ ہے کہ ہے کہ جان بوجھ کر طاقت ہمت وتندرستی سب کچھ ہونے اور کام ملنے کے باوجود بیکار بیٹھے ہیں اور جب آدمی بیکار ہوتا ہے کوئی کام نہیں ہوتا تو پھر اِدھر اُدھر کی سوجھتی ہے، صبح چائے پی کام پر تو جانا نہیں ہے بیٹھے گپ شپ لگا رہے ہیں، کسی کی غیبت اور چغلی کر رہے ہیں۔ ہاں کوئی آدمی بچارہ بیمار ہے یا اس کو کام نہیں مل رہا ہے یا جو کام مل رہا ہے وہ کر نہیں سکتا تو مجبوری اور معذوری ہے، لیکن اگر کام کر سکتا ہو اور کام ملتا بھی ہو تو ضرور کرنا چاہئے، شریعت نے یہ تعلیم دی ہے کہ اپنی قوت بازو سے کما کر کھاؤ، اپنی ہمت اور کوشش سے کھاؤ روزی تلاش کرو ﴿فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ الجمعة، آیة: ۱۰) خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جاؤ روزی کماؤ۔

بعض کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے اللہ اللہ کریں گے اور نماز پڑھیں گے، بے شک نماز پڑھنا اپنے وقت پر اہم فریضہ ہے ارکان اسلام میں سے ہے لیکن یہ نماز تو وہاں بھی پڑھ سکتے ہیں، کتنے لوگ کارخانے میں نماز پڑھتے ہیں، تو شریعت کی تعلیم ہے کہ جاؤ کام پر جاؤ بیکار بیٹھے ہوئے دستخط کر کے کھانا اچھا نہیں، نبیوں نے کام کیا ہے، حالانکہ نبی کا اعتماد تو اللہ تعالیٰ پر بہت اونچا ہوتا ہے، نبی کا جو یقین ہوتا ہے وہ کسی کا نہیں ہوتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں، ابھی اگر کوئی مولوی صاحب بکریاں باہر لے کر چرانے جائے تو تمام لوگ یہی کہیں گے پتہ نہیں مولوی صاحب کو کیا ہو گیا، ایسا کام کیا جس

کولوگ کرنے کے لئے تیار نہیں اور ہم لوگ اچھی نظر سے بھی نہیں دیکھتے، اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ اگر آدمی کی صحت اچھی ہو تو کام کرنا چاہئے۔

عورت کی گھریلو خدمت بھی عبادت ہے

اسی طرح عورتوں اور بہنوں کو سبق ملتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں کام کررہی ہیں، اگرچہ وہ مجبوری کی حالت میں باہر گئیں یہ مسائل علیحدہ ہیں کہ کونسی مجبوری میں باہر جانا، کام پر جانا جائز ہے اور کس میں نہیں؟ اس کو بیان نہیں کرنا، بیان تو صرف اتنا کرنا ہے کہ عورتوں کے ذمہ گھر میں کوئی کام کاج، کھانا پکانا، صاف صفائی کرنا، بچوں کی پرورش اور بچوں کو تیار کرنا وغیرہ ہو اس میں شرم نہیں کرنی چاہئے، بعض سمجھتی ہیں کہ بہت بڑے گھر کی لڑکی ہوں، کھانا پکانا نہیں چاہتی، نبی کی لڑکیوں سے سبق حاصل کرو۔

ارشاد مسیح الامتؒ برائے اخوان ملت

حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے، ایک جگہ ساتھ جانا ہوا وہاں مجلس ہوئی، حضرتؒ نے فرمایا گھر میں اچھا سے اچھا کھانا پکاؤ، اچھا پکانا سیکھو، اپنی لڑکیوں کو سکھاؤ، اچھا کھاؤ اور اچھا کھا کر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر یہ ادا کرو یا اللہ! آپ کا کتنا شکر ہے کتنا اچھا کھانا پکا، کتنا اچھا آپ نے ہمیں کھانا دیا، بہترین روٹی ہے، بہترین چاول اور ترکاری، گھر میں پکایا گیا، اپنی آنکھوں کے سامنے دھویا گیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت

ہے۔کس نے کہاتم صرف اچار، روٹی، کچومر کھا کر ہی زندہ رہو، اچھے سے اچھا کھانا کھاؤ،اس نیت سے کہ اس سے جوطاقت حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے،نیت اچھی رکھونمازیں بھی پڑھیں گے اوراللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ جوحقوق رکھے ہیں عبادت کے وہ سب کریں گے، بدن کے اندرطاقت ہوگی تبھی تو آدمی عبادت کرسکے گا۔

نعمت خداوندی کا اظہار مطلوب ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں خودحضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ فرماتے تھے اتنے بڑے بزرگ پیران پیر اللہ تعالیٰ کے ولی بہترین کھانا کھاتے تھے، حضرت فرماتے تھے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ مرغ بریانی، قورمہ اوراچھے سے اچھا کھانانہ ہو۔ اچھا کھانا اگرناجائز ہوتاتو یہ حضرات کیوں کھاتے ؟ تواچھے سے اچھا کھانا کھاؤ لیکن ظاہر بات ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے،سمجھداری دی ہے ہمارے پاس پیسے ہیں اچھا کھاؤ، یہ نہیں کہاجاتا کہ پیسے نہیں ہیں قرض لےکراچھے سے اچھا کھانا کھاؤ، یہ کس نے کہا یہ تو ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ نے پیسے دئے ہیں تواللہ تعالیٰ کی نعمت ہمارے اوپر ظاہر ہونی چاہئے، یہ کیا کھانا تواچھا کھارہے ہیں اورکپڑا ایسا پہن رہے ہیں جیسے یہی سب سے زیادہ غریب ہے، یہ تواللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا صحیح استعمال کرے اورنیت ٹھیک رکھے۔

سادگی محبوب ہے

اورایک بات جوکبھی ایسے ماحول کے اعتبار سے کہی جاتی ہے، دیکھو اصول تو یہی ہے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اچھا کھانا کھاؤ اپنے پیسے سے اچھا کپڑا پہنو اور نیت اچھی رکھو، فخر وتکبر دوسروں کو حقیر سمجھنے کے لئے نہیں، لیکن کوئی آدمی سادگی کے ساتھ گھر میں رہے اور سادگی کے ساتھ کھانا کھائے اس کی اجازت ہے، بلکہ پسندیدہ ہے، اس لئے پسندیدہ ہے کہ ہماری اصلاح نہیں ہوئی ہے، اچھے سے اچھا کپڑا پہنیں گے، اچھے سے اچھا کھانا کھائیں گے چونکہ ہمارے دل کی اصلاح نہیں ہوئی ہے تو کبھی ہمارے دل میں تکبر پیدا ہوجائے گا، بڑائی آجائے گی اور دوسرے لوگ بھی ہمیں دیکھ کر حسد کریں گے اور نقصان پہونچانے کی کوشش کریں گے، اس لئے کہا جاتا ہے سادگی میں برکت ہے، سادگی والی زندگی اپناؤ تاکہ تمہاری طرف کوئی انگلیاں بھی نہ اٹھائے اور تمہارے اندر تکبر، بڑائی، شہرت، فخر وغرور، نام ونمود، ریا کاری پیدا نہ ہو، گھر میں سب نیک ہیں خوشی سے سادہ کھانا کھارہے ہیں، کوئی ناشکری اور شکوہ شکایت نہیں ہے، ایسے لوگوں کے لئے سادہ کھانا اچھا ہے، تاکہ پیسے بچاؤ، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلو، دین کی محنت کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیر خیرات کرو، سادگی کے ساتھ رہنے اور کھانے میں جتنے پیسے بچائے ہیں وہ کتنے لوگوں کے کام آئیں گے، مسجد میں کام آئیں گے، مدرسہ میں کام آئیں گے، غریبوں، فقیروں، مسکینوں اور یتیموں کے کام آئیں گے، اوہو!

کتنا کام آیا لیکن اپنی حاجت وضرورت کا خیال رکھتے ہوئے ، یہ نہیں کہا جارہا ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کردو ، ہوسکتا ہے کل کوئی ضرورت پیش آجائے تو اپنے پاس بھی جمع رکھو اور یہ جمع رکھنا جائز ہے، اگر نا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ وراثت کے احکام بیان نہیں فرماتے ، وراثت کا مسئلہ تو جب ہے جب کہ آدمی کے انتقال کے بعد مال موجود رہے۔

ہمارے بزرگوں میں مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحبؒ پریسٹن میں رہتے تھے اور وہاں سے دارالعلوم بری میں حدیث شریف کی کتابیں پڑھانے جاتے تھے وہ فرماتے تھے میں نے اپنی اہلیہ سے کہا اتنے پیسے اپنے گھر میں رہنے چاہئے کہ کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو وہ ضرورت پوری ہوسکے۔ یہاں تو آدمی کا انتقال ہوجائے تو اس کے کفن دفن وغیرہ کا ملا کر ایک ہزار پاؤنڈ سے زیادہ تو قبرستان میں قبر کا خرچ ہوجاتا ہے تو یہ اپنے پاس جمع رکھو۔ حضرت فرماتے تھے یہ کیا کہ آدمی کا انتقال ہوا اور بچارہ اتنا مجبور نکلا کہ کفن دفن کے بھی پیسے نہیں، اتنے پیسے جمع رکھو، فضول خرچی کیوں کرو بیکار چیزوں میں پیسے برباد مت کرو۔

دھوکہ دہی سے مال کمانا حرام ہے

ایک بات یہ بھی یاد آئی تو کہہ دوں قبر کا خرچہ اپنے پیسے سے دو، جھوٹ بول کر کلیم (درخواست) نہ کرو، کسی کا انتقال ہوا پھر وہاں سے فارم لاتے ہیں اور پُر کر کے بھیج دیتے ہیں کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ کتنے لوگ دھوکہ

کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، گھر میں ہزار پاؤنڈ جمع ہیں لیکن جب باپ کا انتقال ہوا، ماں کا انتقال ہوا تو پیسے وہاں سے لئے جارہے ہیں، ٹھیک ہے ان لوگوں نے دے دئے لیکن جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں کل کو پوچھ ہوگی، کسی کا انتقال ہو جائے اس کے وارث کے ذمہ ہے کہ کفن دفن کا خرچہ دے، اتنی کیا مجبوری ہوگئی کہ درخواست کی جارہی ہے، ہاں پیسے نہ ہوں تو مجبوری ہے، لیکن جس کے گھر میں ہزاروں پاؤنڈ جمع ہیں اس کا انتقال ہوگیا اور اتنے پیسے چھوڑ گیا شریعت کہتی ہے کہ سب سے پہلے اس پیسے سے کفن دفن کا انتظام کرو، چاہے تمام پیسے لگ جائیں ایک پیسہ بھی نہ بچے کوئی بات نہیں ، فارم بھر کر جو پیسے لیتے ہیں اس میں دیکھو کیا لکھا ہوا ہے میں اس خرچ کو برداشت نہیں کرسکتا اس لئے کلیم (درخواست) کررہا ہو، جھوٹ بول کر دھوکا دے کر پیسے لے آئے۔

دینی رہنمائی عالم کا حق ہے

کئی سال پہلے کی بات ہے باٹلی میں ایک آدمی نے مجھ سے مسئلہ پوچھا، کلیم (درخواست) کئے ہوئے تھے پیسے، آئے اب کیا کریں، میں نے کہا مفتی صاحب سے پوچھوں گا اس لئے کہ مجھے پوری انگریزی نہیں آتی کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ مفتی صاحب نے بتایا اس میں یہ لکھا ہوا ہے میں خرچہ برداشت نہیں کرسکتا اس لئے کلیم (درخواست) کررہا ہوں، جھوٹ بول کر یہ پیسے لئے ہیں، سب سے پہلی بات مفتی صاحب نے یہ فرمائی کہ اس کو

درخواست کرنا ہی نہیں چاہئے ،اس سے پوچھا گیا تمہارے پاس پیسے ہیں؟ کہا ہاں !الحمدللہ ہمارے پاس پیسے ہیں ،تو تو نے کلیم (درخواست) کیوں کیا؟ کہنے لگا فلاں فلاں نے کہا کہ فارم بھر دو۔تو ہم جس معاشرہ میں رہتے ہیں پتہ نہیں کیا کیا کرتے ہیں ،کوئی بچنا چاہے بچے ہم دوسروں کو تو نرمی سے کہہ سکتے ہیں مسئلہ سمجھا سکتے ہیں ،لوگ کہیں گے مولوی صاحب کا کیا جاتا ہے،میرا تو کوئی فائدہ نہیں، مجھے پیسے نہیں چاہئے ،میں تو مسئلہ بیان کرر ہا ہوں مسئلہ بیان کرنے کا حق ہے اور یہ بھی حق ہے کہ دینی بھائیوں اور بہنوں کے سامنے دین کی بات کہوں،پیسے کے بارے میں کتنے لوگ ہونگے جو جھوٹ کلیم (درخواست) کرتے ہیں،آدمی کے دنیا سے جانے کا وقت ہے اور جھوٹ بول کر پیسے لے رہے ہیں،پوری زندگی کیا کیا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں،لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہزار پاؤنڈ مل رہے ہیں تو کیوں جانے دیں ۔ارے دوستو! ایک ہزار پاؤنڈ کی کیا حیثیت ہے کتنے پیسے ہم نے خرچ کرڈالے اس طرح کرنا صحیح نہیں۔

یہ باتیں یاد آئیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تو کہہ دیتا ہوں کوئی ناراض ہو یا خوش ہو ہر ایک کی اپنی مرضی ہے،ہمیں تو دین کی بات پہونچانی ہے کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں پتہ نہیں تھا۔لہٰذا ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رخصتی کے واقعہ سے چند نصیحتیں

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کردئے تو حضرت

شعیب علیہ السلام نے دونوں کورخصت کیا، رخصت ہونے کے وقت حضرت شعیب علیہ السلام نے ایک لکڑی دی ، یہ وہی لکڑی ہے جس کوعصاء موسیٰ کہتے ہیں،اگرچہ اس میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ﴾(سورة القصص، آية: ۲۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو لے کر گھر سے نکلے،حضرت شعب علیہ السلام نے ان کو رخصت کیا اس سے معلوم ہوا کبھی سسرال میں رہنے کی ضرورت ہوتو رہنے میں حرج نہیں، مجبوری تھی ،حضرت موسیٰ علیہ السلام اجنبی جگہ پر تھے اور وہیں شادی بھی ہوئی۔

اس قصہ سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے اگر کوئی دیندار، نیک اخلاق اور لائق لڑکا مل جائے تو ہم خود اپنی لڑکی کی شادی کے بارے میں پہل کرسکتے ہیں، دوسروں کے ذریعہ بات پہونچاسکتے ہیں،اس میں کوئی قباحت نہیں، اگر یہ ناجائز ہوتا یا عیب کی بات ہوتی حضرت تو شعیب علیہ السلام جیسے بڑے نبی ایسا نہیں کرتے، لیکن ہمارامعاشرہ الگ ہے، ہمارے یہاں تو پتہ نہیں کیا کیا باتیں کرتے ہیں اوراس کو عیب سمجھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا (جو بعد میں ام المؤمنین بنی) جب بیوہ ہوئی تو خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام دیا کہ آپ میری لڑکی سے نکاح کرلیں، لیکن انہوں نے عذر کیا ، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے ،اوراپنی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ اپنی لڑکی کے پیغام میں پہل کرسکتے ہیں،

اگر یہ انتظار ہو کہ ہمارے گھر کوئی پوچھنے آئیگا تو ہم شادی کریں گے، اس طرح کرنے میں ہمارا نقصان ہے، کیونکہ بار بار اچھے دیندار لڑکے نہیں ملتے۔

اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے گاؤں خاندان اور سماج کا لڑکا نہ ہو تو بھی کوئی بات نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے تشریف لائے اور حضرت شعیب علیہ السلام کہاں رہتے ہیں؟ مدین میں کتنی دوری ہے؟ پھر بھی شادی ہوئی، اس لئے اگر کوئی اجنبی آدمی بھی ہو اور ہمیں اس کے اوپر اطمینان ہو دیندار ہو اسلام کا پابند ہو اور دونوں راضی بھی ہوں تو شادی کرانے میں کوئی حرج نہیں، بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری فیملی کا ہوگا تو ہم شادی کریں گے اور ہماری فیملی کا نہیں ہے تو دوسری فیملی میں اپنی لڑکی نہیں دیں گے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے یہ الگ بات ہے کہ شریعت میں کفو کا اعتبار ہے، لیکن کفو کسے کہتے ہیں؟ وہ بہشتی زیور میں ہے اسے دیکھ لو۔ اس لئے ایک گاؤں والے کو دوسرے گاؤں میں مناسب اخلاق والا لڑکا یا لڑکی مل جائے تو شادی کرا دینی چاہئے، بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے لڑکا لڑکی دونوں راضی ہیں اور دونوں شریعت کے پابند لیکن ماں باپ صرف اس وجہ سے منع کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان کا نہیں ہے، یہ غلط طریقہ ہے مناسب رشتے کو ٹھکرانا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تمہارے پاس کوئی شخص نکاح کا پیغام بھیجے اور تم اس شخص کی دینداری اور اسکے اخلاق سے مطمئن و خوش ہو تو (اس کا پیغام منظور کرکے) اس سے نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد

برپا ہو جائیگا۔'' (مظاہر حق، جلد ۳، نکاح کا بیان) یعنی اگر دینداری اور خوش اخلاق کو معیار بنانے کے بجائے حسب ونسب ہی کو فوقیت دی جائیگی تو اکثر عورتیں بے نکاح رہ جائیں گی جس کے نتیجہ میں بدکاری اور اور برائیاں پھیل جائیں گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو بڑی عزت بڑا مقام عطا فرمایا ہے، ماں بہنوں کو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخری دم تک عزت و عافیت کے ساتھ ہمارا ایمان سلامت رکھے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
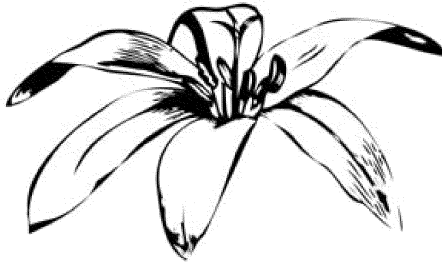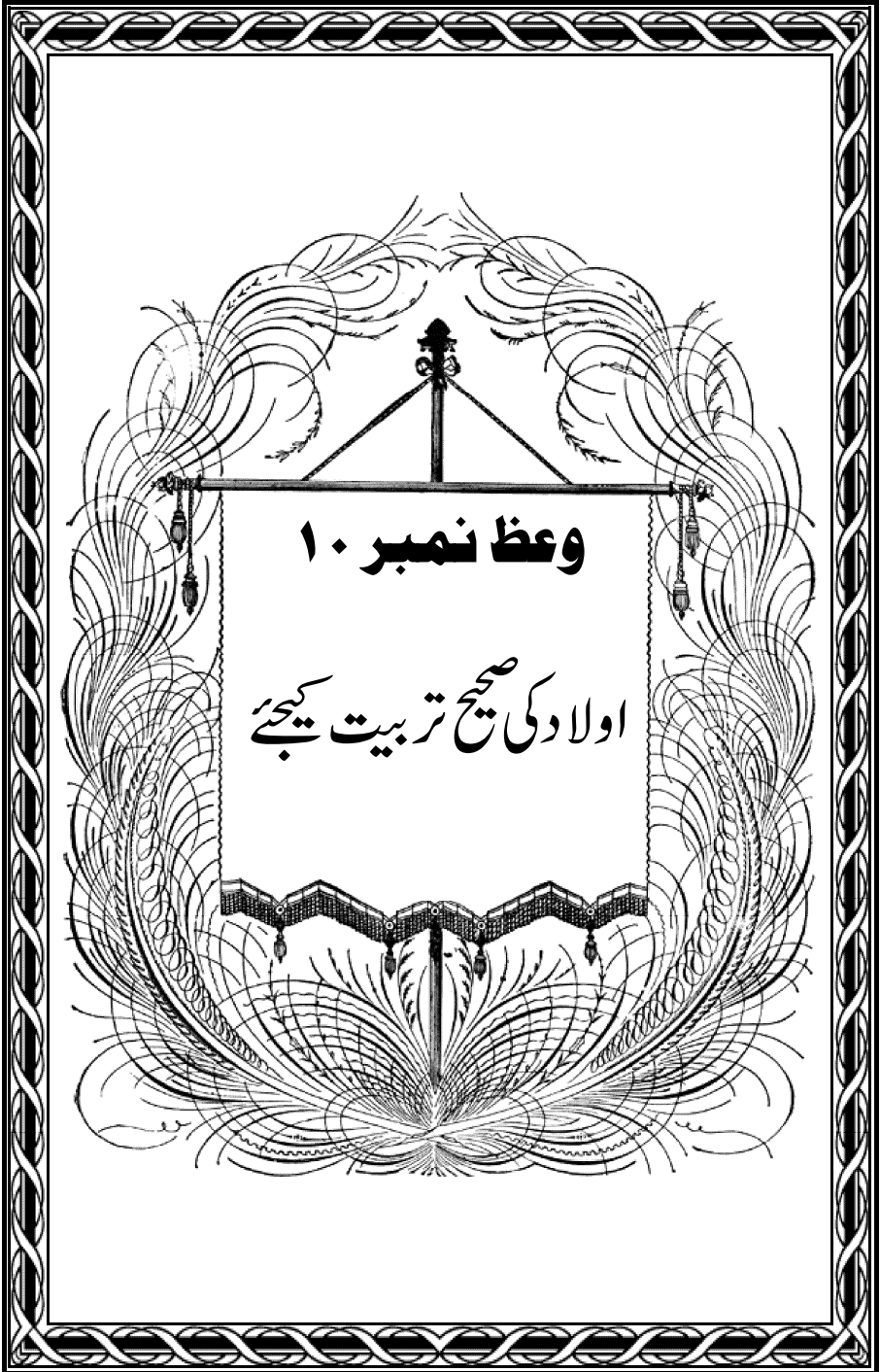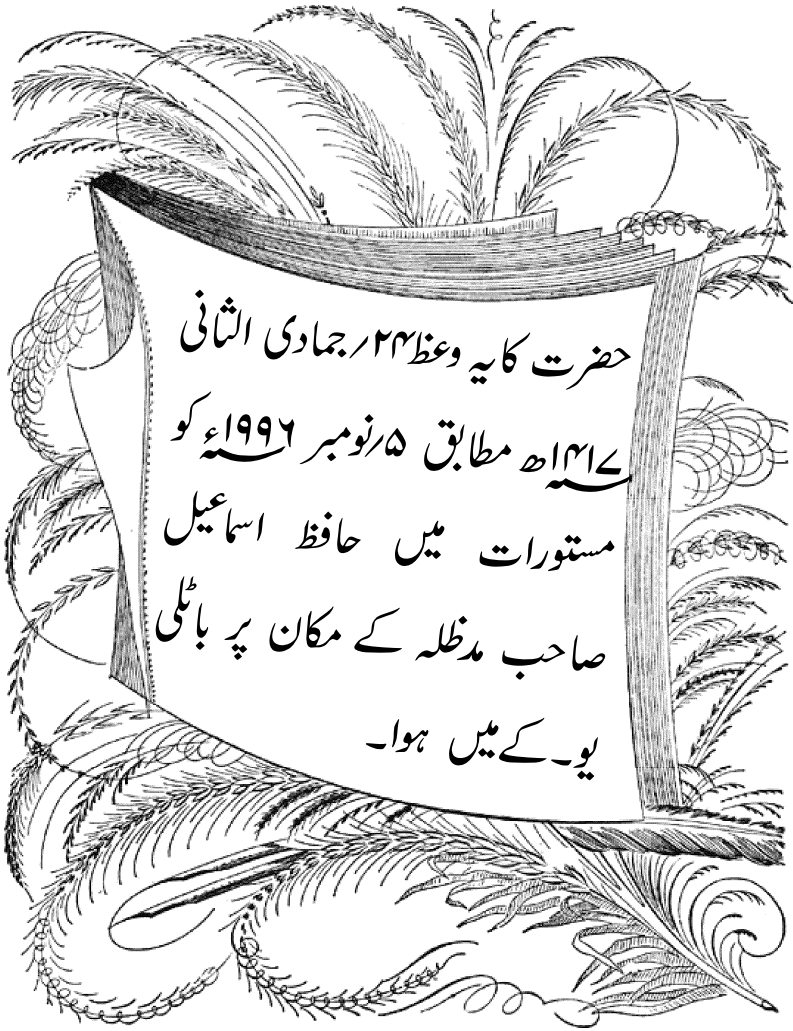
وعظ نمبر ۱۰
اولاد کی صحیح تربیت کیجئے

حضرت کا یہ وعظ ۲۴/ جمادی الثانی
۱۴۱۷ھ مطابق ۵/ نومبر ۱۹۹۶ء کو
مستورات میں حافظ اسماعیل
صاحب مدظلہ کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد !

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۞ بسم الله الرحمن الرحیم

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡناً ﴾ (سورۃ المائدۃ ، آیۃ:۳)

حق تعالیٰ کا فضل ہے ہمیں مسلمان بنایا، مسلمان کے گھر پیدا فرمایا اور یہ بھی بہت بڑا انعام و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہترین دین اسلام نصیب فرمایا ، اسلام جو ہمارے دین کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لئے منتخب اور پسند فرمایا اور یہ ایسا مکمل دین ہے، جس کو اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج (یعنی جس دن یہ آیت نازل ہوئی) میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کیا اور مکمل کا مطلب یہی کہ اس میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی پاک ﷺ کے اوپر ہر چیز کے احکامات کی تفصیل نازل فرمائی اور اس کی تشریح اور وضاحت نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے ہوئی۔

قرآن پاک کی آیت نازل ہوتی تھی اور نبی پاک ﷺ اس کی وضاحت اور تفصیل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے بیان فرماتے تھے، اس کے بعد ائمہ اربعہ نے جو احکامات صراحتاً (صاف صاف) موجود نہیں تھے انہیں نکالا ایک ایک آیت اور حدیث سے کتنے مسئلے مستنبط

فرمائے ،اس لئے ان حضرات کا ہمارے اوپر بڑا احسان ہے،اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ایسی فہم وفراست اوردل عطافرمایا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے امت کے سامنے ان باتوں کو پیش کیا اور آج تک پوری امت چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کو ماننے والی ہے،اکثریت مقلدین حضرات کی ہیں اور ہم لوگ حنفی کہلاتے ہیں، ہماری عربی میں بہت سی کتابیں ہیں ، لیکن اردو میں ان مشہور بہشتی زیور ہے،اس کتاب سے لاکھوں کروڑوں بہنوں نے فائدہ اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحبؒ کو بڑا کمال اور بہت اچھی صفت نصیب فرمائی تھی اور امت کا بڑادردوغم ان کو تھا،اسی طرح جو بدعات وخرافات ورسومات مسلمانوں میں رائج ہوگئی تھی ان کو صاف اور ختم فرمایا ، چنانچہ مستقل اصلاح الرسوم کے نام سے ایک کتاب لکھی رسموں کی اصلاح منگنی ،شادی،غمی ،موت بہت سے موقع پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں وہ کس درجہ کی ہے بدعت ہے،اس کا کیا حکم ہے تمام کو بیان فرمایا۔ہمارے یہاں بھی اگر ایسا موقع ہو تو ہم ان رسم ورواج میں شریک نہ ہوں یا رسم ورواج ہم خود نہ کریں ، مثلاً ایک رسم ہے کہ جب بچے کی پیدائش کا دن آتا ہے جس کو برتھ ڈے کہتے ہیں،لوگ اس کو خوشی کے طور پر مناتے ہیں ، ہمارے اسلام میں یہ حرام ہے ، بڑا گناہ ہوگا یہ تو غیر قوم کی نقل ہے،ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ عقل کے خلاف بھی ہے،مثال کے طور پر لڑکی یا لڑکا آٹھ سال کا ہوا تو یہ ہنسنے اور خوشی منانے کا موقع نہیں ، بلکہ رونے کا موقع ہے کہ اس کی زندگی جتنی

ہوگی اس میں یہ آٹھ سال کم ہوگئے، تو عقل بھی کہتی ہے کہ برتھ ڈے منانا بالکل صحیح نہیں شریعت کے بالکل خلاف ہے، بچے تو نادان ہوتے ہیں، ماں باپ کواس کا خیال کرنا چاہئے، بچے کو یاد بھی نہیں دلانا چاہئے کہ کل تیری برتھ ڈے ہے، بعض مرتبہ اسکول میں ٹیچیر یاددلاتے ہیں، ہمارے بچے بھی اسکول جاتے ہیں بچے کبھی کہتے ہیں تو ہم اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتے اوراگر ہم کہیں صحیح ہے فلاں تاریخ کوتمہاری اتنے سال کی عمر ہوگی تو پھراس کے دل میں اہمیت آجائیگی اوراس کوضروری سمجھے گا، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اورنعمتوں کے صحیح استعمال کی توفیق نصیب فرمائے اورشکر گذاری کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مردوں کی طرح عورتیں ولیہ ہوتی ہیں

تو یہ عرض کرنا ہے کہ جس طرح مردوں میں اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے اونچے درجے کے ولی ہوئے، اسی طرح عورتوں اور بہنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ ہوئیں، ان میں حضرت آسیہؓ جوفرعون کی بیوی تھی اورحضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ان کے ہاتھ ہوئی، علماء فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیسا انتظام فرمایا کہ اس پاک بی بی کوفرعون کے محل میں بیوی بنا کر رکھا (حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ نے اپنے ایک بیان میں فرمایا تھا کہ حضرت آسیہؓ کی حفاظت فرمائی کہ فرعون کوحضرت آسیہؓ سے ہمبستری کی طاقت ہی نہیں ہوسکی) اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ فرعون کے محل میں ایک دن حضرت موسیٰ

علیہ السلام آئیں گے اور یہاں ان کی پرورش ہوگی، لیکن یہاں ان کی پرورش کرے گا کون؟ تو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا انتظام کردیا۔

کتابوں میں لکھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اپنے صاحبزادے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوٹے سے بکس میں بند کرکے دریائے نیل میں ڈال دیا اور اپنی لڑکی کو نگرانی پر مامور کردیا، حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ بکس پانی میں چلتے چلتے اسی جگہ پہونچا جہاں فرعون کی باندیاں نہانے دھونے کے لئے جایا کرتی تھیں، جب ان باندیوں نے اس بکس کو دیکھا تو اس کو نکالا، لیکن جب کھولنے کا ارادہ کیا تو ایک نے کہا اسے مت کھولو اگر اس میں کچھ مال ہوا اور ہم نے کھول لیا تو فرعون کی بیوی کو یہ گمان ہوگا کہ ہم نے اس میں سے کچھ الگ رکھ لیا ہے، ہم کچھ بھی کہیں اس کو یقین نہیں آئے گا، اس لئے سب کی رائے یہ ہوگئی کہ اس بوکس کو اسی طرح بند اٹھا کر فرعون کی بیوی کے سامنے پیش کردیا جائے۔ ﴿وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ﴾ (سورۃ طٰہٰ ، آیۃ: ۳۹) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے محبت ڈال دی کہ موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھتے ہی محبت پیدا ہوجائے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کھولا تو خوبصورت بچہ، بس اس کے دل میں بہت زیادہ محبت آگئی۔ ادھر جب لڑکوں کے قتل پر ماموں پولیس والوں کو فرعون کے گھر میں ایک لڑکا آجانے کی خبر ملی تو وہ چھریاں لے کر فرعون کی بیوی کے پاس پہنچ گئے کہ یہ لڑکا ہمیں دو تا کہ ذبح کردے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک بچہ سے کیا ہوسکتا ہے، وہ

کیا ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے، چلو میں اس کی جان بخشی کراتی ہوں، فرعون کے پاس لے جاتی ہوں تا کہ اس بچہ کو چھوڑ دے، چنانچہ حضرت آسیہؓ اس بچہ کو فرعون کے پاس لے گئی اور کہا تو حضرت آسیہؓ کے کہنے سے فرعون نے جان بخشی کر دی، چھوڑ دیا، اب دودھ پینے کا مسئلہ آیا۔

کلیم اللہ کی تربیت کا تکوینی نظام

حضرت مفتی شفیعؒ صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ اب فرعون کی بیوی نے اس کو دودھ پلانے کے لئے اپنے آس پاس کی عورتوں کو بلایا سب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دودھ پلانے کی خدمت انجام دیں، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی کی چھاتی نہ لگتی (کسی کا دودھ نہیں پیتے) اب فرعون کی بیوی کو یہ فکر ہوگئی کہ جب کسی کا دودھ نہیں لیتے تو زندہ یہ کیسے رہیں گے، اس لئے اپنی باندیوں کو سپرد کیا کہ اس کو بازار اور لوگوں کے مجمع میں لیجائیں، شاید کسی عورت کا دودھ یہ قبول کرلیں۔ اس طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بے چین ہو کر اپنی بیٹی کو کہا کہ ذرا باہر جا کر تلاش کرو اور لوگوں سے دریافت کرو کہ اس تابوت (بوکس) اور بچہ کا کیا انجام ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن باہر نکلیں تو (قدرتِ حق کا یہ کرشمہ دیکھا کہ) فرعون کی باندیاں اس بچہ کو لئے ہوئے دودھ پلانے والی عورت کی تلاش میں ہیں۔ تو ان کی بہن نے کہا میں تم کو ایک گھر کا پتہ بتاتی ہوں ہوسکتا ہے اس کا دودھ پی لے، اس کے بعد اپنی ماں کو بلا لائی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں آئی، فوراً حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے ان کا دودھ پینا شروع کیا، اب ان لوگوں نے کہا یہیں محل میں رہو، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے کہا میرا ایک لڑکا ہے جو دودھ پیتا ہے (حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور اس سال میں پیدا ہوئے تھے جس میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے یہ سب کو معلوم تھا)، اس لئے میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ مجبوراً ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو واپس کر دیا، کہ اچھا لے جاؤ، اس کا دھیان رکھنا، دودھ پلانا، نگرانی کرنا، چنانچہ ان کی ماں اپنے گھر لے آئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کا نشوونما (پرورش) خاص طریقے پر فرمایا۔ تو حضرت آسیہؓ نے کتنا بڑا اور بہترین کام کیا، ایک بچہ کو بچایا جب کہ بکس کھولنے کے بعد لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ اس کو قتل کر دو لیکن حضرت آسیہؓ نے کہا ایک بچہ سے کیا ہوگا، اس کو معاف کر دو اور اس کو چھوڑ دو۔ بچانے والے تو اللہ تعالیٰ تھے لیکن دنیا دارالاسباب ہے، سبب کے درجہ میں حضرت آسیہؓ نے سفارش کی اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی، ان کو بڑا بھی کیا، دودھ کے زمانے سے لے کر جوان ہونے تک حضرت موسیٰ علیہ السلام وہیں رہے۔

تو اچھی عورت کی پرورش ایک بچہ کو مل جائے، نیک و پرہیز گار عورت کی گود مل جائے، تو پھر وہ بچہ نیک و پرہیز گار، دیندار بنتا ہے، اس لئے کہ اس کی پرورش کرنے والی نیک ہے، چاہے ماں ہوں یا کوئی اور، اس بچہ کو اچھی گود مل رہی ہے، خوش نصیب ہے وہ بچہ جس کی ماں ایسی نیک اور پرہیز گار ہو،

جو تربیت اور پرورش میں شریعت کی ایک ایک چیز کا خیال کرنے والی ہو، بہرحال حضرت آسیہؓ نے بہترین پرورش کی یہ حضرت آسیہؓ ایسی نیک عورت ہے جن کی ہمارے حضرت نبی پاک ﷺ نے تعریف فرمائی ہے۔ کتنی پرہیزگار اور بزرگ عورت ہوگی جن کی تعریف فرمائی گئی، اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہؓ کو بڑے درجے عطا فرمائے۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام یہاں سے مدین تشریف لے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں پہونچے جہاں پورے دس سال رہے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول بنانے والے تھے، اب یہ نبی اور رسول بننا اگرچہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے لیکن دنیا میں اکثر یہ دستور رہا ہے کہ دین کے لئے کچھ نہ کچھ مجاہدہ کیا جاتا ہے، کچھ قربانی دی جاتی ہے، جس میں بہت ساری حکمتیں ہوتی ہیں، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تو فرعون کے محل میں رہے، وہیں پلے، بڑھے، جوان ہوئے، اب انہیں نبوت ملنے سے پہلے کچھ مجاہدہ کی ضرورت تھی، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں دس سال بکریاں چرائیں، بڑا مجاہدہ ہوا، روزانہ بکریوں کو لے جانا، چارہ کھلانا پانی پلانا اور گھاس پانی کے بعد واپس لانا، ایک دو سال نہیں دس سال تک ایسا کیا، اس لئے کہ آگے نبوت ملنے والی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ بہترین تربیت فرمائی۔

علماءِ کرام لکھتے ہیں بکریاں چرانے میں مصلحت یہ ہے کہ بکری اور بھیڑ

ایسے جانور ہیں جن کے پاؤں بڑے کمزور اور پتلے ہوتے ہیں، دوسری بات بکریوں کا جب ریوڑ چلتا ہے تو کوئی بکری ادھر چلی جاتی ہے، کوئی ادھر چلی جاتی ہے، ہم نے بچپن میں اپنے گاؤں میں دیکھا اس کے چرواہے کو بڑا ہی چوکنا رہنا پڑتا ہے، اگر کہیں جنگل میں ادھر اُدھر چلی گئی تو بھیڑیا کھا جاتا ہے، کوئی جانور اس کو ہلاک کردیتا ہے، اگر اس کو مارنے میں سختی کی زور سے لکڑی ماری تو پاؤں ٹوٹ جاتا ہے، بکریوں کے چرواہے کو بڑے تحمل اور صبر سے رہنا پڑتا ہے اور یہی ضرورت ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام کو کہ وہ اپنی امت پر صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں، تو بکریوں کے چرانے میں یہ مصلحت بتائی، اکثر انبیاء علیہم السلام بلکہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانہ میں بکریاں چرانے کا کام کیا ہے، تا کہ آگے چل کر جب ان کو نبوت ملے گی امت کے ساتھ کس طرح رہنا ہے، امت میں ہر طرح کے لوگ ہونگے، کوئی ایسا ہوگا جو بے پڑھا لکھا جاہل آدمی ہے پتہ نہیں کیا کر ڈالے گا اور کیا گستاخی اور بے ادبی کرے گا اس کی تربیت محبت سے ہو اور امت کے ساتھ شفقت پیدا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلق خدا پر رحم کرنا

معارفِ مثنوی وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ بکریاں چرا رہے تھے، ایک بکری بھاگ گئی اور تیز دوڑنے لگی، حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے دوڑے، بکری آگے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیچھے پیچھے، یہاں تک کہ وہ بکری بھاگتے بھاگتے اتنی تھک گئی کہ خود کھڑی ہوگئی اور موسیٰ

علیہ السلام بھی کھڑے ہوگئے، اب دیکھو بکری اتنی بھاگنے کے بعد جب کھڑی ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ نہیں کیا، ان کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے مارنا شروع نہیں کیا کہ کتنا تو نے مجھے تھکا دیا، بلکہ کتابوں میں لکھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بکری کے بدن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگے تجھے میرے اوپر رحم نہیں آیا تو کوئی بات نہیں، لیکن اپنے اوپر تو رحم کرتی، تو نے دوڑ دوڑ کر اپنے آپ کو تھکا دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بکری پر اس طرح رحم فرمایا، ان کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہوگئی کہ تحمل، صبر اور شفقت کا معاملہ کریں تو موسیٰ علیہ السلام نے غصہ ہوکر بکری کو مارنا شروع نہیں کیا، بلکہ کہنے لگے میرے اوپر رحم نہیں آیا تو اپنے اوپر رحم کرتی، اس قدر دوڑی کہ خود تھک گئی، انبیاء علیہم السلام سے یہ کام کروایا گیا۔

مائیں اندازِ تربیت سیکھیں

ہماری مائیں جو اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہیں کوئی چھوٹا ہے کوئی بڑا ان کے ساتھ تربیت کا معاملہ کیسا ہو اس کو سمجھنا اور سیکھنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ صرف شفقت اور مہربانی ہی کا معاملہ ہو، پڑھنے جانے کے لئے تیار نہ ہو تو کہیں کوئی بات نہیں روزانہ تو جاتا ہی ہے آج نہ جائے تو کیا ہوا؟ نہیں ایسی شفقت اور محبت نہیں ہونی چاہیے، بلکہ محبت اور پیار سے سمجھا بجھا کر پڑھنے بھیجو، اس میں کیا فائدے ہیں وہ بتلاؤ، اللہ تعالیٰ خوش ہونگے، راضی ہونگے اور آخرت میں بے شمار انعامات اور ثواب عطا کریں گے، اس طرح تیار کرکے

بھیجو، نماز کا وقت ہے اس کو اٹھاؤ اور مسجد بھیجو، اگر مسجد نہ جا سکے تو گھر میں نماز پڑھ لے، تو شفقت ایسی ہونی چاہئے جس میں بچہ بگڑنے نہ پائے ورنہ اکثر بچہ ماں کے لاڈ و پیار سے بگڑ جاتا ہے۔ البتہ باپ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت دی ہے کہ باپ بچہ پر کبھی غصہ کرتا ہے اور نرمی کا موقع ہو تو نرمی بھی کرتا ہے تاکہ بچہ کا مستقبل اچھا ہو، اگر باپ نے دیکھا کہ بچہ نے نماز نہیں پڑھی تو تنبیہ کرتا ہے، لیکن ماں کہتی ہے کوئی بات نہیں کتنے بچے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اگر ہمارے لڑکے نے نماز نہیں پڑھی تو کیا ہوا؟ ایسا کہہ کر ماں بچالیتی ہے۔

بیٹا باپ بننے سے پہلے دادا بن گیا

ہمارے استاذ حضرت مولانا سید ابرار احمد صاحبؒ جو ترکیسر کے شیخ الحدیث تھے، یہاں بھی کئی مرتبہ تشریف لائے، بڑی محبت کا معاملہ فرماتے تھے اور بہت اچھی اچھی باتیں بیان فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، وہ فرماتے تھے اکثر ایسا ہوتا ہے ماں، خالہ، نانی وغیرہ بچے کے ساتھ اس قدر مہربانی اور نرمی کا معاملہ کرتی ہیں کہ پھر وہ بچہ ایسا دلیر ہو جاتا ہے کہ کسی سے ڈرتا نہیں اور جب بھی ایسا کوئی موقع آتا ہے تو یہ تینوں خاص طور پر طرف داری کرتی ہیں، اب بچہ جب یہ دیکھتا ہے اگر میں کچھ غلطی کروں، سبق یاد نہ کروں، مدرسہ نہ جاؤں، باپ سمجھانا چاہے تنبیہ کرنا چاہے تو ماں طرفداری کرتی ہے، اسی طرح باہر کسی لڑکے سے جھگڑا

ہوتو بھی ماں اپنے بچہ کی طرفداری کرتی ہے، یہ نہیں دیکھتی کہ اس میں کس کا قصور ہے، حالانکہ ایک دم طرفداری نہیں کرنی چاہئے، ورنہ بچہ بگڑ جائیگا۔ حضرت مولانا فرماتے تھے پھر تینوں طرفدار ہوکر کہتی ہیں میرے لڑکے کا نام تو لے اور جب بچہ یہ دیکھتا ہے کہ میرے ساتھ تین تین فوج ہیں، میں جو چاہوں کروں یہ تینوں مجھے بچالیں گے،تو حضرت بعض مرتبہ ہنستے ہوئے فرماتے تھے یہ بچہ باپ بننے سے پہلے دادا بن جاتا ہے۔ انڈیا گجرات میں دادا اس کو کہتے ہیں جو بہت طوفانی ہو،سب کو مارتا ہو،تو اللہ بچائے پھر تربیت بہت مشکل ہوتی ہے،اس لئے محبت اور نرمی اپنی جگہ،شریعت کی تعلیم اور حد میں رہ کر کرنا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد اور وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمھارے بچّے سات سال کی عمر کے ہو جائیں تو انہیں نماز ادا کرنے کی تاکید کرو۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھواؤ اور ان کے سونے کے بستر الگ کردو۔ (ریاض الصالحین، جلدا، اہل خانہ اور متعلقین کو نیکی کا حکم کرنا) اس طرح سے اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تربیت کریں گے تو یہ بچہ انشاء اللہ تعالیٰ دین پر رہے گا، ماں باپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنے گا تو ماں کو بچہ کی غلطی اور شریعت کے خلاف کام کرنے پرٹوکنا چاہئے ۔ والدین کو چاہئے کہ مدرسہ کے معاون ہوں نہ کہ مخالف، مثلاً بچہ مدرسہ آیا لیکن مدرسہ جو یونیفارم تھا یا مدرسہ میں جس طرح رہنا چاہئے اس کے خلاف کیا مدرسہ کے مہتمم صاحب یا صدر مدرس نے کہا تم نے

قانون کے خلاف کیا ہے اس لئے جاؤ اور اپنے ابا کو بلا لاؤ، اب یہ بچہ گھر جاتا ہے تو ماں باپ کو اس بچہ کا ساتھ نہیں دینا چاہئے بلکہ مدرسہ والوں کا ساتھ دینا چاہئے، ورنہ ماں باپ آ کر یہ کہیں کہ اس میں کیا ہوا یہ تو سب پہنتے ہیں، آج کل تو یہ فیشن ہے، مدرسہ والے تو بچوں کی تربیت اور خیر خواہی کے لئے کرتے ہیں اگر ماں باپ اور گھر والے بھی ساتھ نہ دیں تو نظام کیسے چلے گا؟ بعض بچے مدرسہ کے وقت پر اسکول سے کھیلنے چلے جاتے ہیں، کرکٹ کے سیزن میں کرکٹ کھیلنے چلے گئے، فٹ بال کے سیزن میں فٹ بال کھیلنے چلے گئے، ماں باپ بھیج رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں میرا لڑکا آگے جا کر کرکیٹر بنے گا، بہت اچھا بولر بنے گا، بڑا بیٹس مین بنے گا، اب آنے کے بعد دوستوں سے یہی باتیں کرے گا کہ میں کل کھیلنے گیا تھا، دو مرتبہ تو فور مارے، ایک مرتبہ سیکس لگائی، وہی کھیلنے کی بات اور کھیلنے میں ذہن رہے گا، اب اس کی تعلیم کمزور، قرآن شریف کچا رہ جائیگا، کتاب پختہ نہیں، دین کا علم اس کو صحیح نہیں آئیگا اب اس کی تربیت ہو تو کیسے ہو، استاذ پڑھائیں تو کیسے پڑھائیں، تو بچہ کی صحیح تربیت ہونی چاہئے اور بہترین تربیت ماں کرسکتی ہے، ایک ایک چیز کا خیال کرے۔

انبیاء علیہم السلام نبوت ملنے سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں

حضرت آسیہؓ نے کیسا خیال فرمایا پہلے ہی بتایا ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (سورۃ القصص، آیۃ: ۹) یہ بچہ ہمیں نفع پہونچائیگا یا اس کو ہم لڑکا

بنالیں گے اوراللہ تعالیٰ کی حکمت اورقدرت دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ پہونچایااللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا (سورة القصص، آية: ٨)﴾ انہوں نے اس کواٹھالیااوراپنے محل میں رکھا،لیکن آگے چل کریہی لڑکا فرعون کو جواپنے آپ کوخدا کہتا تھا،اس کی خدائی کے ہلاکت کاذریعہ اورسبب بنے گااوراسی کے محل میں اس کی پرورش کی جارہی ہے اورفرعون کوحضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانچنے اور پرکھنے کا کتنا موقع ملا۔ نبی نبوت سے پہلے بھی معصوم ہوتے ہیں،بچپن سے لے کرجوانی تک دیکھا پھربھی ایمان نہیں لایا،اس کوایمان کی توفیق نہیں ہوئی،اس لئے بہت زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے آدمی کے بعض گناہوں کی وجہ سے توفیق سلب ہوجاتی ہے۔

صبر آسیہؓ برظلم فرعون

کتابوں میں لکھا ہے اگرکوئی آدمی جان بوجھ کرحرام کالقمہ کھاتا ہے ناجائز چیزیں کھاتا اور پیتا ہے تواس کوعبادتوں کی توفیق نہیں ہوتی،یہی وجہ ہے ہمارے کھانے پینے کی چیزوں میں،کمانے میں بے احتیاطی کی وجہ سے ہمارے اوپر اور ہماری اولاد پراثر پڑتا ہے اوردین پر چلنا مشکل ہوجاتا ہے، ہماری اولاد کا حال دیکھئے کہ ہم نے کھانے پینے کی چیزوں میں بے احتیاطی اورحلال وحرام میں تمیز کا کوئی خیال نہیں کیا اورایسی چیزیں کھاکرہمارے بچے پلیں اور بڑھیں گے توکیسے عبادت کاشوق ہوگا اورکیسے عبادت میں جی لگے گا،

حضرت آسیہؓ نے کتنی احتیاط کے ساتھ گویا اپنا بیٹا بنا کر ان کی پرورش کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے طفیل ان کو ایمان کی دولت سے نوازا، مومنہ ہوئی اور اس ایمان پر حضرت آسیہ ؓ کو بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑی، اس لئے کہ فرعون نے العیاذ باللہ، استغفراللہ، خدائی کا دعویٰ کردیا تھا، لیکن حضرت آسیہؓ ایمان پر قائم، مضبوط اور جمی رہی۔

کتابوں میں لکھا ہے حضرت آسیہؓ پر اتنی سختی اور ظلم کیا اور مصیبتوں کے پہاڑ توڑے کہ حد سے باہر، لیکن وہ نیک بی بی مکمل صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہی، پھر آخر میں فیصلہ کیا کہ اس کو سلا کر اوپر سے ایک بھاری پتھر زور سے مارو تا کہ یہ ختم ہوجائے، فرعون نے یہ پلان بنایا، ادھر حضرت آسیہؓ نے دعا کی اور اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اٹھائیسویں پارہ سورۂ تحریم میں ذکر فرمایا﴿ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴾(سورة التحریم، آیة: ۱۱) اللہ تعالیٰ میرے لئے ایک محل بنائیے جنت میں اور مجھے فرعون کے ظلم سے نجات دیجئے، حضرت آسیہؓ کی یہ دعا قبول ہوئی اور بزرگوں نے لکھا ہے کہ فرعون کے لوگوں نے جب پتھر اٹھا کر ان پر مارنا چاہا تو وہ پتھر ان کے بدن پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی تھی، جس سے ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت آسیہؓ نے روح نکلنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھا اور دیکھتے دیکھتے ان کی روح پرواز کرگئی، اس طرح ان کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا، یہ کتنی

نیک عورت تھی، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحیح تربیت بھی کی اورفرعون کے ظلم پر صبر بھی کیااور آخر تک دین پر قائم رہی، ایسا نہیں کہ کسی تکلیف ومصیبت پر ایمان چھوڑنے کے لئے تیار، نہیں بلکہ ایمان پر جمی رہی اور کیسی کیسی مصیبتیں آئی ہونگی، اس لئے کہ فرعون کے ساتھ اس گھر میں رہنا اورفرعون جب دوسری جگہ کے مسلمانوں پر اتنا ظلم کرتا تھاتو جو گھر میں رہتی ہونگی اس پر کتنا ظلم کرتا ہوگا، لیکن انہوں نے ایمان کو نہیں چھوڑا، اس لئے نبی کریم علیہ السلام نے ان کی تعریف فرمائی ارشاد فرمایا پہلی امتوں میں بہت کم کامل عورتیں ہوئیں لیکن دوعورتیں بہت کامل ہوئیں ایک حضرت آسیہؓ اوردوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم علیہا السلام یہ دوعورتیں بڑی پاکباز نیک پرہیزگار اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنے والی۔ (اشاعتی بہشتی زیور، آٹھواں حصّہ)

اس قصہ میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ گھر میں اپنے شوہر وغیرہ کے ساتھ کوئی تکلیف کا معاملہ پیش آئے، تو اس پر صبر کرنا چاہیئے، حضرت آسیہؓ نے صبر کرکے بتایا اور دوسری بہنوں کو یہ سبق پہونچایا کہ میرے اوپر کتنی تکلیفیں آئیں اور کتنے مظالم اور مصائب کو میں نے برداشت کیا، لیکن ایمان کو نہیں چھوڑا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میں نے اپنی زندگی گزاری، اسی طرح ہمیں اپنے ایمان کو مضبوطی سے تھامنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا دین ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے، ہم، ہماری اولاد، ہمارے شوہر دین پر قائم رہیں اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

تربیت کا فقدان گھروں کی تباہی کا سامان

اوراللہ تعالیٰ نے کتنا فضل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا تو جو دین کی دولت اورنعمت ہمیں ملی ہے، وہ دوسروں تک پہونچانا چاہئے اور دوسری بہنوں میں دین کی فکر پیدا کرنی چاہئے، خاص کر جوبہنیں بیانوں میں آتی ہیں، تعلیم میں شریک رہتی ہیں اور ماشاء اللہ نمازوں کا اہتمام کرتی ہیں اوراللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرتی ہیں، اگرایسی عورتیں دین کی فکرکریں تو بہت بڑا کام ہوجائیگا اور جہاں بیان یا تعلیم ہوان کورغبت دلائیں اور پیارومحبت سے سمجھائیں، دیکھو بہن! فلاں جگہ جمعرات کوتعلیم ہوتی ہے، آدھ پون گھنٹہ میں کیا ہوگا، تھوڑا اپنا کام آگے پیچھے کر کے فارغ ہوکروہاں آجائیں، رسول اللہ ﷺ کی باتیں پڑھی جائیں گی، تعلیم کی جائیگی، قدم قدم پرثواب ملے گا اوردین کی باتیں معلوم ہونگی، ہمارے گناہ معاف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے خوش ہوتے ہیں اورفرشتوں پرفخر کرتے ہیں، کتنے فضائل ہیں ایسی دینی مجلسوں کے۔اس طرح کئی بہنیں شریک ہونگی اور جب ان کے اندر دینداری آئیگی، دین کی فکر پیدا ہوگی تو گھر کا ماحول سدھارے گی اور گھر کا ماحول درست ہوجائیگا۔

آج سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ گھر کا ماحول بگڑا ہوا ہے، گھر میں نماز پڑھنے والا کوئی نہیں، تلاوت کرنے والا کوئی نہیں، تسبیح پڑھنے والا کوئی نہیں، زورزور سے گانا چل رہاہے، میوزک چل رہی ہے، ٹیلی ویژن میں فوٹو

بھی آرہے ہیں، وہاں خیر وبرکت کیسے نازل ہوگی، فرشتے کیسے آسکتے ہیں، اس لئے کہ جہاں فوٹو اور تصویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، اب اس گھر میں جھگڑا نہ ہوتو اور کیا ہو، اولاد دین پر آئے تو کیسے آئے؟ یہ ہم لوگوں کا قصور ہے کہ ہم نے گھر میں تربیت کا اسلام کے مطابق خیال ہی نہیں کیا، تو اگر ہم دین کی باتیں سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو گھر کا ماحول درست ہوتا چلا جائیگا اور ایسا ہوگا کہ جسے دیکھو گھر میں قرآن شریف کی تلاوت، نماز کا وقت ہے تو عورتیں گھر میں نماز پڑھ رہی ہیں، بڑے لڑکے مسجد جا رہے ہیں، لڑکیاں نماز اور تسبیحات میں مشغول ہیں، اور گھر سے باہر نکل رہی ہیں تو برقعہ اور پردہ میں اور جب بھی بیٹھیں تو دین کی بات، دین کا چرچہ، جنت کا ذکر ہو رہا ہے، دوزخ اور وہاں کے عذاب کا تذکرہ۔ اس طرح پورا ماحول اور معاشرہ سدھر جائیگا اور دینداری آجائیگی اور دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر دوسری بہنوں کے لئے دعائیں بھی مانگیں، اس لئے کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے بہت صلاحیت دی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے کے لئے تیار ہے، آدمی خود اپنے اندر طلب پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور توفیق دینگے۔

ایک دل دردمند داعی کا روحانی فیضان

حضرت اقدس مولانا الیاس صاحبؒ نے یہ دعوت کا کام شروع فرمایا، کتنے مجاہدے کے ساتھ اکیلے کام کرتے تھے، دین کی بات کو پہونچاتے تھے، بعض بزرگوں سے سنا کہ لوگوں نے ان کو دھکے بھی دیئے، لیکن حضرت کو ایک

فکرتھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ذریعہ اور سبب بنادیا اور کام انہوں نے میوات سے شروع کیا، لوگوں سے سنا وہ ایسا علاقہ اور ایسی جگہ ہے جہاں مسلمان جیسے نام بھی رکھتے تھے اور کافر جیسے بھی اور شادی کے وقت مسلمان کے عالم بھی اور ہندو کے سادھو بھی، سارا کام ہندوؤں جیسا، لیکن جو محنت اور دعوت کا کام ایسے علاقہ سے شروع فرمایا ابھی سوسال بھی نہیں ہوئے لیکن دیکھو تو کتنے مدرسے، مسجدیں، کتنے علماء حفاظ اور دینی ماحول۔ ایک اکیلا اللہ تعالیٰ کا بندہ کام کرنے والا، لیکن ان کو فکر تھی تو اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت پیدا کردی، کیسی بڑی جماعت جو پوری دنیا میں کام کررہی ہے، مردوں میں بھی، عورتوں میں بھی، ہر جگہ جماعت جارہی ہے، اور اب اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہاں پہونچایا اور ہم پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، انڈیا میں ہم کیسے تھے، ہماری کیا حالت تھی، کھانے پینے اور سونے کا کیا نظام تھا، ایک گھر میں کتنے لوگ ساتھ رہتے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے کتنی سہولتیں دی ہیں، کتنا اچھا مکان، فرنیچر دیکھو، کارپیٹ دیکھو، فریج ہے، واشنگ مشین ہے، صفائی کی مشین ہے اور کیا کیا نعمتیں ہیں اگر ہم نے دین کے بارے میں کوئی فکر نہیں کی تو دنیا کی یہ ساری چیزیں یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے اور قبر میں اکیلے جاکر منکرنکیر کے سوال کا جواب دینا ہے اور جواب نہیں آیا تو کیا ہوگا؟

اسی طرح اپنے بچوں کی فکر ہو، لڑکیوں کو پردہ اور برقعہ پہناؤ، اور ان کو ہمارے نبی ﷺ کی پیاری پیاری سنتیں بتاؤ اور ان سنتوں کو اپنی زندگی میں اور

اپنی اولاد کی زندگی میں لاؤ تو اللہ تعالیٰ دنیا میں چین اور سکون کی زندگی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ سب کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
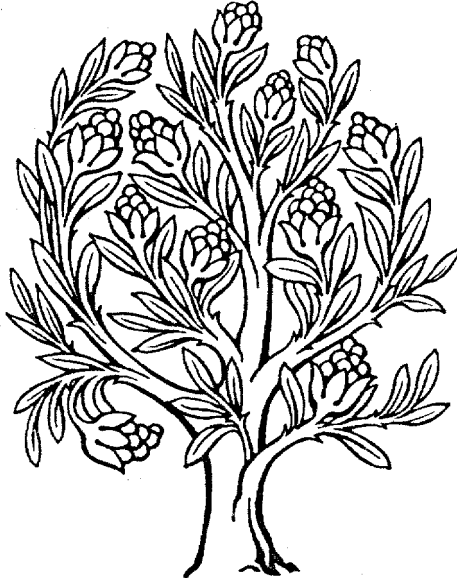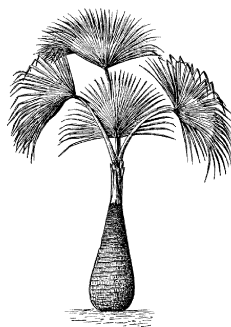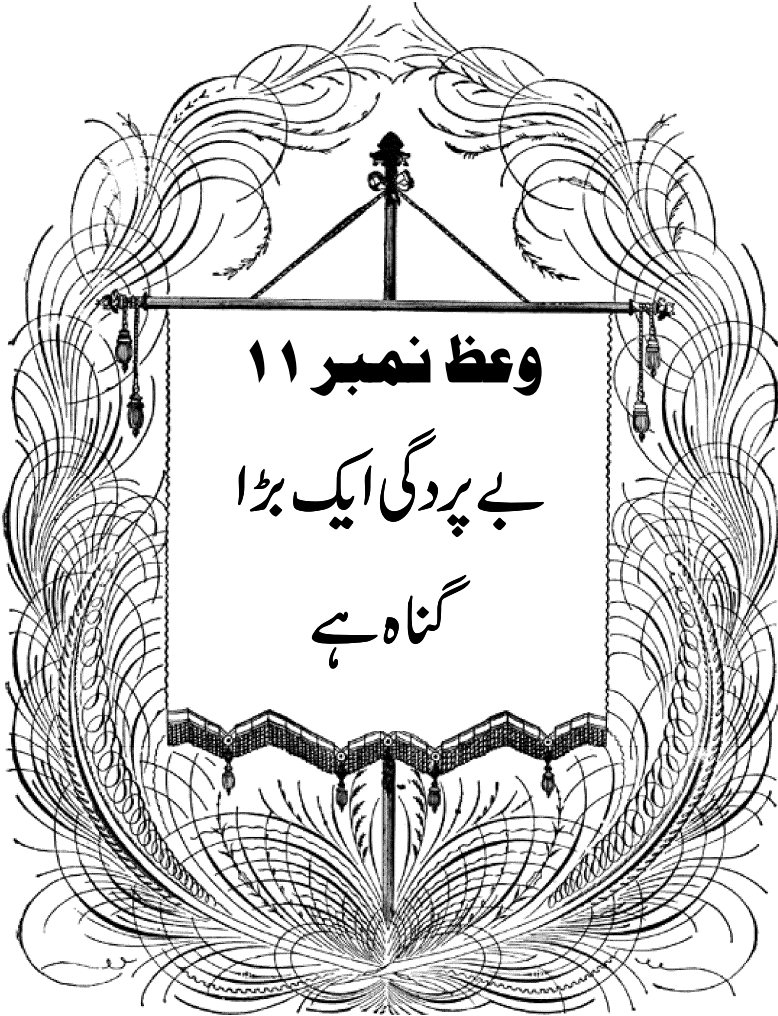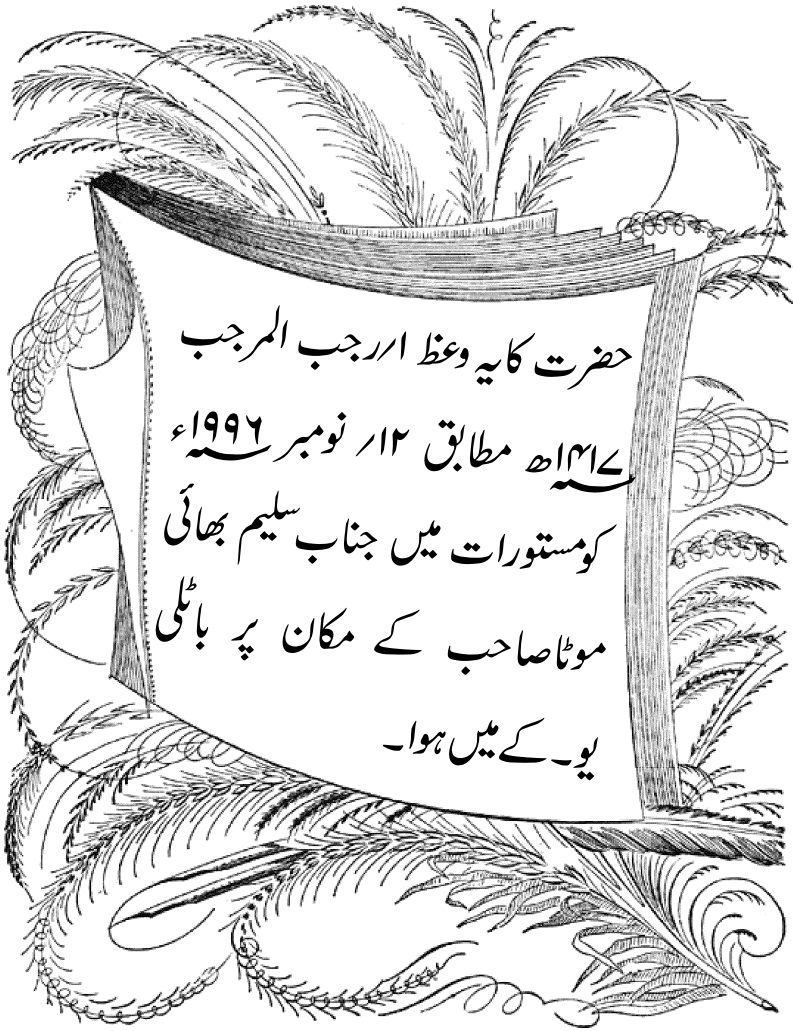
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ۱۱

بے پردگی ایک بڑا گناہ ہے

حضرت کا یہ وعظ ۱؍رجب المرجب
۱۴۱۷ھ مطابق ۱۲؍نومبر ۱۹۹۶ء
کو مستورات میں جناب سلیم بھائی
موٹا صاحب کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم . اما بعد .

اعوذبالله من الشيطان الرجيم ﴿﴾ بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ﴿﴾(سورة المؤمن آية ٦٠)

صدق الله العظيم

دینی رہبری ایک بہت بڑی نعمت ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ انہوں نے ہمیں دین کی باتیں سننے کے لئے جمع ہونے کی توفیق نصیب فرمائی، الحمدللہ۔ اس طرح کی تمام نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں، اور بھی جتنی نعمتیں ظاہری و باطنی اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں پر فرمائی ہیں ان سب کا اللہ تعالیٰ کا دل سے شکرادا کرتے ہیں کہ بغیر استحقاق کے بے شمار نعمتوں سے نوازا، ورنہ کتنے لوگ ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ مثلاً ہم بہت ساری جگہوں پر نظر ڈالتے ہیں جہاں ماں بہنوں کے لئے وعظ و بیان کا کوئی خاص بلکہ کسی قسم کا نظم نہیں، اور یہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے سلیم بھائی اور حافظ صاحب کے یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمادیا کہ دین کی باتیں سننے کے لئے خاص ماں بہنیں آتی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

سننے کا اصل مقصد عمل ہے

سننے کا اصل مقصد عمل ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ہی یہ نیت کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ ہم علماءِ کرام کی بات کرتے ہیں کہ بہت سی مرتبہ کتابوں کو سننے یا علماءِ کرام کی مجلس میں بیٹھنے سے ان کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات یا فلاں مسئلہ ہمارے ذہن میں نہیں تھا، مدرسہ کے زمانہ میں پڑھا تھا، بھول گئے، اب سننے کے بعد اس مسئلہ کی طرف توجہ ہوئی، عربی کا مقولہ ہے ''اذا تکرر تقرر'' ایک بات جب بار بار سنی جاتی ہے تو وہ مضبوط ہو جاتی ہے، اس لئے ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ کثرت سے دین کی باتوں کو اپنے کانوں کے ذریعہ سُنا کریں، یہ نہ سمجھیں کہ یہ باتیں تو ہماری سُنی ہوئی ہیں، اور سُنی ہوئی باتوں کو سننے سے کیا فائدہ؟ ایسا نہیں ہے بلکہ سُنی ہوئی باتوں کو سننے سے بھی فائدہ ہے، نیکی اور ثواب کا فائدہ تو اپنی جگہ پر ہے ہی، کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ سُن لیا، ثواب بھی مل گیا، لیکن عمل کی کمزوری ہے، پھر وہی بات دوسری مرتبہ سننے میں آئی، ہوسکتا ہے اس مرتبہ عمل کی توفیق ہو جائے، زندگی میں بار بار ایسا ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ سننے کے بعد پھر عمل کی توفیق ہوتی ہے، اس لئے چاہے نئی بات نہ ہو مگر سننا فائدہ سے خالی نہیں اور عمل کی کمزوری ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے، یا اللہ تعالیٰ! یہ باتیں ہم نے کئی مرتبہ سُنی لیکن عمل نہیں ہو پاتا، اللہ تعالیٰ! ہمیں عمل کی توفیق عطا فرما، اس طرح چند دن کرنے سے اللہ تعالیٰ عمل کی

توفیق عطا فرماتے ہیں۔

عزم سے سننا توفیقِ عمل کا سبب ہے

ساتھ ساتھ جو بات سننا ہے طلب اور پوری توجہ کے ساتھ سننا ہے، ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ بات کو اس طرح سُنا جائے جیسے پہلی مرتبہ سُن رہے ہیں، چاہے یہ بات پہلے سُن چکے ہوں، لیکن پھر بھی سننے کا ادب یہ ہے کہ بات کو اس طرح سنے جیسے یہ باتیں پہلی مرتبہ ہمارے کانوں میں آرہی ہیں، اس جذبہ کے ساتھ سننے سے عمل کی توفیق ہوتی ہے۔

طالب کبھی محروم نہیں ہوتا

طلب یہ بہت بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس لئے کہتے ہیں جو طالب ہوتا ہے وہ کبھی محروم نہیں ہوتا، آدمی محنت اور کوشش کرتا ہے اس کے پیچھے وقت لگاتا ہے اور جان و مال کو لگاتا ہے اس کی برکت سے بھی اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ کئی مرتبہ ایک مضمون ہم اپنی بستی اور گھر میں سنتے ہیں اور کتابوں میں پڑھتے ہیں لیکن جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی بستی کو چھوڑ کر جاتا ہے تو اس کے مستقل اثرات ہیں، اور برکتیں ہیں، اس کی وجہ سے عمل کی توفیق بھی جلدی ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی دعوت وتبلیغ میں نکلا، اپنے گھر بار کو چھوڑا، اور بستر لے کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا، اس کی یہ قربانی مختصر سہی، لیکن قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کو تو نوازتے اور عطا

فرماتے ہیں، اور احساس ہوتا ہے کہ اپنے مقام پر رہتے ہوئے ہماری زندگی غفلت میں گذر رہی تھی ، ہمیں اپنی زندگی کو درست کرنا چاہئے ، اور اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے یہ ترتیب اپنے زمانہ میں بتائی ،لیکن یہ ترتیب دیکھنے جائے تو کوئی نئی نہیں ہے، ہمارے اکابر اپنے بزرگوں کی خدمت میں رہا کرتے تھے، اس وقت یہی طریقہ تھا کہ لوگ چار مہینہ اور اس سے بھی زیادہ وقت کے لئے اپنے شیخ کی خدمت میں رہتے تھے، اور کئی لوگ تو لمبے عرصہ تک رہے اور اپنی اصلاح کرانے کے بعد پھر واپس آئے ،اب اس میں کمی آئی ،لوگوں میں طلب نہیں ہے،طلب کی بڑی کمی ہے۔

مقصدِ تبلیغ حصولِ طلبہ ومریدینِ باصفا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیّب صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے بڑے مہتمم گذرے ہیں،تقریباً ساٹھ (۶۰) سال تک اہتمام پر رہے۔ حضرت حکیم الامتؒ کے بڑے خلیفہ تھے۔ حضرت فرماتے تھے،حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ملفوظات میں ہے کہ ہماری دعوت وتبلیغ کی نقل وحرکت سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ کو طلبہ ملے اور خانقاہ کو اس میں جانے والے مریدین ملے اس لئے ہمارے ساتھی گھر گھر جاتے ہیں تاکہ جب چار مہینہ اور چلے کے لئے نکلیں گے اب ان کو احساس ہوگا کہ ہمیں تو اپنی زندگی میں بڑی کمی اور کوتاہی معلوم ہوئی ، اسی وجہ سے حضرت مولانا عمر صاحب پالنپوریؒ فرماتے تھے میں نے خود سنا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جماعت میں جو نکلے وہ علم اسی طرح مسائل

اپنے علماءِ کرام سے حاصل کرے۔تو چلّے اور چار مہینہ کے بعد علم کی طلب پیدا ہوگی، اس طلب کو باقی رکھے، پھر کسی عالم سے جن کے علم اور پرہیزگاری پر اعتماد ہو ان سے تعلق رکھے اور مسائل پوچھتے رہیں، ضروری ضروری باتوں کا علم حاصل کرتے رہیں، اس طرح علم کی طلب اور جستجو ہوگی اور احساس ہوگا کہ ہمارے اندر باطن کی بہت کمی ہے، ہمارے اندر تکبّر ہے، حسد ہے، دنیا کی محبت ہے، پھر جس بزرگ اور شیخ سے مناسبت ہو ان سے تعلق قائم کرلے تاکہ ان روحانی بیماریوں کی اصلاح ہوتی رہے۔

اصلاحِ نفس کے لئے کبیر نہیں کامل ضروری ہے

حضرت مولانا الیاسؒ خود بھی خانقاہ تشریف لے جاتے تھے، حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ کے پاس اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے پاس، حالانکہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ بڑے اور حضرت مولانا محمد زکریاؒ عمر میں چھوٹے تھے، اس لئے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ بھتیجے اور مولانا الیاس صاحبؒ چچا ہوتے ہیں، اس کے باوجود اپنے بھتیجے کے پاس جایا کرتے تھے، یہ بات نہیں ہے کہ بڑا آدمی چھوٹے کے پاس نہ جائے، بلکہ بڑا آدمی بھی اپنی اصلاح کے لئے چھوٹے کے پاس جا سکتا ہے، حتی کہ استاذ بھی اپنے شاگرد کے پاس اصلاح کے لئے جانا چاہے تو جا سکتا ہے، اور اصلاحی تعلق قائم کرسکتا ہے، اور ایسا ہوا بھی۔

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات

کو بلند فرمائے، ان کے استاذ تھے حضرت مفتی سعید صاحب لکھنویؒ ،تو مفتی سعید صاحبؒ نے اپنے شاگرد حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ سے اصلاح کا تعلق رکھا، حضرت بھی ان کی بڑی عزت فرماتے تھے، اس لئے کہ استاذ تھے، ان کی تواضع اور کسرِ نفسی کی بات ہے کہ استاذ ہونے کے باوجود اپنے شاگرد سے تعلق رکھا، یہ کوئی ضروری نہیں کہ استاذ ہوتو اسے ہر بات میں کمال حاصل ہوسکتا ہے، کبھی کمی ہو اور وہ چیز شاگرد کے پاس کمال کے درجہ میں موجود ہوتو اپنے شاگرد کے پاس جاکر اصلاح کراسکتے ہیں، ان کی خدمت میں رہ کر ان سے رابطہ اور تعلق رکھ سکتے ہیں۔

داعی مواقع دعوت کا متلاشی

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو دعوت وتبلیغ کا کام ہے اس کی کامیابی یہ کہ اس سے طلب پیدا ہوتی ہے، کوئی گھر میں رہتا ہے، مسجد میں نہیں آتا، نہ بیان میں، وہ دعوت وتبلیغ میں نکلنے والے بھائی گھر گھر جاتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں، دین کی بات سُناتے ہیں، اب اتنی بات تو کان میں پڑیگی، پھر مسجد میں آگیا تو الحمدللہ، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم اور احسان ہے کہ گھر گھر جاکر اس عظیم سنت کو زندہ کررہے ہیں، جس کو حج کے ایام میں منیٰ میں جاکر نبی کریم ﷺ ان کو سُناتے تھے، کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ ان کو سمجھایا، دین کی دعوت دی، اپنا تعارف کرایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، اور مجھے یہ باتیں لے کر بھیجا گیا ہے۔ تو منیٰ میں آپ ﷺ نے بہت کام کیا، اس لئے کہ لوگ کام کو آگے پیچھے کرکے حج کے لئے

آیا کرتے تھے، اور حج تو ہر زمانہ میں جاری رہا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک، اللہ تعالیٰ کبھی حج کو بند نہیں فرمائیں گے، جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا دنیا ختم کرنے کا تو کعبہ کو ختم کردیں گے، ایک حدیث میں علامت قیامت میں ہے کہ حبشہ کے لوگ کعبہ پر چڑھائی کریں گے اور وہ اتنا بڑا لشکر ہوگا کہ اس کا اگلا حصہ حجر اسود کے پاس ہوگا اور پچھلا حصہ جدہ میں سمندر کے قریب اور کعبہ شریف کو ایک ایک پتھر گرا کر توڑیں گے۔(فضائل حج) پھر حج بھی بند ہو جائیگا۔ تو ہر زمانہ میں لوگ حج کے لئے گئے، جس جس نبی کے یہاں حج کا جو طریقہ تھا اس کے مطابق حج کیا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب آپ ﷺ کو نبوّت نہیں ملی تھی، چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے، اس وقت بھی لوگ حج میں جاتے تھے، اور جو طریقہ تھا اس کے مطابق حج کو کرتے تھے، اسی طرح نبوّت کے بعد مکہ شریف میں نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ رہے، کافر بھی حج کے لئے آیا کرتے تھے، ان کافروں کا بھی حج ہوتا تھا، یہاں تک کہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ وہ لوگ حج کے لئے آیا کرتے تھے تو کعبۃ اللہ کے طواف کے وقت تمام کپڑے نکال دیتے تھے، ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کپڑوں میں ہم نے بہت سے گناہ کئے تو اس گناہ والے کپڑوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس پاک گھر کا طواف کیسے کریں، بالکل ننگے طواف کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد مستقل اعلان کرایا گیا کہ اب کوئی شخص ننگا طواف نہ کرے۔ چنانچہ مفتی تقی صاحب عثمانی مدظلہ نے درسِ ترمذی میں لکھا ہے مشرکین کا طریقہ یہ تھا کہ

وہ ننگے ہوکر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور اپنے اس شنیع (بُرے) فعل کی یہ حکمت بیان کرتے تھے کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہے انہی کپڑوں میں بیت اللہ کا طواف کرنا بے ادبی ہے، حدیث باب میں اس سے روکا جارہا ہے کہ عُریاناً (ننگے) طواف کرنے کی اجازت نہیں۔ (درس ترمذی، جلد۳، ص ۱۲۵)

پردہ اور ستر کے فرق کو پہچانے

طواف کے لئے ویسے ہی ستر پوشی ضروری ہے جس طرح نماز میں ضروری ہے، نماز میں بدن کے جس حصّوں کو چھپانا ضروری ہے اسی طریقے سے طواف کرتے ہوئے بھی ان ان اعضاء کو چھپانا ضروری ہے۔ مردوں کے لئے مستقل ستر ہے ناف سے لے کر گھٹنے تک، اسی طرح عورتوں کا ستر اس کا پورا بدن ہے، البتہ چہرہ دونوں ہتھیلی پہونچوں تک، اسی طرح دونوں پاؤں کے پنجے ٹخنوں سے نیچے یہ ستر میں داخل نہیں ہے، عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے اس لئے ہمارے یہاں ماں بہنیں نماز پڑھتی ہیں تو چہرے کو کھلا رکھ کر پڑھتی ہیں، اگر چہرہ ستر میں ہوتا تو پھر نماز ہی صحیح نہیں ہوتی، ستر کو تو نماز میں چھپانا فرض ہے، ہاں عورت کے بال ستر میں داخل ہے، اس لئے نماز میں عورت کو اپنے بالوں کو چھپانا پڑیگا، البتہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے۔ لیکن پردہ اس کا ضرور کرنا ہے، اجنبی مرد آئے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے وہاں عورتوں کو اپنا چہرہ چھپانا پڑے گا۔ ستر اور چیز ہے اور پردہ اور چیز ہے، دونوں میں بڑا فرق ہے، بعضوں کو غلط فہمی ہوگئی کہ اگر چہرہ کھول دے پردہ نہ کرے تو جائز ہے

حالانکہ ایسا نہیں ہے، اچھی طرح مسئلہ یاد رکھو کہ عورت کو کسی بھی اجنبی مرد جیسے چچا کا لڑکا، خالہ کا لڑکا، ماموں کا لڑکا یہ سب اجنبی ہیں، شریعت کی نظر میں یہ سب غیر محرم ہیں، یعنی جس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے ان سب سے اپنے چہرے کا چھپانا فرض ہے، یہ الگ بات ہے کہ بڑی عمر کی بوڑھی عورت ہو وہ کسی اجنبی مرد کے سامنے اپنا چہرا کھولے، جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور مجبوری کے تحت ہو تو اور مسئلہ ہے، قرآنِ پاک میں بھی فرمایا گیا: **القواعد من النساء اللتی لا یرجون نکاحا**: وہ عورت جو نکاح کی تمنا نہیں رکھتی ایسی عورت کے لئے گنجائش ہے، لیکن اس میں عمر کی قید نہیں بتائی گئی، مثلاً کوئی عورت ۶۵ سال کی ہے لیکن طبیعت بہت اچھی ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ عورت نکاح کی تمنا نہیں رکھتی، نہیں عمر اگرچہ زیادہ ہے لیکن تندرست ہے، اچھی صحت ہے تو اجنبی مرد کے سامنے چہرہ نہیں کھولنا چاہئے۔

کراچی میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، جو حضرت اقدس شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ کے خلیفہ ہیں، انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ عورت کے چہرے کا پردہ کرنا ہے، اس کے اوپر نقاب ڈالنا ہے، اور پورے چہرے کو ڈھانکنا ہے تا کہ اجنبی مرد کی نظر اس عورت کے چہرے پر نہ پڑے۔ اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی عورت شریعت کے حکم کے خلاف چہرہ کھول کر راستے سے گذرے گی اور اس کو کسی اجنبی مرد نے غلط نیت سے دیکھا تو جتنے مرد نے دیکھا ہے سب کے دیکھنے کا

گناہ اس عورت کو ہوگا، اگر بیس مردوں نے دیکھا تو بیس مردوں کے دیکھنے کا گناہ اس اکیلی عورت کو ہوگا، اگر پچاس مردوں نے دیکھا تو پچاس مردوں کے دیکھنے کا وبال اور گناہ ہوگا، اس لئے کہ چہرہ کھول کر نکلی اور اپنے چہرے کو برقع اور نقاب سے کیوں نہیں ڈھانکا۔

شریعت کے مسئلے کا مدار دل کی صفائی پر نہیں

بعض عورتیں کہتی ہیں ہم چہرہ کھولتے ہیں لیکن ہمارا دل پاک وصاف ہے، ہم تو کسی مرد کو غلط نیت سے دیکھتے ہی نہیں، ایسی حالت میں چہرہ کھولیں تو کیا حرج ہے؟ چلو ہم مان لیں کہ آپ کا دل پاک وصاف ہے، لیکن سامنے والا اجنبی مرد کا دل صاف ہے یا نہیں کون دیکھ سکتا ہے، نیز شریعت کا مسئلہ دل کے صاف ہونے پر موقوف نہیں، اگر ایسا ہوتا تو تمام ماں بہنیں یہی کہتی کے ہمارا دل صاف ہے، پھر پردہ ہی ختم ہوجاتا، مقصد صرف اتنا ہے کہ چہرے کو ڈھانکے اور پردہ کرے چاہے دل صاف ہو یا نہ ہو، کوئی غلط نیت سے دیکھے یا نہ دیکھے، ہاں ایسی جگہ جانا ہو جو میدان ہے اور اڑوس پڑوس میں کوئی اجنبی مرد نہیں ہے جو اس عورت کے چہرہ کو دیکھ سکے وہاں اگر اپنا چہرہ کھولے تو کھولنا جائز ہے، اس لئے کہ وہاں کوئی اجنبی مرد نہیں ہے، لیکن پڑوس میں مکان ہے اجنبی مردوں کے دیکھنے یا گذرنے کا اندیشہ ہے تو پھر چہرہ ڈھانکنا پڑے گا۔

عفت عزت مآب حضرت عائشہؓ اور اہتمامِ حجاب

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے جب سفر فرمایا تو اپنے چہرے کو کھول

دیا، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سفر میں ان کے ساتھ تھے، جب دور سے دیکھتے کوئی آرہا ہے تو اپنی بہن حضرت عائشہؓ سے فرماتے کہ بہن کوئی مرد آرہا ہے، چہرہ ڈھانپ لو، حضرت عائشہؓ چہرہ ڈھانپ لیتی، اور جب وہ مرد گذر جاتا تھا تو پھر چہرہ کھول دیتی تھی، اس عمل سے بھی ثابت ہوا کہ اگر اجنبی مرد گذرتا ہو تو پھر چہرہ ڈھانپنا پڑے گا۔ حضرت عائشہؓ کے بارے میں کون کہہ سکتا ہے استغفر اللہ کہ ان کا دل صاف نہیں تھا، وہ تو ہماری ماں ہے، نبی کریم ﷺ کے ازواجِ مطہرات میں سے ہے، اوران کے بڑے فضائل ہیں، حتی کے بعض فضائل میں تو یکتا ہے، مثلاً ایک ہی بستر پر جب آپ ﷺ ہوتے تھے تو اس وقت وحی نازل ہوتی تھی، یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا، حالانکہ بہت سی بیویاں تھیں، یہ حضرت عائشہؓ کی خصوصیت تھی۔ دوسری خصوصیت کہ حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کو قرآن شریف میں بیان کیا گیا، یعنی مستقل ''سورۂ نور'' کا رکوع نازل ہوا، اسی وجہ سے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ پر جو کوئی تہمت لگائے وہ کافر ہوجاتا ہے، اس لئے کہ ان کی پاکدامنی قرآن شریف میں ہے، یہ بہت بڑی فضیلت ہے، اس کے باوجود چہرے کو ڈھانپتی تھی۔

ایک واجب کا زندہ کرنا ہزار نوافل سے بہتر ہے

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کی خوبصورتی اور حسن کو ظاہر کرنے والا چہرہ ہی ہے، اس کے باوجود کوئی عورت یہ کہے کہ اگر چہرہ کھولدوں تو کیا حرج کی بات ہے، میرا پورا بدن تو ڈھکا ہوا ہے،

جیسے ہندوستان کے بعض علاقوں میں پورا برقعہ ہوتا ہے، لیکن چہرہ کھلا رہتا ہے، اب وہ ایسا کیوں کرتی ہے یہ انہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔

اور حضرت نے مثال دی، اگر کوئی مرد ہے وہ شادی کرنا چاہتا ہے وہ کہتا ہے میں فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس لئے فوٹو دیکھوں گا اگر چہ مسئلہ الگ ہے کہ فوٹو دیکھنا جائز ہے یا نہیں، بہر حال وہ لڑکی کہتی ہے میرا فوٹو لے لیں مگر میرا چہرے کا فوٹو نہ لیں، یعنی میں چہرہ ڈھانک کر کھڑی ہو جاؤں گی، اب اس طرح کا فوٹو یہاں آیا اور لڑکے کے ماں باپ نے یا لڑکے نے دیکھا تو لڑکا یہی کہیگا کہ اس لڑکی کا چہرہ چھپا ہوا ہے، اس کو دیکھ کر میں کیا کروں، اور اگر چہرہ کھولکر فوٹو اُتارے تو لڑکا یہ نہیں کہے گا کہ اس کے ہاتھ پیر کھلے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ وہ یہی کہے گا میں نے دیکھ لیا یہ لڑکی خوبصورت ہے، اس کا چہرہ میں نے دیکھا۔ معلوم ہوا اصل چہرہ ہے، تو اس کو ڈھانپنا ہے، خاص کر اس فتنہ کے زمانہ میں تو بہت ضروری ہے، ماں بہنوں سے کئی مرتبہ درخواست بھی کی تھی کہ اگر ماں بہنیں ہمت اور ارادہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں تو برقعہ پہننا کوئی مشکل نہیں، یہاں کچھ عورتیں ہیں پورا کپڑا ڈھیلا ڈھالا پہن کر بدن کو ڈھانپ لیتی ہیں، اب صرف چہرہ ہے اس کو بھی ڈھانپ لیں، ایک واجب زندہ ہو جائے گا، اور واجب کا زندہ کرنا ہزاروں لاکھوں نوافل سے بہتر ہے، البتہ گھر میں پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ گھر میں اپنے گھر کے ہی آدمی ہیں، یعنی ایسے رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لئے

شادی کرنا حرام ہے۔اور جس کے ساتھ کبھی بھی شادی جائز ہوسکتی ہے اس کو کہتے ہیں غیر محرم، رشتہ دار کے باوجود غیر محرم ہیں تو اس میں احتیاط کرنی چاہیئے ،اور ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ مرد الگ بیٹھیں اور عورت الگ۔

شیطان عورتوں کو جال بناتا ہے

بہت سی عورتیں کہتی ہیں ہم نے بہت سی برقع والی عورتوں کو دیکھا کہ وہ بے احتیاطی کرتی ہیں، ایسا نہیں کہنا چاہیئے، پردہ تو کرنا ہی ہے، جیسے کوئی کہے کہ نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ اس میں دل تو لگتا نہیں؟ تو کیا نماز میں دل نہ لگنے کی وجہ سے نماز چھوڑ دیں گے، نہیں، نماز تو پڑھنی ہی ہے، دل لگانے کی کوشش کریں، پھر بھی دل نہ لگے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز چھوڑ دیں۔ اسی طرح کوئی برقع والی عورت بے احتیاطی کرے یہ اس کی ذمہ داری ہے، اس کو دیکھ کر برقع چھوڑ دیں یہ خیال صحیح نہیں، اس لئے کہ یہ تو واجب ہے، اور واجب کو ادا کرنا ہی پڑے گا، ہم تو مردوں کو بھی کہتے ہیں، جس گھر میں صرف عورتیں ہوں وہاں بغیر ضرورت کے نہیں جانا چاہیئے، اگر مجبوری ہو تو اور بات ہے۔ مثلاً ایک بھائی یہاں ہے اور ایک بھائی دوسری جگہ ہے، اب اس کو ضرورت پڑی اور آیا، بھائی کام پر ہے، بھابھی سے پردہ ہے، اب کیا کریں، کوئی بات کہنی ہے تو کہہ کر چلا جائے، بھابھی کو بھی چاہیئے کہ گھر میں نہ بلائے، ایسا نہیں کہنا چاہیئے کہ آؤ آؤ، بھائی نہیں تو کیا ہوا میں تمہاری بھابھی تو ہوں۔ البتہ باہر سے مہمان آئے ہوں تو بٹھا سکتے ہیں، لیکن بہت احتیاط کے ساتھ، ہم لوگ بعض

مرتبہ غیرمحرم سے بھی ہنسی مذاق کرلیتے ہیں، حالانکہ بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح ہماری سالی (ہماری بیوی کی بہن) چاہے چھوٹی ہو یا بڑی وہ ہمارے لئے اجنبیہ (غیرمحرم) ہے، کچھ لینا دینا ہو دیکر چلے گئے، اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا بہت بُری بات ہے، شیطان عورت کو جال بناتا ہے، ہم نے ہی ہنسی مذاق شروع کردی عورت تو بیچاری کمزور ہے، اس کے بھی دل میں آئے گا اور آگے فتنہ شروع ہوجائے گا، اس لئے شریعت نے پہلے سے ہی روک لگا دی، اور ہمیں ہی نہیں بلکہ امہات المؤمنین کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی :فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (سورۃ الاحزاب، آیۃ ۵۳) صحابۂ کرامؓ سے فرمایا ان کو پوچھنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو، حالانکہ وہ تو بڑے نیک اور صاف لوگ تھے، پھر بھی ان کو تعلیم دی۔ ہم لوگ تو فتنے کے زمانے میں ہیں، ہمیں تو اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسی طرح سفر میں بھی جیسے حج وعمرہ میں اگر کسی وجہ سے تنہا روم میں رہنا پڑے تو مرد کو چاہئے کہ وہاں نہ رہے، ایک روم میں اجنبی مرد وعورت کا رہنا چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہو جائز نہیں ہے، آپ کہیں یہ تو خوہ مخواہ دوسروں پر شک کرنے والی بات ہے، نہیں، شریعت کی تعلیم تو بالکل صاف ہے، اس لئے کے ہم سب کے دلوں کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، مردوں اور عورتوں کو کس بات سے خطرہ ہے، کس بات میں غفلت اور بے احتیاطی کریں گے تو کیا ہوجائے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، اس لئے سب کے لئے عمومی اصول رکھا، سب کے

لئے پردہ ہے، شریعت کی تعلیم میں تو بہت احتیاط ہے، شریعت نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ تہمت کی جگہ سے بچو۔

تعلیمِ نبوت اجتناب از تہمت

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، ایک عورت اور مرد کھڑے راستے پر بات کررہے تھے، اور ظاہر ہے اُس زمانہ کی عورت کوئی بے پردہ نہیں تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فرمائی، یعنی یہ فرمایا کہ تم راستہ میں کھڑے ہوکر عورت سے بات کررہے ہو۔ اس مرد نے یہ جواب دیا کہ حضرت یہ میری بیوی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہی بہترین جواب دیا کہ گذرنے والے کو کیا معلوم کہ یہ تمہاری بیوی ہے، وہ تو یہی سمجھے گا کہ یہ کوئی اجبنی عورت سے بات کررہا ہے، اس لئے کہ کوئی لیبل لگا ہوا تو ہے نہیں کہ یہ میاں بیوی ہے۔ اس لئے احتیاط کرنی چاہئے، اور تہمت کی جگہ سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اگر ضرورت ہو تو اس طرح الگ بات کرے کہ کسی کو تہمت کا موقع نہ ملے، یہ شریعت کی تعلیم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی احتیاط فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا درجہ اور انبیاء علیہ السلام کے سردار ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی احتیاط والی ہے تو ہمیں کتنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

حفاظت از تہمت عمل صاحبِ رسالت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ

وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زیارت کے لئے آئیں، آپ ﷺ اس وقت رمضان کے اخیر عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے، پھر حضرت صفیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کے پاس رہ کر تھوڑی دیر بات چیت کی، پھر اٹھیں اور واپس ہونے لگیں تو نبی اکرم ﷺ بھی انہیں واپس کرنے کے لئے ان کے ساتھ کھڑے ہوئے (ان کو گھر پہونچانے کئے) یہاں تک کہ وہ جب مسجد کے دروازہ پر پہونچیں تو انصار کے دو شخص گذرے (شاید یہ دونوں بزرگ اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے) اور ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے دونوں سے فرمایا ''ٹھہرو'' یہ عورت جو میرے ساتھ ہے صفیّہ بنت حُیَیّ یعنی میری بیوی ہے تو ان دونوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ ﷺ اور ان پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد شاق گذرا تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں پھرتا ہے مجھ کو اندیشاہ ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ (بدگمانی) نہ ڈالدے۔ (بخاری شریف، باب کیا معتکف اپنی ضرورتوں کے لئے مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے، نصر الباری، جلد ۵، ص ۵۷۷) معلوم ہوا تہمت کی جگہ سے بچنا چاہئے۔

تہمت ہی نہیں جائے تہمت سے بھی بچئے

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب ؒ فرماتے تھے کہ تہمت سے بچنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ تہمت کہ جگہ سے بچنے کا حکم دیا، تہمت سے کون بچ سکتا ہے، آدمی جس پر چاہے تہمت لگادے، کسی کی زبان کو کون بند کرسکتا ہے، لیکن تہمت کی جگہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ میں نوجوانوں کو اس طرح سمجھاتا ہوں مثلاً

ایک شراب خانہ ہے اب آپ کوفون کرنے کی ضرورت پڑی، اِدھر اُدھر فون بکس دیکھا نہیں ملا، ایک جگہ بورڈ دیکھا لیکن اس کے ساتھ شراب خانہ ہے، اب اگر بہت ضروری ہے تو جائے ورنہ نہیں جانا چاہئے، اس لئے کہ یہ تہمت کی جگہ ہے، اگر اندر آتے جاتے کوئی دیکھ لے تو کیا کہے گا کہ ماشاءاللہ فلاں بھائی نمازی ہیں لیکن میں نے اس کوشراب خانہ سے نکلتے ہوئے دیکھا، اس کو کیا پتہ کہ یہ فون کرنے گیا تھا، اس لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

قارون کی دولت اسی کے لئے سببِ ھلاکت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری سے تھا، ان کا چچازاد بھائی تھا (دنیوی) علوم میں بہت ترقی کی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حسد کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نام سے تمہارے مالوں کو کھانا چاہتا ہے۔ اس نے نماز کا حکم کیا، تم نے برداشت کیا۔ اس نے اور احکام جاری کئے جن کو تم برداشت کرتے رہے، اب وہ تمہیں زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے اس کو بھی برداشت کرو۔ لوگوں نے کہا یہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا تم ہی کوئی ترکیب بتاؤ۔ اس نے کہا میں نے یہ سوچا ہے کہ کسی فاحشہ عورت کو اس پر راضی کیا جائے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس کی تہمت لگائے کہ وہ مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے ایک فاحشہ عورت کو بہت کچھ انعام

کا وعدہ کر کے اس پر راضی کرلیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگائے۔ اس کے راضی ہونے پر قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام آپ کو دئے ہیں وہ بنی اسرائیل کو سب جمع کر کے سنا دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پسند فرمایا اور سارے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور جب سب جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے احکام بتانے شروع کئے کہ مجھے یہ احکام دیئے ہیں کہ اس کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ کرو، صلہ رحمی کرو اور دوسرے احکام گنوائے جن میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی بیوی والا زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا، اور اگر آپ خود زنا کریں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اگر میں زنا کروں تو مجھے بھی سنگسار کیا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے زنا کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے فرمایا کہ میں نے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے! اور یہ کہہ کر اس عورت کو بلا کر اس سے پوچھا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو قسم دے کر فرمایا کہ تو کیا کہتی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ جب آپ قسم دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے اتنے انعام کا وعدہ کیا ہے کہ میں آپ پر الزام لگاؤں۔ آپ اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی دولت پر نشا ہے اس کو تو سزا دے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سزا تجویز کی کہ زمین پھاڑی اور یہ

چلا اندر اور خزانہ بھی اس ساتھ گیا اور خزانہ کو اس لئے زمین کے اندر اتارا کہ موسیٰ علیہ السلام پر کوئی الزام نہ رکھے کہ دیکھو قارون کو غرق کر کے موسیٰ علیہ السلام اس کا خزانہ لینا چاہتے تھے، اس لئے خزانہ کے ساتھ اس کو دھسایا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ قیامت تک دھستا رہے گا، قیامت جب قائم ہوگی تو وہ ساتوں زمین کے نیچے پہنچ جائے گا۔

مجھے تو صرف اتنا کہنا ہے کہ تہمت سے کوئی بچ نہیں سکتا، تہمت کی جگہ سے بچنے کا حکم ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی گذارنے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بتایا ہے، اس کے مطابق ہم زندگی گذاریں اور برقع اور پردہ پہننے کا ابھی سے ارادہ کرلیں۔ کیونکہ برقع پردہ عورتوں کے لئے واجب ہے، اللہ تعالیٰ ہماری ماں بہنوں کو برقع پردہ پہننے کی توفیق عطا فرمائے اور آج تک بے پردہ گھر سے باہر نکلتی رہی اس سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
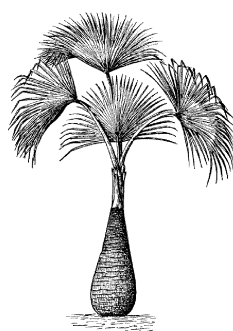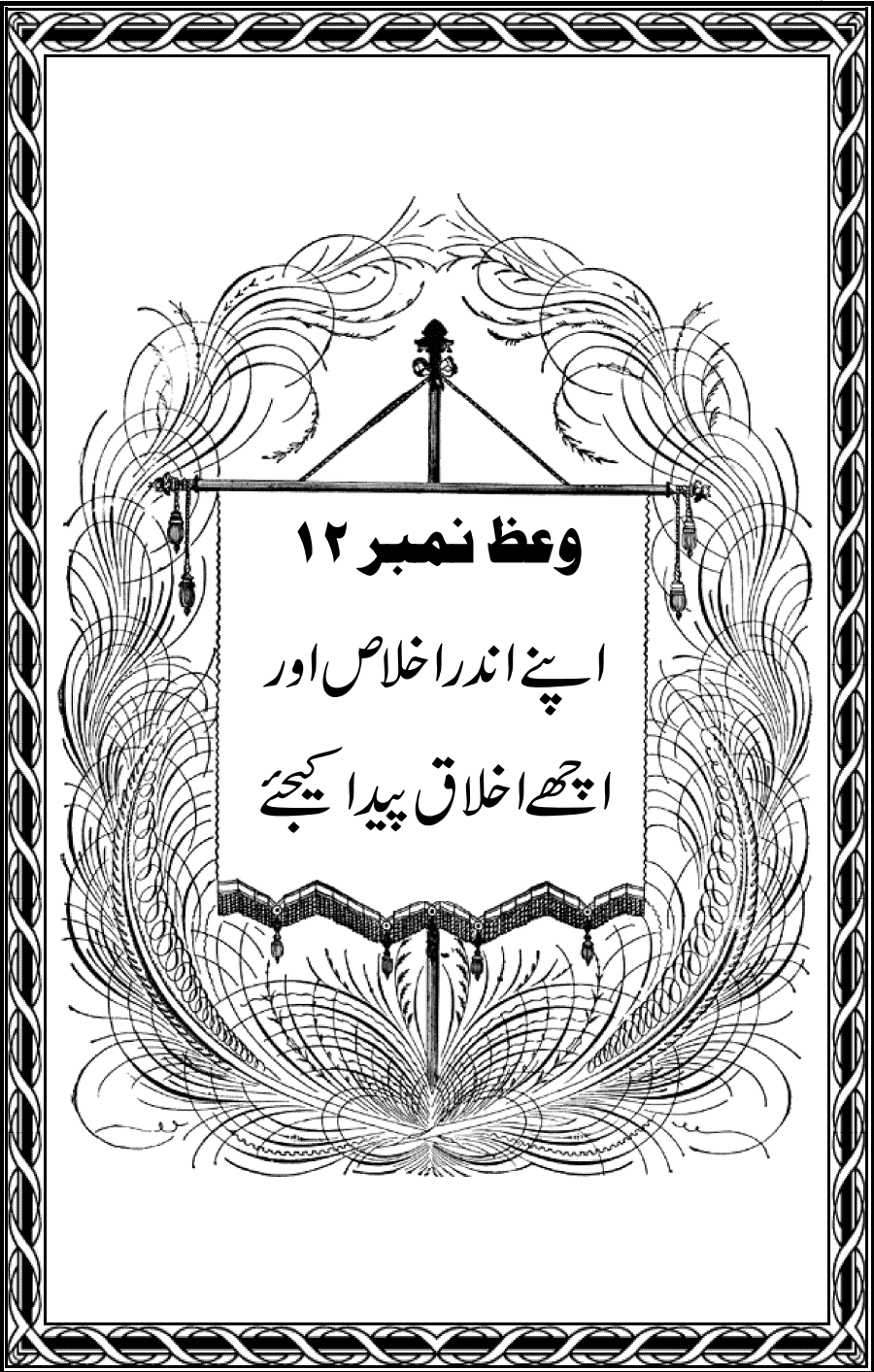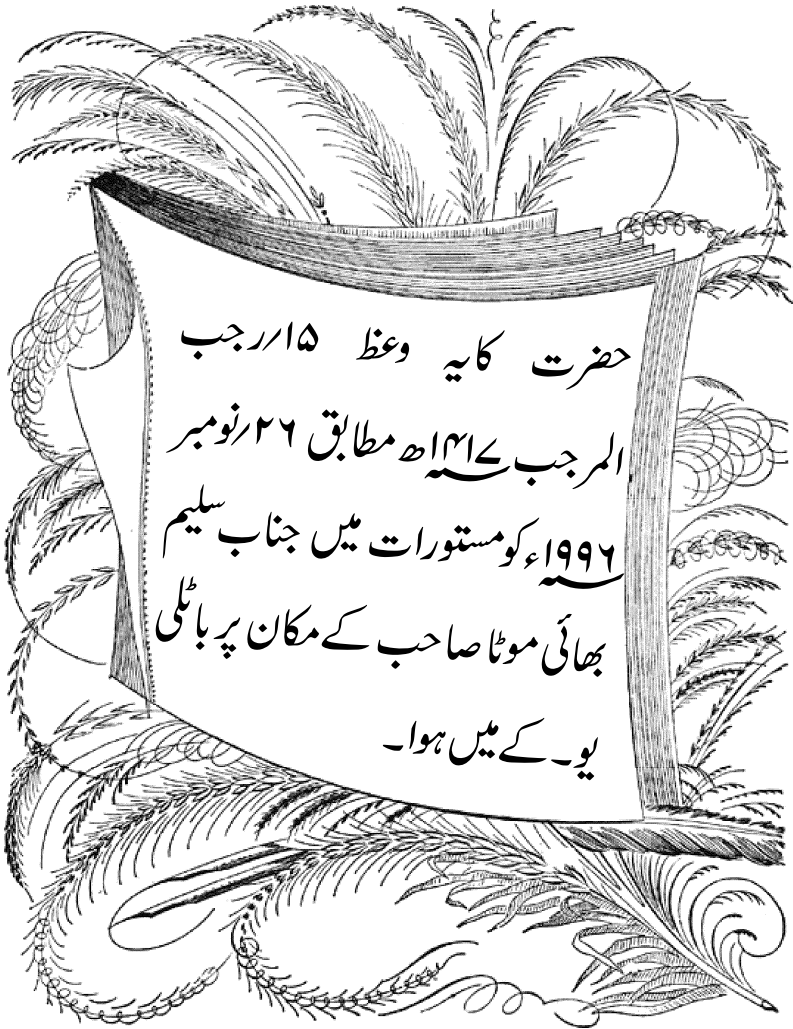
وعظ نمبر ۱۲
اپنے اندر اخلاص اور
اچھے اخلاق پیدا کیجئے

حضرت کا یہ وعظ ۱۵؍رجب
المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۶؍نومبر
۱۹۹۶ء کو مستورات میں جناب سلیم
بھائی موٹا صاحب کے مکان پر باٹلی
یو۔کے میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم امابعد

فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡناً ﴾ (سورة المائدة، ۳)

وقال تعالىٰ ﴿ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴾ (سورة القلم، آية:٤)

صدق الله العظيم

اللہ تعالیٰ کا فضل اور ان کا احسان ہے کہ انہوں نے دین جیسی بڑی نعمت سے نوازا، یعنی دیندار بنایا اور دین کے ساتھ تعلق نصیب فرمایا۔ الحمدلله علىٰ احسانه .

دین کہتے ہیں زندگی گزارنے کا طریقہ، بچپن سے لے کر موت تک، ہر ہر مسلمان کی زندگی چاہے بچپن کی ہو یا جوانی اور بڑھاپے کی، چاہے مرد کی ہو یا عورت کی، اندر کی ہو یا باہر کی، ہر قسم کی زندگی گزارنے کا جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی معرفت ہمیں عطا فرمایا اس کو دین کہتے ہیں، جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَاللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (سورة ال عِمرٰن، آية: ۱۹)

دینی ماحول کے لئے اخلاص واخلاق ضروری ہے

دینی ماحول پیدا کرنے کے لئے سب سے بڑی چیز اخلاص اور اخلاق ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اور مجلس میں

بیٹھتے ہوئے یہ ماحول بنایا تھا کہ مسجد نبوی ﷺ میں کافر لوگ آتے تھے آپ ﷺ سے ملتے تو مسجد کے سامنے ان کو ٹھہرایا جاتا تھا، بلکہ بعض مرتبہ ان کو مسجد کے اندر ٹھہرایا گیا، اس لئے کہ مسجد کچی تھی اس زمانے میں اتنی سہولت تو تھی نہیں اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے تین چار دن نہیں گزرتے کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اخلاق دیکھتے اور یہ دیکھتے کہ کس طرح نماز پڑھ رہے ہیں، کس طرح ایک دوسرے سے آپس میں ملاقات کر رہے ہیں اور محبت سے پیش آرہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ لوگ متاثر ہوتے۔

حصولِ اخلاص کا ایک اہم ذریعہ

اور یہی اخلاق پیدا کرنے کے لئے آدمی مشائخ اور بزرگان دین کی خدمت میں رہتا ہے اور ان سے بیعت اور اصلاحی تعلق قائم کرتا ہے تو پھر یہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تو یہ ذکر وغیرہ کے اتنے مجاہدے کرنے نہیں پڑے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت ان کے لئے بہت بڑی چیز تھی، حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت کی برکت سے یہ سب اخلاق ان میں پیدا ہو جاتے تھے، بہر حال مشائخ اور بزرگانِ دین کی خدمت میں رہ کر اپنے اندر اخلاق پیدا کئے جاتے ہے، مثلاً اخلاص حاصل کرنا ہے تو اپنے شیخ کی خدمت میں رہتے تھے اور بڑی محنت کے بعد اخلاص حاصل کیا جاتا تھا اسی لئے بزرگان دین خصوصاً حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ اس اخلاص کو حاصل کرنے کے لئے بزرگوں کی

جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں، یعنی ان کی خدمت میں رہنا پڑتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ جوتے سیدھے کردئے بس اخلاص مل گیا، نہیں، بلکہ خدمت میں رہ کر مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اوران کے بتائے ہوئے معمولات پر عمل کرنا پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اخلاص پیدا فرماتے ہیں۔

اخلاص بہت بڑی دولت ہے کہ ہر چھوٹے بڑے باہر اور اندر کے کام میں رضاء الٰہی مقصود ہو۔ بزرگان دین تو فرماتے ہیں یہ دولت بہت دیر اور بعد میں حاصل ہوتی ہے۔

ریا کاری کے خدشے سے عمل کو نہ چھوڑیئے

حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ شروع میں عبادت میں ریا کاری ہوتی ہے، جیسے چھوٹا بچہ ہے ماں باپ یا استاذ نماز کی ترغیب دیتے ہوئے تاکید کرتے ہیں نماز پڑھنا ورنہ سزا ملے گی یا دیر سے چھٹی ملے گی، تو یہ بچہ ماں باپ یا استاذ کے خوف سے نماز پڑھتا ہے، حضرت حاجی صاحبؒ کے فرمانے کا خلاصہ کہ یہ ریا کاری ہے، شروع میں یہی ہوگا، لیکن ایک دن یہ عادت سے بدل جائیگی، اب ریا کاری نہیں رہی بلکہ عادت ہوگئی، اس عادت کے بعد پھر اخلاص پیدا ہوگا، تو چھ سات سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی پہلے ریا کاری آئی پھر عادت اس کے بعد اخلاص۔ اسی لئے ہمارے اکابر فرماتے ہیں کوئی آدمی کوئی عمل ریا کاری سے کررہا ہوحتی کہ خود کو معلوم ہورہا ہو کہ میرے اندر ریا کاری ہے، اپنے شیخ جن سے بیعت کا تعلق ہے ان کو بتاؤ

لیکن اس ریا کاری کے خیال سے اس عمل کو چھوڑ نا نہیں ہے، بلکہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے رہو اور کوشش کرو کہ یہ ریا کاری نہ رہے بلکہ رضاء الٰہی سے بدل جائے۔

کسی کی حاجت روائی بڑی عبادت ہے

اس کے لئے نیت کی طرف نظر ہو کہ میں یہ کام کیوں کر رہا ہوں، مثلاً کسی کی مدد کر دنیا بہت اونچا کام ہے، کسی کی حاجت کو پورا کرنا بہت بڑی عبادت ہے، لیکن یہ عبادت جب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، کوئی دنیوی مقصد نہ ہو، تو یہ مدد اور حاجت روائی بہت بڑی عبادت ہوجائیگی، حتی کہ کسی کو ایک روٹی کا ٹکڑا کھلا دینا، کسی کو پانی پلا دینا، کسی کو نیا یا پرانا کپڑا دینا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بہت بڑا کام ہے۔ کل ہی تعلیم میں فضائل صدقات میں آیا ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُن (غریب فقیر محتاج لوگوں) سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں کوئی ٹکڑا کھلایا ہو یا پانی پلایا ہو یا کپڑا دیا ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دو (فضائل صدقات)۔ تو یہ تھوڑا سا کسی کو کھانا کھلا دیا، پانی پلا دیا، کسی کی ضرورت پوری کر دی اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے تو کل قیامت کے میدان میں یہی غریب وفقیر لوگ ان کھانا کھلانے والے اور کپڑے پہنانے والے کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریں گے، تو کتنی بڑی عبادت ہے۔

دعا کا اثر کبھی دیر سے ظاہر ہوتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی کام کرنا اس کو اخلاص کہا جاتا ہے اور تصوف میں سب سے اہم چیز جو سکھائی جاتی ہے وہ یہی اخلاص ہے، مثال کے طور پر کسی پڑوسی سے یا گھر والوں میں سے شوہر کو بیوی سے یا بیوی کو شوہر سے ماں باپ کو اولاد سے یا اولاد کو ماں باپ سے تکلیف ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس تکلیف کو برداشت کرنا اور ان کے لئے دعا کرنا اور دعا کا خاص وقت رات کا اخیری حصہ تہجد کے وقت فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے اپنے لئے اپنی اولاد وغیرہ سب کے لئے دعا مانگو، چند دن دعا کریں گے تو انشاء اللہ اس کا اثر ظاہر ہوگا، اس لئے کہ اس وقت کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، للہ تعالیٰ خود آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور آواز دی جاتی ہے، ہے کوئی مغفرت مانگنے والا پریشان حال وغیرہ اس وقت کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، البتہ ہوسکتا ہے دعا قبول ہوگئی ہو لیکن اس کا اثر بعد میں ظاہر ہو، جیسے یہ اپنی اولاد کے لئے دعا مانگ رہا ہے، میری اولاد نمازی بن جائے، دیندار ہو جائے، سنت کے مطابق زندگی گزارے اس ماں باپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی، لیکن اس کا اثر بعد میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی بیس بیس سال بعد اثر ظاہر ہوا ہے، اس لئے نا امید ہو کر دعا کو چھوڑ نہیں دینا ہے، میں نے بہت دعا مانگی لیکن قبول نہیں ہوئی، ایسا نہیں کہنا چاہئے، بلکہ مانگتے رہو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے اثر کو ظاہر فرمائیں گے،

اگر کسی وجہ سے اس دعا کا اثر دنیا میں ظاہر نہیں ہوا تو آخرت میں قیامت کے میدان میں اس کا اثر یعنی ثواب اور نیکیاں دکھائی جائیں گی، اس وقت وہ بندہ تمنا اور خواہش کرے گا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی، اتنی نیکیاں اس کو قیامت میں ملیں گی، اس لئے ماں باپ کا اپنی اولاد کے لئے دعا کرنا بہت بڑی چیز ہے۔

خود بھی دعاؤں کا اہتمام کریں

بہت سے لوگ اپنے بزرگوں سے دعا کراتے ہیں کرانا چاہئے ہمارے بزرگ اللہ تعالیٰ کے نیک صالح بندے ہیں ان سے ضرور دعا کرانی چاہئے، لیکن ہم خود دعا کا اہتمام نہیں کرتے، خود دعا کریں، ماں باپ کی دعا اپنی اولاد کے لئے دل سے نکلتی ہے اور واقعی ماں باپ دیندار ہوں تو یہ ضرور چاہتے ہیں کہ میری اولاد بھی دیندار ہو، سنت کے مطابق زندگی گزارے، گھر میں بیوی سنت کے مطابق زندگی گزارے، لیکن دعا کی کمی ہے، دعا تو ضرور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنا چاہئے اور دعا کا ایک وقت تو تہجد کا وقت ہے، جیسا کہ بیان کیا گیا اور دوسرا فرض نماز کے بعد، اس لئے ہمارے یہاں سنت طریقہ یہی ہے کہ جب امام نماز پڑھا کر سلام پھیر دے اس وقت آہستہ سے دعا مانگے، ہمارے مشائخ و اکابر نے یہی فرمایا ہے، کبھی زور سے مانگ لی جیسے جمعہ اور عید ہے ایسے موقع پر تو ٹھیک ہے، لیکن ہر نماز کے بعد آہستہ سے امام کو بھی چاہئے اور مقتدیوں کو بھی چاہئے اپنی ضرورت کی دعا مانگے

اورحضرت زکریا علیہ السلام کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائی کہ انہوں نے اپنے رب سے دعا مانگی ﴿نِدَاءً خَفِيًّا﴾ آہستہ سے دعا مانگی، تو سنت یہی ہے اورانبیاء علیہم السلام کا بھی طریقہ یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتے ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر دیتے تھے تو تین مرتبہ استغفراللہ پڑھتے تھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہو لیتے تو (پہلے) تین مرتبہ استغفار کرتے اور (پھر) یہ دعاء پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تو استغفرالله تین مرتبہ پڑھ لے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے، پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے پھر درود شریف پڑھے پھر دنیا اور آخرت کی حاجتوں کو مانگے اور دعا مانگنے میں کوئی ضروری نہیں کہ عربی زبان میں ہو، بلکہ جو زبان آتی ہو اس میں مانگے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہر زبان کو جانتی ہے، دل کی حالت سے وہ واقف ہے، ہم کیا مانگ رہے ہیں یا کیا مانگنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مانگنے سے بڑے خوش ہوتے ہیں، وہ چاہتے ہیں میرے بندے مجھ سے مانگیں اور دنیا کا دستور ہے کہ کسی سے ایک دو مرتبہ مانگیں کسی سے ایک مرتبہ سے زیادہ مانگیں تو پھر وہ ناراض ہوگا کہ یہ تو مانگتا ہی رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو مانگنا بہت پسند ہے، کتابوں میں تو لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ

سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اس لئے خوب اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔

دینی اعمال پر اپنے گھر والوں کو سمجھاتے رہیں

کتنے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں اس کی بیوی پردے میں آجائے اور اس کی محنت اور کوشش بھی ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے، خوشی کی بات ہے، اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو تو شوہر بھی قیامت میں پکڑا جائیگا اور سوال کیا جائیگا، تو محنت اور کوشش ضرور ہو لیکن ساتھ میں دعا بھی ہو۔

ایک صاحب میرے پاس آئے اور بات کرتے ہوئے اس نے کہا میری شادی ہوئے چار ہفتے ہوئے میری عورت ابھی پردہ میں نہیں ہے، میں نے کہا نرمی اور محبت سے سمجھاتے رہو ابھی تو تھوڑا عرصہ ہوا ہے، ایک مہینہ میں آدمی کتنا ذہن بنائے گا، سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی اس کا ذہن بنانے میں کتنی محنت کرنی پڑے گی، میں نے کہا نرمی اور محبت سے سمجھانے کے ساتھ دعا بھی کرتے رہو اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دیں گے تو پردہ اور برقعہ پہننا بھی آسان ہو جائیگا، پھر تھوڑے دن کے بعد ملاقات ہوئی تو بات کے درمیان کہا الحمد للہ میری عورت نے برقعہ اور پردہ پہن لیا، میں نے کہا ماشاء اللہ چار ہفتے میں پردہ نہیں تھا اس کے بعد دو ہی ہفتے میں اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں ڈال دیا اور اس نے برقعہ پہن لیا اور میں نے یہ بھی

کہا بہت اچھا ہوا ایک واجب زندہ ہوا، اس میں بیوی کے دل کو خوش کرنا چاہیئے، کوئی خاص چیز اس کو لاکر پیش کرنا چاہیئے، اس لئے کہ بہت بڑا کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آسان کردیا ورنہ بہت سے لوگ ہیں جو عرصہ سے سمجھاتے رہتے ہیں لیکن نہیں مانتی، اسی طرح شوہر نے پوری ڈاڑھی رکھ لی تو عورت کو خوش ہونا چاہیئے کہ ماشاءاللہ میرے شوہر نے پوری ڈاڑھی رکھ لی، اسی طرح کسی نوجوان نے چھوٹی ڈاڑھی رکھی ہے تو اس کو سمجھاتے رہو اور دعا بھی کرتے رہو تو انشاءاللہ وہ بڑی بھی رکھے گا۔

ہمارے حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کسی آدمی نے کوئی چیز خریدی ہو تو وہ اس کے پیسے ہر مہینہ (Monthly) بھرتا رہتا ہے اسی طرح تم ڈاڑھی بھی تھوڑی تھوڑی کر کے رکھو یعنی ڈاڑھی کو اس مہینہ میں اتنی رکھی پھر دوسرے مہینہ میں کچھ اس سے بڑی رکھی پھر تیسرے مہینہ میں اور بڑی رکھی اس طرح چند مہینہ میں پوری برابر داڑھی ہو جائیگی انشاءاللہ، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کا ہمیں حکم ہے ہر ہر چیز میں اِلَّا یہ کہ جس میں اجازت نہ ہو، جیسے چار سے زیادہ شادی کرنا یہ نبی کریم ﷺ کے لئے خاص تھا کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

تو بیان اخلاق کا چل رہا تھا اخلاق میں بھی اتباع کا حکم ہے، نبی کریم ﷺ نے جب کافروں سے بدلہ نہیں لیا تو مسلمانوں سے بدلہ لینا کیسا؟ طائف کا قصہ مشہور ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے حکایات صحابہؓ

میں یہی قصہ سب سے پہلے نقل فرمایا کہ طائف کے کافروں نے بہت ستایا بہت تکلیف دی حتی کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک لہولہان ہوگیا، کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے نعلین شریفین جس کو چپل کہا جاتا ہے ایسا جوتا نہیں تھا جیسے آج کل ہمارا جوتا ہوتا ہے۔

اخلاقِ نبوی ﷺ کی ایک جھلک

بہر حال طائف میں آپ کے نعلین مبارکین لہولہان ہوگئے اور آپ ﷺ کا یہ منشاء تھا کہ ان سرداروں کو سمجھائیں اگر یہ اسلام لے آئیں تو یہاں طائف میں اسلام پھیلنے کی بنیاد پڑ جائیگی اس کے نتیجے میں کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑی حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید دن بھی کوئی گزرا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری قوم کی طرف سے یومِ عقبہ میں جو کچھ پیش آیا ہے وہ یومِ اُحد کی شدّت سے بھی بڑھا ہوا ہے،اس دن میں اسلام کی دعوت لے کر عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے گیا تو اس نے میری دعوت کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ میں وہاں سے سخت رنجیدہ وملول واپس ہوا، جب مقام قرن ثعالب پر پہنچا تو صدمہ سے کچھ سنبھلا ،اوپر دیکھا تو ابر کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن تھا۔اور وہیں جبرئیل امین علیہ السلام بھی نظر آئے ،اورانہوں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ سب سن لیا ہے جو قوم نے تم سے کہا اور تمہاری بات کا جواب دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے منتظم فرشتہ کو آپ

ﷺ کے پاس بھیجا ہے آپ ﷺ ان لوگوں کے متعلق جو سلوک کرنا چاہیں ملک الجبال (پہاڑوں کے منتظم فرشتہ) کو حکم دیجیئے۔ پھر ملک الجبال نے مجھے سلام کیا اور کہا یا محمد (ﷺ) آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ سے جو کچھ کہا ہے اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے، میں ملک الجبال ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیں میں اس کی تعمیل کروں۔ آپ ﷺ فرمائیں تو میں اخشبین کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو تہس نہس کر کے رکھ دوں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا (نہیں میں ایسا نہیں چاہتا بلکہ) مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کریں گے۔ (ریاض الصّالحین، جلد ۱، درگزر، جاھلوں سے کنارہ کشی!) یہ اخلاق تھے نبی کریم ﷺ کے ہمیں بھی اس کو اپنانا چاہیئے۔

اخلاق سے اسلام پھیلا ہے

اور صحابہ کرامؓ اسی اخلاق کے عملی نمونہ تھے چنانچہ ایک صحابی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا، حضرت شیخ مولانا زکریا صاحبؒ نے فضائل صدقات میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے ایک بکری ذبح کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اس کی کھال نکال چکو تو سب سے پہلے اس کے گوشت میں سے میرے یہودی پڑوسی کو دینا۔ کئی دفعہ یہی لفظ فرمایا۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ کتنی مرتبہ اس کو فرمائیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے

سُنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام بار بار پڑوسی کے متعلق تاکید فرماتے رہے (اسلئے بار بار کہہ رہا ہوں)۔ (فضائل صدقات، حصّہ اوّل) اور ہمارے یہاں پڑوس میں کوئی غیر مسلم ہوتو پتہ نہیں ہم اس کو کیا سمجھتے ہیں یہ غیر مسلم ہے کبھی اس کے ساتھ اخلاق کا معاملہ نہیں، حالانکہ جتنی شریعت نے اجازت دی ہے اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے اگر وہ بیمار ہے تو اس کی خبر لینے جانا یا کوئی ضرورت ہے تو اس کی ضرورت پوری کرنا یہ سب جائز، بلکہ اخلاق ہے، اس کو کرنا چاہیئے، لیکن اپنی حفاظت کے ساتھ ایسا نہ ہو کہ پڑوسی غیر مسلم کی عورت تھی اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آنے کے نتیجے میں ہمارے نوجوان خراب ہوجائیں اور اخلاق دکھانے کے نتیجہ میں ہمارے نوجوانوں کے اخلاق خراب ہوجائیں۔ ہاں گھر کے جو بڑے ہیں ان کو ضرورت پوری کرنی چاہیئے یہ اسلام کی تعلیم ہے، اسلام کی تعلیم تو جانوروں تک کے لئے ہے، شریعت میں جانوروں کے بھی حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار جانورں کی پیٹھ کو کرسی بنانے سے بچو۔ (شمائل کبریٰ، جلد چہارم) اس قسم کی چھوٹی چھوٹی بات کی تعلیم بھی شریعت نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، تو جب جانور کے حقوق ہیں یہ تو انسان ہیں اگر چہ ایمان میں داخل نہیں ہوئے پھر بھی ان کے حقوق ہیں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے، جیسے کسی کو کھانے پینے کی ضرورت ہوتو اس کو پہونچا دیا، بیمار ہے تو خبر لے لی، راستہ میں گاڑی خراب ہوگئی اس کو ہم نے

دھکا لگا دیا، ہم سفر کر رہے تھے کوئی غیر مسلم بڑی عمر کا ہو بس میں سوار ہوا اور جگہ نہیں تھی ہم سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اٹھ کر اس کو جگہ دے دی، یہ اخلاق ہے اور اخلاق سے اسلام پھیلا ہے۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا، خیبر میں یہودی آباد تھے اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہتے تھے اور خیبر ان کی سازشوں کا مرکز بنا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کی سازشوں سے امت مسلمہ کو بچانے کے لئے خیبر شہر کا محاصرہ کیا۔ یہ شہر کئی قلعوں پر مشتمل تھا، یہودی اس محاصرے کے دوران شہر کے اندر بند تھے، اور نبی کریم ﷺ کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

جب محاصرے کے چند دن گزر گئے تو ایک چرواہا جس کا نام روایتوں میں 'اسود' آتا ہے۔ جو لوگوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ وہ بکریوں کو چرانے کی خاطر قلعے سے باہر نکلا، باہر نکل کر اس نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا لشکر محاصرہ کیے ہوئے ہے، اس چرواہے کے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر دیکھوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اور کیا ان کا پیغام ہے؟ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ ان کی دعوت کیا ہے؟ چنانچہ وہ اپنی بکریوں کو چراتے ہوئے لشکر کے قریب آ گیا۔ اور لشکر والوں سے پوچھنے لگا کہ آپ کا بادشاہ کہاں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہمارے یہاں بادشاہ تو کوئی نہیں ہے، البتہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ان کی قیادت میں ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ وہ ہمارے قائد ہیں۔

اس چرواہے نے کہا کہ کیا میں ان کو دیکھ سکتا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھ سکتے؟ چرواہے نے پوچھا کہ ان کا محل کہاں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا کوئی محل نہیں ہے، وہ سامنے کھجور کے پتوں کا چھپّر ہے، اس کے اندر وہ تشریف فرما ہیں، جاؤ، اور جا کر ان سے مل لو۔ اس چرواہے نے کہا کہ میں جا کر بادشاہ سے مل لوں؟ میں تو ایک غلام آدمی ہوں، سیاہ فام ہوں میری رنگت کالی ہے، بکریاں چراتا ہوں، میں کسی بادشاہ سے کیسے مل سکتا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سے ملنے میں کوئی عار نہیں ہے چاہے وہ کیسا بھی آدمی ہو۔

چنانچہ وہ چرواہا حیرت کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں پہنچ گیا اور اندر جا کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ جہاں آرا کی زیارت کی سعادت حاصل کی اس چرواہے نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ آپ کی دعوت کیا ہے؟ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توحید کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، یہی میری بنیادی دعوت ہے، اس چرواہے نے کہا اگر میں اس دعوت کو قبول کرلوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود کا انکار کردوں تو میرا انجام کیا ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد ایک دوسری زندگی آنے والی ہے اور یہ موجودہ زندگی تو عارضی ہے، ناپائدار ہے، ہر ایک کو اس دنیا سے جانا ہے، اور مرنے کے بعد جو

زندگی ملے گی وہ دائمی اور ابدی ہوگی، اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس ابدی زندگی میں اللہ تعالیٰ تمھیں بہت اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے۔

پھر چرواہے نے سوال کیا کہ اچھا اگر میں مسلمان ہو گیا تو یہ مسلمان مجھے کیا سمجھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمھیں اپنا بھائی سمجھیں گے، اور تمھیں اپنے سینے سے لگائیں گے، اس چرواہے نے حیرت سے پوچھا کہ مجھے سینے سے لگائیں گے؟ جبکہ میں سیاہ فام آدمی ہوں، اور میرے سینے سے بدبو اٹھ رہی ہے، اس حالت میں کوئی مالدار آدمی مجھے سینے سے لگانے کے لئے تیار نہیں ہے، آپ فرما رہے ہیں کہ یہ مسلمان مجھے گلے لگائیں گے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھاری بدبو کو خوشبو میں تبدیل کر دیں گے، اور تمھارے چہرے کی سیاہی (کالے پن) کو تابناکی (خوبصورتی) میں تبدیل کر دیں گے۔ اس اللہ تعالیٰ کے بندے کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے پورا کلمہ پڑھا:

" اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمد ارسول الله "

اور ایمان لے آیا۔

ایمان لانے کے بعد حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور اب آپ کے ہاتھ میں ہوں، جو آپ حکم دیں گے اس کو بجالاؤں گا، لہٰذا اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پہلا کام یہ کرو کہ یہ بکریاں جو تم لیکر آئے ہو، یہ تمہارے پاس ان کے

مالکوں کی امانت ہیں، تم اس معاہدے کے تحت یہ بکریاں لائے ہو کہ تم ان کو چراؤ گے اور ان چرانے کے بعد ان کو واپس کرو گے۔ لہٰذا پہلا کام یہ کرو کہ ان بکریوں کو واپس لے جاؤ اور خیبر کے اندر لے جا کر ان کے مالکوں تک پہنچا آؤ۔

ذرا اندازہ لگائیے کہ حالاتِ جنگ میں ہے اور دشمن کے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور جنگ کی حالت میں نہ صرف یہ کہ دشمن کی جان لینا جائز ہو جاتا ہے بلکہ جنگ کی حالت میں اس کے مال پر قبضہ کر لینا جائز ہو جاتا ہے، ساری دنیا کا یہی قانون ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کے پاس کھانے کی کمی تھی، اور کھانے کی کمی کا یہ عالم تھا کہ اس غزوہ خیبر کے موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر گدھے ذبح کر کے ان کا گوشت پکا کر کھانے کی کوشش کی، بعد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ گدھے کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، چنانچہ گدھے کے گوشت کی پکی ہوئی دیگیں الٹی گئیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کس حالت میں تھے، لیکن چونکہ وہ چرواہا ایک معاہدے کے تحت وہ بکریاں لے کر آیا تھا، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے وہ بکریاں واپس کرو۔ اس کے بعد میرے پاس آنا۔

چنانچہ چرواہا قلعے کے اندر گیا اور قلعے کے اندر بکریاں چھوڑیں اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب کیا کروں؟ اب صورتِ حال یہ تھی کہ نہ تو اس وقت کسی نماز کا وقت تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو نماز کا حکم دیتے ، نہ رمضان کا مہینہ تھا کہ آپ ﷺ اس کو روزے کا حکم دیتے۔اور نہ وہ اتنا مالدار تھا کہ اس کو زکاۃ کا حکم دیتے ، نہ حج کا موسم تھا کہ اس سے حج کرایا جاتا۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ایک عبادت ہو رہی ہے، جو تلواروں کے سائے میں انجام دی جارہی ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ لہٰذا تم اس جہاد میں شامل ہو جاؤ اس چرواہے نے کہا کہ اگر میں اس جہاد میں شامل ہو گیا تو اس میں امکان یہ بھی ہے کہ میں مر جاؤں ۔اگر میں مر گیا تو میرا کیا ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرمادیں گے اور تمہارے بدن کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کردیں گے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ جہاد میں شامل ہو گیا اور مسلمانوں کی طرف سے لڑا اور شہید ہو گیا۔

جب غزوۂ خیبر ختم ہوا تو رسولِ اکرم ﷺ میدانِ جنگ کا جائزہ لینے کے لئے باہر نکلے ہوئے تھے، ایک جگہ دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ہجوم ہے، آپ ﷺ قریب پہنچے اور پوچھا کیا بات ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جو لوگ اس جہاد میں شہید ہوئے ہیں اس میں ہمیں ایک لاش نظر آرہی ہے جو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ، اس آدمی سے ہم لوگ واقف نہیں ہیں ۔اسلئے سب آپس میں رائے زنی کررہے ہیں کہ یہ کون آدمی ہے؟ اور کس طرح شہید ہوا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ، آپ ﷺ نے دیکھا تو وہی اسود چرواہا تھا، نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اس کو نہیں پہچانتے ،لیکن مین اس کو

پہچانتا ہوں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سجدہ بھی نہیں کیا، اور جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک پیسہ خرچ نہیں کیا، لیکن میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سیدھا جنت الفردوس میں پہنچادیا، اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے جسم کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرمادیا، اور اسکے جسم کی بدبو کو مشک وعنبر سے زیادہ حسین خوشبو سے تبدیل کردیا۔

اب دیکھئے کہ نبی کریم ﷺ نے عین حالتِ جنگ میں جہاں میدانِ کارزار کھلا ہوا ہے، جہاں لوگ ایک دوسرے کے خلاف جانیں لینے کے لئے تیار ہیں۔ وہاں پر بھی نبی کریم ﷺ نے اس بات کو گوارا نہیں فرمایا کہ یہ چرواہا امانت میں خیانت کرے، اور مسلمان بکریوں پر قبضہ کرلیں۔ بلکہ بکریوں کو واپس فرمایا، یہ ہے امانت کی اہمیت اور پاسداری۔ جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک عمل سے ثابت کیا، لہٰذا امانت میں خیانت کرنا مؤمن کا کام نہیں۔

(اصلاحی خُطبات، جلد ۱۵، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

ہمارے اخلاق اپنوں میں نہیں غیروں کا کیا پوچھنا

آج ہمارے یہ نوجوان بچے ہیں پتہ نہیں ہم ان کو کس حقارت ونفرت سے دیکھتے ہیں، حالانکہ بعض دفعہ نفرت کے کلمات کہنے سے اور دور ہوجاتے ہیں بلکہ ان کو قریب کرنے کی ضرورت ہے اور پیار ومحبت سے سمجھانے کی ضرورت ہے، اپنے مسلمان لڑکوں کے ساتھ اچھے طریقہ سے پیش نہیں آسکتے

تو کافروں کے ساتھ کیا پیش آئیں گے، یہ چاہے کیسے بھی ہیں ایک نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعضوں نے کہا بعض ایسے ہیں جو جمعہ بھی نہیں پڑھتے چاہے جمعہ اور عید بھی نہ پڑھے، لیکن ان کے پاس ایمان تو ہے ان کے ساتھ جتنا شفقت کا معاملہ کرسکو کرو اور شفقت کا معاملہ کر کے ان کو قریب کرو۔

نصیحت خود بھی کریں دوسروں سے بھی کرائیں

حضرت اقدس مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ کا ایک آدمی کے نام خط تھا، اس آدمی نے حضرت کے پاس اپنے لڑکے کی شکایت لکھی تھی کہ میں اپنے لڑکے کو سمجھاتا ہوں ٹیلی ویژن گھر سے نکال دو، یہ کرو وہ کرو مگر وہ مانتا نہیں، تو حضرت نے فرمایا تم نے بہت کچھ کہا اب کسی اور سے کہلواؤ، کسی اور کو کہو کہ میرے لڑکے کو نصیحت کرے، اس لئے کہ جب ابا کہتے ہیں تو بیٹا بھی سمجھ جاتا ہے، ابا آئے ہیں وہی کہیں گے تو نماز نہیں پڑھتا اور ٹیلی ویژن دیکھتا رہتا ہے اور جب دیکھتا ہے ابا آرہے ہیں تو وہ گھر سے بھاگ جاتا ہے، اس لئے ایسے موقع پر اچھا تو یہ ہے کہ دوسروں سے کہلوائیں۔ مثلاً کوئی تبلیغی جماعت آکر ہماری مسجد میں ٹھہری ہوئی ہے تو ان کے امیر کے پاس جاکر ان سے کہو میرا لڑکا ہے جوان ہے فلاں وقت گھر ملے گا آپ ملاقات کے لئے خصوصی جماعت کو بھیجیں، اس طرح اپنے لڑکے سے ملاقات کرائیں، اب جماعت والے بات کریں گے دین کی بات نرمی سے سمجھائیں گے یہ لوگ قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی باتوں

میں اثر بھی فرمادیتے ہیں، اب ان کا تھوڑی دیر سمجھانا بھی ہمارے لڑکے کی ہدایت کا ذریعہ بن جائیگا، جیسے یہ شخص بکریاں چرارہا تھا کافروں کے جانور چرارہا تھا دیکھنے آیا تھا اور ایمان مل گیا۔

حفاظتِ امانت واجب اور خیانت حرام

بہر حال اس شخص نے کہا کہ میرے پاس کافر کی بکریاں ہیں میں کیا کروں اور مجھے کہنا بھی یہی تھا کہ ہمارے جیسا ہوتا تو کیا کہتا، ہماری قوم کے ساتھ لڑائی ہورہی ہے ان کی بکریاں آگئی ہیں تو واپس کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ ان لوگوں نے ہم کو بہت ستایا ہے، بہت تکلیف دی ہے، لیکن نبی کریم ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں جس کا خلاصہ یہ کہ یہ بکریاں تم چرانے لائے ہو گویا یہ تمہارے پاس امانت ہے اور امانت میں خیانت جائز نہیں کسی کی بھی امانت ہو چاہے کافر کی امانت ہو پھر بھی خیانت حرام ہے، جیسے نبی کریم ﷺ کے پاس غیر مسلم لوگ امانت رکھتے تھے، حالانکہ آپ کو نبی نہیں مانتے تھے، لیکن سچا اور امانت دار سمجھتے تھے، اسی طرح ہمارے پاس کسی غیر مسلم نے کوئی چیز امانت رکھی ہو مثلاً اڑوس پڑوس میں کوئی غیر مسلم رہتا تھا وہ کہیں جانے لگا اور ہمیں اپنے گھر کی چابی دے گیا کہ میرے گھر کو ذرا دیکھتے رہنا تو یہ امانت ہے، وہ چابی اور گھر کی حفاظت کرنا ہمارے لئے شرعاً واجب ہوجائیگا، اس لئے کہ جب ہم نے اس کو قبول کرلیا تو اس کی دیکھ ریکھ اور نگرانی سب لازم ہوگئی، اب اس کی حفاظت کرو، کوئی نقصان نہ پہونچائے۔

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ جو کافروں کی بکریاں ہیں ان کو واپس کرو چنانچہ واپس کی اور جہاد میں شریک ہوگئے اور اسی جہاد میں شہید ہوگئے، ایک نماز نہیں پڑھی، ایک روزہ نہیں رکھا، ایمان قبول کیا اور تھوڑی دیر میں سیدھے جنت میں پہونچ گئے، اللہ تعالیٰ کو جب نوازنا ہوتا ہے تو کس انداز سے نوازتے ہیں اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب جہاد ختم ہوجاتا تو جتنے مسلمان ہیں کوئی زخمی کوئی شہید ان کو دیکھنے تشریف لے جاتے، جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو دیکھا کوئی زخمی ہے، کوئی شہید، اس میں یہ نومسلم صحابیؓ بھی تھے، صحابہ رضی اللہ عنہ تو پہچانتے نہیں تھے، بلکہ کتنوں نے تو دیکھا بھی نہیں تھا اور واقعہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ ایمان لائے، آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یہ شہید ہوگئے، آج ہی ایمان لائے چند گھنٹوں میں جہاد میں شریک ہونے کے بعد شہادت کا جام پیا اور جنت میں داخل ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی جب خصوصی رحمت آتی ہے، انعام ہوتا ہے پتہ نہیں کب ہدایت مل جاتی ہے، اس لئے اپنے بچوں اور گھر والوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا چاہئے۔

اخلاق کو اسلام کا پھل کہا گیا

اخلاق کو اسلام کا پھل کہا گیا ہے، نماز مسجد میں ہوتی ہیں اور غیروں کے سامنے جو چیز آتی ہے وہ اخلاق ہے، اب جب کہ ہم نے یہاں رہنے کا ارادہ کرلیا، یہاں کی نیشنلٹی ہم نے لے لی تو یہاں کے قانون جو شریعت کے

خلاف نہ ہو اس پر عمل کرنا ہمارے لئے واجب ہو جاتا ہے، اس میں چوری خیانت کرنا ہمارے لئے حرام ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے، کسی کافر کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کافر کو پچھاڑ دیا وہ کافر نیچے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے اوپر اور قتل کرنے کی بالکل تیاری تھی تو اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر تھوکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا، غصہ آنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کافر کو چھوڑ دیا، حالانکہ غصہ میں تو آدمی اور مارتا ہے، اس کو پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جو تم کو مار رہا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اب تم نے تھوکا تو مجھے غصّہ آیا اور اب میں تم کو مارتا تو میرے نفس کی وجہ سے ہوتا، اس لئے میں نے تم کو چھوڑ دیا، یہ اخلاق ہے۔ میں عرض کرر ہا تھا کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے اِس ملک میں تو ہمیں اِسلامی اخلاق کے ساتھ رہنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ابھی پرسوں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی وہ کہہ رہے تھے میرے لڑکے کی اسکول سے بہت شکایات آتی ہیں، حالانکہ وہ لڑکا پرائیویٹ اسکول میں جاتا ہے اور اس اسکول کے لئے تین ہزار پاؤنڈ سال بھر میں بھرتے ہیں، پھر بھی کہہ رہے ہیں میرے بچے کی شکایت آتی ہیں، وہ وہاں شرارت بہت کرتا ہے، تو میں نے ان کو کہا اپنے بچہ کو نرمی سے اس طرح سمجھاؤ کہ ہم اس ملک میں آئے ہیں اور یہاں رہتے ہیں تو ہمیں انگلش کی ضرورت ہے، اس میں پہلا نمبر لاؤ، ہمارے بچے اسکول جاتے ہیں اور کھیل کود کر چلے آتے ہیں، انگلش

بھی نہیں آتی انگلش میں کتاب پڑھنے کو کہتے ہیں تو وہ بھی سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ کچھ پڑھا ہی نہیں تو ترغیب دے کر محنت سے پڑھاؤ۔

آدابِ معاشرت کا خیال رکھئے

بہر حال یہ اسلام کی تعلیم اور اسلام کے اخلاق کی تعلیم ہے، ان اخلاق کے اوپر عمل کرنے میں انشاء اللہ گھر میں بھی چین وسکون واطمینان، اپنے محلوں میں بھی چین وسکون واطمینان حاصل ہوگا، ایسے اخلاق والا جب باہر نکلے گا تو غیر مسلم بھی سمجھیں گے یہ مسلمان ہے، دیکھو یہ راستے میں شور نہیں کرتے راستہ میں جب چلتے ہیں تو آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں، یہ اس طرح گاڑی پارک کرتے ہیں کہ دوسرے کو تکلیف نہ ہو، ہماری کار جارہی ہے اور راستہ میں کوئی غیر مسلم کار لے کر کھڑا ہے، کوئی اس کو جگہ ہی نہیں دے رہا ہے، ایسے موقع پر اگر ایک دومنٹ کے لئے اپنی کار کھڑی کر کے لائٹ بتا کر اس کو آگے جانے کی جگہ دے دی تو اس پر کتنا اثر ہوگا، یہ مسلمان جارہا تھا اس نے مجھے جانے کی جگہ دی، اگر ہم جارہے ہوں اور کوئی ہمیں جگہ دے دے تو کتنی خوشی ہوتی ہے کہ ہمیں جگہ مل گئی، اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ کرو اور ان کی مارکیٹ میں جاؤ تو جو چیز جہاں سے اٹھائی وہیں رکھ دو، کوئی چیز خریدنے کا ارادہ تھا ہاتھ میں لے لی چلتے ہوئے یاد آیا کہ یہ چیز تو گھر پر ہے اب بعض لوگ وہ چیز وہیں چھوڑ دیتے ہیں نہیں بلکہ جو چیز جہاں سے اٹھائی وہیں رکھو یہ اسلام کی تعلیم ہے، دیکھنے کے لئے کوئی چیز اٹھائی اور وہ چیز ٹیڑھی رکھ دی یہ بھی غلط طریقہ

ہے، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نقشبندی سلسلہ کے بڑے بزرگ ہیں، ان کے ہاں کوئی شہزادہ آیا اس کو پانی کی ضرورت ہوئی، حضرت نے فرمایا یہ پانی کا گلاس رکھا ہے پی لو اس نے پانی پینے کے بعد گلاس کو ٹیڑھا رکھا، حضرت نے اس کو بتایا سیدھا رکھنا چاہئے یہ بھی اسلام کی تعلیم ہے، مسجد میں قرآن شریف پڑھنے کے لئے اٹھایا یا، کوئی کتاب مثلاً تبلیغی نصاب اٹھائی تو جہاں سے اٹھاؤ وہیں رکھو، تسبیح پڑھنے کے لئے اٹھائی تو اٹھاتے ہیں کونسی جگہ سے اور رکھتے ہیں کونسی جگہ۔ بعض لوگ ٹوپی نہیں لاتے اور مسجد میں رکھی ہوئی ٹوپی پہن لی، جاتے ہوئے جوتا پہنتے وقت یاد آیا تو وہ ٹوپی وہیں رکھ کر چلے گئے ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جوتے نکالو اور واپس ٹوپی وہیں رکھو جہاں سے اٹھائی تھی۔

آدابِ معاشرت پر حضرت حکیم الامتؒ کی دقت نظر

حضرت حکیم الامتؒ نے تو سختی سے اس پر عمل کیا، حضرت کی آخری زندگی تھی یعنی جس بیماری میں حضرت کا انتقال ہوا اس بیماری میں حضرت کو دست لگ گئے، جس کو ڈائریا کہتے ہیں، حضرت کو رات میں استنجاء جانے کی ضرورت پیش آئی، عام طور پر پہلے نل باہر ہوتا تھا وہاں سے لوٹے میں پانی بھر کر لوگ بیت الخلاء جاتے تھے، حضرت استنجاء سے فارغ ہو کر تشریف لا رہے تھے، راستہ میں چکر آ گیا اور گر گئے، ہاتھ سے وہ لوٹا بھی چھوٹ کر گر گیا بڑی

مشکل سے بستر پر پہونچ کر لیٹے ، ابھی آنکھ نہیں لگی تھی کہ یاد آیا جہاں میں گرا تھا لوٹا وہیں راستہ پر رہ گیا، اگر میری بیوی کی آنکھ کھلی اور استنجاء کی حاجت ہوئی وہ لوٹا تلاش کرے گی اور اس کو نہیں ملے گا تو کتنی تکلیف ہوگی، گھر والی کی تکلیف کا بھی اتنا خیال کہ آہستہ آہستہ بستر سے اٹھے اور لوٹا لے کر جہاں سے اٹھایا تھا وہاں رکھا، تاکہ گھر والوں کو تکلیف نہ ہو، تو اپنے بچوں کو بھی سکھانا چاہئے جو چیز جہاں سے اٹھاؤ وہیں رکھو، بعض مرتبہ بہت پریشانی ہو جاتی ہے، جیسے ہمارے ہندوستان میں لائٹ چلی جاتی ہے ایکدم اندھیرا ہو گیا اب ماچس تلاش کر رہے ہیں اس لئے کہ اپنی جگہ پر رکھتے نہیں ہیں، تو ایک ہی جگہ رکھنا چاہئے تاکہ اندھیرے میں بھی تلاش نہیں کرنا پڑے اور فوراً مل جائے تو یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی معاشرت اسلامی اخلاق کو اپنی زندگی میں لانے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وعظ نمبر ۱۳
نعمتِ خداوندی کی
قدر کریں

حضرت کا یہ وعظ ۱؍رجب المرجب
۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو
مستورات میں قاری عبدالحق
صاحب مدظلہ کے مکان پر لاچپور
میں ہوا۔
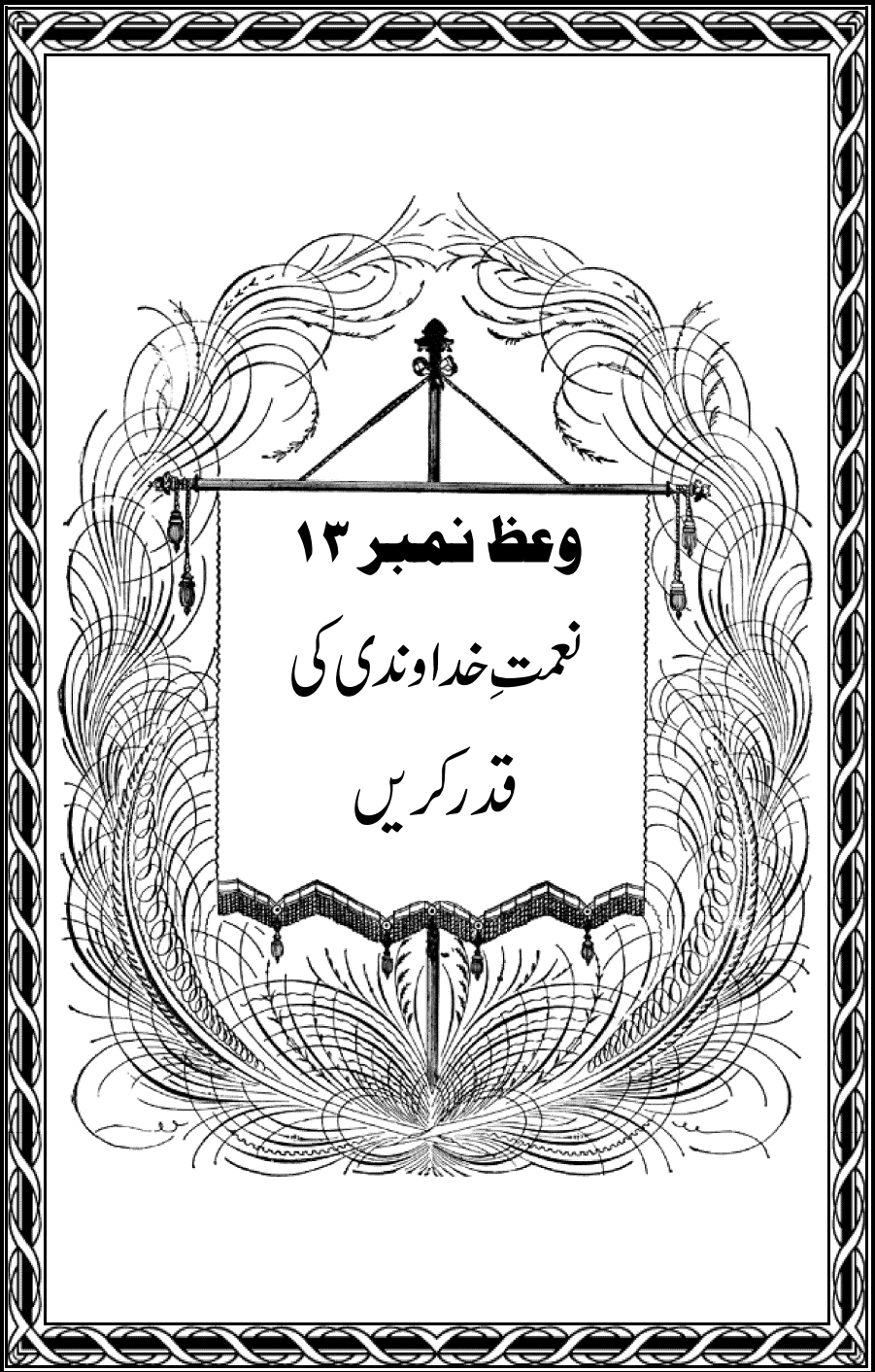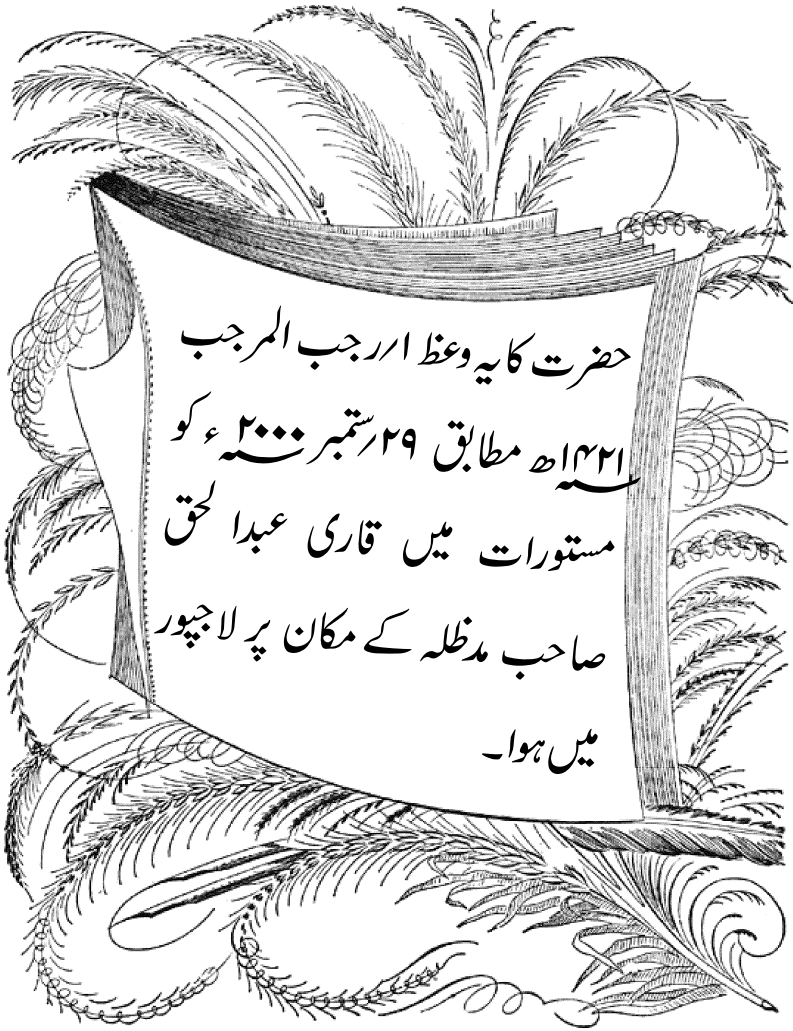
نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

اللہ تعالیٰ نے ہم کو مسلمان بنایا یہ بہت بڑی نعمت ہے اس لئے ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر بڑے احسان اور مہربانی کرنے والے ہیں، ویسے تو تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوق پر مہربانی کرنے والے ہیں، لیکن مسلمانوں پر ہر اعتبار سے بڑے مہربان اور بڑے رحم وکرم کا معاملہ کرنے والے ہیں۔اب مسلمانوں کو چاہیئے چاہے مرد ہو یا عورت کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کریں، نبی کریم ﷺ کا اتباع اور آپ ﷺ کی سنتوں پر چلنا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا حکم ہے۔

زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی تعلیم رہنما ہے

اللہ پاک نے قرآن شریف میں حکم دیا بہت جامع آیت ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی شان کو بتلایا گیا ہے، نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ وہ جس بات کا تم کو حکم کریں اس کو لے لو اس پر عمل کرو اور جس بات سے روکیں اس سے رک جاؤ ﴿ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (سورة الحشر :آية: ۷) سارا دین اس میں آ گیا، نبی کریم ﷺ نے زندگی گزارنے کا طریقہ بچہ کے پیدا ہونے سے لے کر موت تک اور اس کے

بعد بھی، لیکن عام طور پر یہی زندگی بتائی جاتی ہے کہ دنیا کی زندگی بچہ پیدا ہونے سے لے کر موت تک ہے اس زندگی میں اس کو کیا کرنا ہے کس طرح زندگی گزارنا ہے؟ ان تمام چیزوں کو بیان فرمایا، کسی شعبہ میں یہ تشنگی نہیں کہ اس بارے میں آپ ﷺ نے کچھ بیان نہیں فرمایا۔ مثلاً کھانے پینے کے آداب اوراس کا طریقہ، اب اس بارے میں کوئی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی کوئی تعلیم نہیں ہے جس طریقہ سے چاہو کھاؤ پیو، ایسا نہیں ہے نبی ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح کھانا کھانا چاہیئے؟ کس طرح بیٹھ کر کھانا چاہیے؟ کھانے کا طریقہ کیا ہے؟ اگراس طریقہ پر کھانا کھائیگا تواس کا کھانا بھی عبادت اورکھانے میں جتنا وقت لگا یہ ایسا ہی سمجھا جائیگا گویا اس نے یہ وقت عبادت میں گزارا۔

آدابِ طعام

موٹی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ نیچے بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے، ٹیبل کرسی پر بیٹھ کر کھانے کو پسند نہیں فرماتے تھے، علماء کرام نے اس کو سنت طریقہ سے بعید سمجھا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خوان پر کھانا نہیں کھایا اور نہ تشتری میں کھایا اور نہ آپ ﷺ کے لئے چپاتی پکائی گئی! حضرت قتادہؒ سے پوچھا گیا کہ وہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ دسترخوان پر۔ (مظاہر حق، جلد: ۴، کھانوں کا بیان) تو یہ ایک سنت ہے اور سنت کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑی قدر اور عظمت ہے۔ معلوم ہوا آدمی جب کھانا کھائے تو دسترخوان بچھا کر اور نیچے بیٹھ

کرکھائے اس میں ہماری عورتیں خاص کرہم لوگ جہاں رہتے ہیں انگلینڈ میں اب گویا یہ فیشن چل پڑا ہے کہ ٹیبل پر کھانا رکھ دیا اور کرسی پر بیٹھ کر کھا رہے ہیں اس طریقہ پر کھانا نہیں کھانا چاہئے ،اب نیچے دستر خوان بچھانے میں ذرا تکلیف ہوگی اور کھانا باورچی خانہ سے بنا کر وہاں رکھنا پڑیگا اور کھانے کے بعد اٹھا کر واپس لے جانا پڑے گا ، لیکن اس تکلیف اور لانے لے جانے اور اٹھانے پر بھی ثواب ملے گا ،اس لئے کہ یہ عورت سنت طریقہ پر عمل کرنے میں مددگار بنی ۔تو عورتوں کو نیکی اور ثواب کمانے کا کتنا اچھا ذریعہ اور موقع ملا کہ وہ بچے بچیوں کو بچپن ہی سے بتائے کہ کھانا نیچے بیٹھ کر اور اپنے سامنے سے کھائے اور کھانا شروع کرنے سے پہلے دعا پڑھ لی جائے ۔حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ ! (ریاض الصالحین جلد:۱، کھانے کے آداب) تو اللہ تعالیٰ کے نام سے کھانا شروع کیا جائے اور داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا چاہیئے ، بچے نادان ہیں وہ بائیں ہاتھ سے کھالیتے ہیں، اس کو بتانا چاہیئے کہ داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ ایک بہت بڑی سنت ادا ہوگئی اور ماں نے کہا، یاد دلایا اس لئے اس کو بھی بڑا ثواب مل گیا۔

اسی طرح جو لقمہ گر گیا اب دستر خوان ہے دستر خوان بچھانے کی بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اس پر جو چیز گر جائے اس کو اٹھا کر کھالیا جائے یہ بھی بڑی سنت ہے ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں

سے کسی کا (کھانے کے دوران) لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اسے اٹھالے اور ریت، مٹی اگر کچھ لگ گیا ہو تو صاف کر کے کھالے، اسے شیطان کے لقمہ بننے کے لئے نہ چھوڑ دے اور وہ انگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال وغیرہ سے نہ پوچھے، کیونکہ اسے پتہ نہیں اس کے کھانے کے کونسے جز میں برکت ہے۔ (ریاض الصّالحین، جلد:۱، تین انگلیوں سے کھانا) یہ نہ سمجھے کہ خراب ہوگیا اس کو پھینک دیں۔ ہاں! اگر واقعی خراب ہو گیا ہو اس میں ایسی چیز لگ گئی ہو جو صاف نہیں ہوسکتی تو ایسی جگہ رکھ دیا جائے جہاں پاؤں کے نیچے نہ آئے، اس لئے کہ کھانے کی بڑی عظمت ہے اور علماءِ کرام نے یہاں تک فرمایا کہ روٹی اسی طرح دوسرے کھانے کا اکرام اور عزت کرو یہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے اور جوان کھانے پینے کی چیزوں کی قدر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت دیں گے اور جو اس نعمت کی ناقدری اور اکرام وعزت نہیں کرتے بلکہ اس کو ضائع اور برباد کر کے بیکار ڈال دیتے ہیں تو اس کی روزی میں برکت نہیں ہوتی۔ ہماری عورتوں کے لئے خاص طور پر بہت بڑی چیز ہے، کیونکہ وہ کھانا پکاتی ہیں، برتن صاف کرتی ہیں اور ایسی چیزوں کا خیال نہیں کرتیں، اب تھوڑا سا کھانا بچ گیا اور کھانا اچھا ہے خراب نہیں ہوا برتن دھو رہی ہیں اس کے ساتھ وہ تھوڑا سا کھانا بھی پھینک دیتی ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر پیٹ میں گنجائش ہو اور کھا سکتی ہو تو کھالینا چاہئے، نہیں تو رکھ لے ایسے ہی اس کو پھینک نہیں دینا چاہئے۔

بہشتی زیور ہر گھر میں ہونی چاہئے

حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ بہت بڑے عالم اور بزرگ ہیں جنہوں نے بہشتی زیور لکھی ہے، یہ ایسی کتاب ہے جو ہر گھر میں ہونی چاہئے، خصوصاً عورتوں کے لئے بہت اچھی اچھی چیزیں اس میں جمع فرمائی ہیں۔ مثلاً عورتوں کی نماز، روزہ، پاکی، ناپاکی کے مسائل اور بھی دیگر چیزیں ہیں، گجراتی، اردو میں ہے اور انگلش بھی ہوگئی ہے، ہم لوگ گجراتی ہیں گجراتی زبان میں ملتی ہے اس کو خرید کر جب بھی موقع ملے گھر میں پڑھنا چاہئے اور جو چیز سمجھ میں نہ آئے اپنے شوہر یا اپنے کسی جاننے والے محرم سے پوچھ لینا چاہئے، اگر کوئی ایسا محرم نہ ملے جو صحیح سمجھا سکے تو اپنے شوہر کے ذریعہ کسی مولوی صاحب سے سمجھ لینا چاہئے، اس لئے کہ عورتوں کے لئے پردہ لازم اور ضروری ہے، بے پردگی جائز نہیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جو متعدد شادیاں کی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دین کی تعلیم عورتوں میں عام ہو، آپ ﷺ نے جب دنیا سے پردہ فرمایا اس وقت نو بیویاں حیات تھیں، دو کا انتقال ہوگیا تھا، حضرت زینب بنت خزیمہؓ اور حضرت خدیجہؓ، تو نو اور دو گیارہ بیویاں تھیں آپ ﷺ کی، جو ہماری مائیں ہیں ان کو امہات المؤمنین کہا جاتا ہے۔ تو ان تمام سے شادی کا ایک بڑا مقصد اور منشاء یہ بھی تھا کہ عورتوں میں دین کی تعلیم عام کریں، اب عورتوں کے بعض مسائل ایسے ہیں کہ جن کو مرد نہیں سمجھا سکتا عورتیں ہی سمجھا سکتی ہیں اور آپ ﷺ

میں حیاء (شرم) کی صفت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی، اب کوئی عورت خانگی اور شرم کا مسئلہ پوچھنے آتی تو آپ ﷺ کیسے بتلاتے؟ تو آپ ﷺ کی پاک بیویاں حضرت عائشہؓ وغیرہ سمجھاتی تھیں۔

نعمتِ الٰہی اور حکیم الامت ؒ کا احتیاط

بہر حال حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی جب بینائی کمزور ہوگئی، ایک مرتبہ کھانا کھا رہے تھے اور کھانا ایسا تھا جس کو ہم لوگ گھونگری کہتے ہیں، جس میں بڑے بڑے چنے ہوتے ہیں، تو کھانا کھاتے ہوئے ایک چنا گر گیا، بینائی کی کمزوری کی وجہ سے تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملا، کچھ چھوٹے بچے بچیاں کھیل رہے تھے وہ بھی تلاش میں لگ گئے، اس میں کسی بچہ کو وہ دانہ مل گیا، اس بچہ نے لاکر کہا بڑے ابا! یہ ہے وہ دانہ، تو حضرت نے وہ دانہ لیا اور اس کو صاف کر کے کھا گئے، پھر اپنی مجلس میں تشریف لائے جہاں بہت سے مسلمان بھائی دین کی باتیں سننے کے لئے آتے تھے، تشریف لاکر حاضرین کو یہ واقعہ سنایا کہ میں کھانے بیٹھا تھا اتفاقاً میرے ہاتھ سے چنے کا ایک دانہ گر گیا اور تلاش کے بعد بھی نہ ملا، تو میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور مجھے اتنی فکر ہوگئی کہ میرے مرنے کے بعد کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اشرف علی! تو نے کھانا اس طرح کھایا کہ تیرے ہاتھ سے چنا گر گیا اور گرنے کے بعد اس کو تلاش بھی نہیں کیا؟ تو میں کیا جواب دونگا، مجھے اتنا ڈر اور اتنی گھبراہٹ ہوئی کہ پسینہ آگیا۔ کتنی بڑی عبرت کی بات ہے کہ اتنے بڑے

بزرگ ایک چنے کا دانہ گر گیا جب تک تلاش کر کے کھا نہیں لیا وہاں تک چین سے نہیں بیٹھے۔ ہم لوگ جان بوجھ کر کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع کر دیتے ہیں، مثلاً ایک فیشن ہو گیا ہے چائے پینے بیٹھے تو اخیر میں جان بوجھ کر تھوڑی چائے کپ میں چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ وہ اچھی ہے کوئی خراب نہیں ہوئی ہے، پھر کیوں چھوڑ دی یہ نعمت کی ناقدری ہے، اس واقعہ میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے، ہمیں ارادہ کر لینا چاہئے کہ ہمارا کھانا پینا سنت طریقہ پر ہو۔

ماں بڑی معلّمہ ہے

تو اپنے بچے بچیوں کو ابھی سے تعلیم دیں یہ بیچارے چھوٹے نادان ہیں یہ کیا جانیں کس طرح کھانا چاہئے؟ ایک مرتبہ کہنے سے کچھ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ نادان پھر بھول جائیں گے، اس لئے پھر یاد دلانا ہے، نرمی اور محبت سے بار بار کہیں گے تو سنت طریقہ پر کھانے کی عادت پڑ جائیگی اور بڑے ہو کر اس پر جب تک عمل کرتے رہیں گے اس ماں کے لئے صدقۂ جاریہ اور ثواب جاریہ ہوگا، اس لئے کہ ماں سکھانے کا ذریعہ بنی، ماں استانی اور بہت بڑی معلّمہ ہے۔

بڑوں کا عمل چھوٹوں کے لئے نمونہ ہے

اب گھر میں داخل ہونے کی دعا ہے ماں کو ہی یاد نہیں تو بچے کو کیا یاد ہوگی، جب ماں گھر میں داخل ہوتے ہوئے دعا نہیں پڑھتی تو بچے کیا پڑھیں گے، ماں کسی وجہ سے گھر سے باہر نکلی تو پردہ میں نکلنا چاہئے، ہماری پاک مائیں نبی کریم ﷺ کی پاک بیویاں پردہ میں نکلتی تھیں، یہ عورتوں کے لئے بہت بڑا

مسئلہ ہے، اس میں کوئی شرم نہیں کرنا چاہئے، کوئی بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ! مجھے برقعہ اور پردہ پہننے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا سوال ہوگا، اس لئے کہ اس کا درجہ عورتوں کے لئے واجب اور ضروری کا ہے اور اس پر توبہ بھی کرنا چاہئے کہ اب تک بغیر پردہ کے باہر گھومتی اور پھرتی رہی مجھ سے یہ گناہ ہوگیا اے اللہ! اس کو معاف فرما، یہ نہیں کہ مولوی اور علماء ہیں انہی کی عورتیں پردہ میں رہیں گی، دوسرے لوگ تو عالم نہیں ہیں ان کی عورتیں کیا پردہ میں رہیں، ایسا نہیں، بلکہ یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے یکساں (برابر) ہے اور شوہروں کو بھی سمجھائیں انشاء اللہ پردہ اور برقعہ کے لئے منع نہیں کریں گے، بعض شوہر یہ کہتے ہیں کہ پردہ میں بیٹھ جائیگی تو باہر کا کام کون کریگا؟ تو ان کو سمجھا دیا جائے کہ باہر کا کام اگر واقعی ضروری ہے پردہ کے ساتھ کرونگی، اس لئے کہ اگر واقعی نکلنا ضروری ہو تو ایسے پردہ کے ساتھ نکل سکتی ہے، جس سے اس کا بدن اور پہنے ہوئے کپڑے معلوم نہ ہوں چہرہ اور پورا بدن ڈھکا ہوا ہو۔

مسنون دعائیں اور ان کی برکات

بہر حال سنت طریقہ کی یہ دعائیں خود بھی یاد کرنا چاہئے اور بچوں کو بھی یاد دلانا چاہئے، گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے **اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا** : ترجمہ : ''اے اللہ تعالیٰ! میں آپ

سے داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے نکلے اور اللہ تعالیٰ ہی پر جو ہمارا پروردگار ہے، ہم نے بھروسہ کیا''۔ (پُرنور دُعائیں) بعض میں الفاظ کا تھوڑا سا فرق بھی ہے بہترین داخل ہونا خَیْرَ الْمَوْلَجِ۔ خیریت کی دعا کرتے ہوئے داخل ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے اور نکلتے وقت کہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ'' (میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے، کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوسکتی ہے) تو عالمِ غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) ''اللہ تعالیٰ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لئے کافی ہے، تجھے پوری رہنمائی مل گئی، اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہوگیا'' اور شیطان مایوس و نامراد ہوکر اس سے دُور ہو جاتا ہے (معارف الحدیث، جلد ۵، مختلف اوقات واحوال کی دعائیں) کتنی بڑی بات ہے، اس دعا کو جو پڑھ کر نکلے تو شیطان کہتا ہے تو میرے مکر سے نکل گیا اور تیری حفاظت کی گئی۔ چھوٹی سی دعا ہے کتنی دیر لگتی ہے؟ اسی طرح کھانا کھانے سے پہلے کی دعا پڑھ لے اور کھانے کے بعد بھی دعا پڑھ لے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے: ''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَاوَسَقَانَا وَجَعَلَنَامُسْلِمِیْنَ'' (ہر طرح کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس نے ہمیں کھانے کو دیا،

ہمیں پینے کو دیا اور ہمیں مسلمان بنایا) (مظاہر حق، جلد۴، کھانوں کا بیان) کتنی اچھی دعا ہے اللہ پاک کا شکر و احسان ہے آپ نے ہمیں کھلایا اَطْعَمَنَا ،وَسَقَانَا اور آپ نے ہمیں پلایا۔ کون کھلاتا اور پلاتا ہے؟ اللہ پاک کھلاتے اور پلاتے ہیں ، ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا اور اتنا ہی نہیں کہ کھلایا پلایا بلکہ وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْن اے اللہ! آپ کا بڑا احسان ہے کہ ہمیں مسلمان بنایا، بہت بڑی اسلام کی دولت سے نوازا، کھانا تو کافر بھی کھاتے ہیں ، پانی تو کافر بھی پیتے ہیں ، لیکن ایک بڑی دولت جو ہمیں دی وہ اسلام کی دولت ہے، تو ایک کھانا کھانے کے بعد کی دعا میں ایمان کا بھی شکریہ ادا ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ کی کتنی جامع دعا ہے اور اتنی سی دعا یاد کرنا کونسا مشکل کام ہے؟ اسی طرح سوتے وقت کی دعا یاد کر لی جائے اور سوتے وقت خود بھی پڑھے اور بچوں کو بھی یاد دلائے ، چھوٹی سی دعا ہے وہ یہ ہے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب شب بسری (رات کو سونے) کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے تو دست مبارک (ہاتھ مبارک) رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر یہ کلمات فرماتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی، اے اللہ تعالیٰ! میرا مرنا اور جینا تیرے نام ہی کے ساتھ ہے (ریاض الصالحین، جلد۱، سونے کے آداب) تو سنت طریقہ پر دعا پڑھ کر سوئے اور صبح اٹھ کر فجر کی نماز عورتیں اپنے گھر میں وقت پر ادا کر لیں اور مرد حضرات مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھ لیں تو ہمارا یہ پوری رات کا سونا بھی عبادت میں شمار ہوگا اور اگر گنجائش ہو، کوئی بیماری نہ

ہوتو سوتے وقت وضو کر لینا چاہئے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طہارت (وضو) کی حالت میں رات گزارے پھر اسی رات انتقال کر جائے تو وہ شہید ہوگا۔ یعنی ثوابِ شہادت پائے گا۔ (شمائل کبریٰ، جلد۲، سونے کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان) وضو کر کے سونے کی اتنی بڑی فضیلت ہے، اب آدمی کلی وغیرہ کر کے سوتا ہی ہے اس کے ساتھ وضو ہی کر لے، اگر توفیق ہو تو تہجد کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھ لے اور اس وقت جو مجھے یاد ہے کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وضو کر کے سونے پر رات کو سوتے ہوئے آدمی جب کروٹ بدلتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں، کتنی بڑی بات ہے معصوم فرشتوں کی دعا ملتی ہے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو یوں فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر، (ریاض الصالحین، جلد۱، سونے کے آداب) مرنے کے بعد زندہ کیا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر ایک دن سب ہی کو اللہ تعالیٰ کے پاس جمع ہونا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھ کر جانا ہے، ایک دعا کے اندر کتنا بڑا سبق دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر بھی ادا ہو گیا، کتنے لوگ ہیں جن کو رات میں نیند نہیں آتی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ ہمیں رات میں نیند آجاتی ہے۔ کپڑا پہنتے وقت کی دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ" (پرنور دعائیں) یہ تمام دعائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت دعائیں ہیں، اس کا ایک نور ہے، دل میں سکون واطمینان پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ عافیت وتندرستی دیتے ہیں، اب بیت الخلاء میں داخل

ہورہے ہیں، باہر پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (الدعاءالمسنون) یہ گندی جگہ ہے اس لئے وہاں شیاطین ہوتے ہیں، بعض مرتبہ تکلیف بھی پہونچ جاتی ہے، دعاپڑھ کر داخل ہوئے تو اس سے آڑ اور پردہ ہوگیا اب وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے ۔اور باہر آکر یہ دعا پڑھیے : غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافَانِی، یعنی تمام تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز (یعنی پاخانہ) کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی ۔ (مظاہر حق، جلد۱، پاخانہ کے آداب کا بیان) اللہ پاک! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے ایک گندی چیز نکال کر عافیت نصیب فرمائی، اگر یہ اندر رہ جاتی تو بیمار ہوکر ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ۔تو کھانا کھایا اور عافیت کے ساتھ وہ نکل بھی گیا، کوئی تکلیف نہیں ہوئی کوئی بیماری نہیں ہوئی اور کوئی دوانہیں لینی پڑی کتنا بڑا احسان ہے، ہم بیت الخلاء گئے اور جا کر چلے آئے، ہمیں پتہ ہی نہیں کہ یہ پیشاب پائخانہ کا ہوجانا اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

ہمارے حضرت (مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ) ایک واقعہ سناتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا، اس کو ایک بزرگ نے عبرت اور سبق کے لئے ایسے ہی کہا کہ بادشاہ صاحب آپ کو اگر کسی وجہ سے کوئی جگہ پانی نہ ملے اور پیاس شدت کی لگی ہو اور کوئی آپ کو ایک گلاس پانی دے اور یہ کہے کہ بادشاہ صاحب! میں آپ کو ایک گلاس پانی دونگا لیکن اس کی قیمت یہ ہے کہ

آپ آدھی سلطنت مجھے دے دیں اور پیاس اتنی زور کی لگی ہو گویا مرنے کے قریب ہیں تو آپ کیا کریں گے؟ بادشاہ نے جواب دیا، اپنی آدھی سلطنت کے بدلے وہ پانی لے کر پی لونگا، کیونکہ پیاس اتنی زور کی لگی ہے، اللہ تعالیٰ بچائے پیاس سے۔ پیاس ایک عذاب ہے دوزخیوں کو جو عذاب ہوگا اس میں ایک عذاب بھوک اور پیاس کا بھی ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی بھوک سے پناہ مانگی ہے، بہر حال آدھی سلطنت کے بدلے پانی پی لیا پھر اس بزرگ نے فرمایا بادشاہ صاحب! یہ پانی پینے کے بعد آپ کو پیشاب نہ ہو، پیشاب رک جائے، بند ہوجائے اور کوئی یہ کہے کہ میں آپ کا پیشاب جاری کر دونگا لیکن آدھی سلطنت مجھے چاہئے تو کیا آپ آدھی سلطنت دے دیں گے؟ بادشاہ نے کہا، جی میں دے دونگا اس لئے کہ پیشاب نہ ہو اور بیمار ہوجاؤں اور العیاذ باللہ اتنا بیمار ہوں کہ موت ہی آجائے تو سلطنت سے کیا فائدہ؟ تو اس بزرگ نے کہا بادشاہ صاحب! آپ کی پوری سلطنت کی قیمت ایک گلاس پانی اور ایک پیشاب، بس اتنی سلطنت کی قیمت ہے۔

پانی کا بے جا اسراف

اللہ پاک کا کتنا احسان و کرم ہے کہ وہ کتنا پانی ہمیں پینے کو دیتے ہیں اور کتنے گلاس ہم پانی پیتے ہیں، یہ کتنی بڑی نعمت ہے ہمیں پتہ ہی نہیں، ہمارے بعض مسلمان بھائی پانی کی بڑی ناقدری کرتے ہیں، پورا گلاس بھرا اس میں سے تھوڑا پیا اور پھینک دیا، ایسا نہیں کرنا چاہئے، اگر تمہیں آدھا گلاس پانی پینا

ہےتو آدھا ہی بھرو، اگراور پینا ہےتو مٹکے سے اور لےلواس بچے ہوئے پانی کو پھینکنا نہیں چاہئے بلکہ گلاس میں رہنے دیں اور کوئی ڈھکن سے ڈھانک دیں، کھلا نہ چھوڑیں یہ تعلیم ہے، خاص کررات میں برتنوں کوڈھانک دینا چاہئے کھلا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

خلاصۂ بیان

اللہ تعالیٰ کی توفیق سےاورآپ بہنوں کے طفیل سے یہ باتیں یادآئیں اور کہہ دی گئی ، خلاصہ یہ کہ سنت طریقہ پرعمل کرنا چاہئے اوراللہ تعالیٰ سے دعابھی کرنی چاہئے میں بھی محتاج ہوں اللہ تعالیٰ مجھےبھی اورآپ تمام بہنوں کوبھی عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ہم باتوں کو سنتے ہیں لیکن عمل کی نیت سے نہیں سنتے ، حالانکہ سننے کا بڑامقصد یہ ہے کہ اس پرعمل ہو،کم ازکم ایک بات پر عمل ہوتو گویاسننے کاتھوڑا مقصد حاصل ہوگیا۔مثلاً آج ہم نے سنا کہ فلاں سنت طریقہ ہے،اب ہمیں معلوم ہوگیا یا پہلے سے معلوم تھالیکن غفلت اور کوتاہی تھی کہ ہم سنت طریقہ پرنہیں کھاتے تھے، دعائیں نہیں پڑھتے تھے، یا بچے بچیوں کی سنت طریقے پرپرورش نہیں کرتے تھے، ان کوسنت طریقہ نہیں بتلاتے تھے،آج معلوم ہوا چلوآج سے اپنے بچوں کوسکھائیں، گھروالوں کو بتائیں،آپ کہیں میں توعالمہ نہیں ہوں میں کیسے دین کی بات بتاؤں تواس کے لئے عالمہ ہوناضروری نہیں ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ’’میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی

آیت ہو(بَلِّغُوْاعَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً)اور بنی اسرائیل سے جو قصّے سنو لوگوں کے سامنے بیان کرو یہ گناہ نہیں ہے اور جو شخص قصدًا میری طرف جھوٹ بات منسوب کرے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے‘‘ (مظاہر حق، جلد ۱، کتاب العلم) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بات معلوم ہو اس کو پہونچاؤ، اب بہنوں کو کچھ سنتیں معلوم ہوگئیں اس کے مطابق قدم اٹھائیں گے اور عمل کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پردہ کی اہمیت

پردہ کی باتیں کہی گئی ایک دم سے تو نہیں ہوجائیگا، اس کے لئے کوشش اور دعا کرتے رہیں، آپ ﷺ کی پاک بیویاں جو ہماری مائیں ہوتی ہیں، اماں حضرت عائشہؓ وغیرہ کتنی نیک اور صالحہ تھیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے والیاں جس میں کوئی خرابی اور برائی نہیں، جن کی تعریف کی گئی ہے، وہ پردہ میں رہتی تھی اور ہم بے پردہ رہیں ہم کو بے پردگی کا سوال ہوگا، تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کل قیامت کے میدان میں حضرت عائشہؓ ہونگی، جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ ہونگی اور ہماری بہنیں بھی ہونگی، کتنی شرم لگے گی ایک وہ عورت تھی حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی وہ تو پردہ میں رہیں اور ہم گنہگار ہوکر زندگی میں کچھ اعمال بھی نہیں اور بے پردہ اور کپڑا بھی اس طرح پہنیں کہ مردوں کو دکھائیں، کتنی بے غیرتی اور بے شرمی کی بات ہے، اس طرح باریک اور چست کپڑا پہنا ہے کہ بدن کا حصہ

اور کیسا بدن ہے وہ بھی نظر آتا ہے یہ بڑی وعید کی چیز ہے۔

رب کاسیات عاریات

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سی کپڑا پہننے والی عورتیں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ) جس کا خلاصہ یہ کہ بہت سی عورتیں کپڑا پہنی ہوئی قیامت کے دن ننگی ہونگی کیوں؟ اس لئے کہ دنیا میں اس نے ایسا کپڑا پہنا جس سے اس کے بدن کا حصہ اور خدوخال نظر آتا ہے، تو کپڑا پہننے سے کیا فائدہ ہوا، اسی طرح اونچا پائجامہ پہنتی ہیں، حالانکہ عورتوں کے لئے تو نیچا پائینچہ ہوتا کہ پورا پاؤں ٹخنوں تک ڈھک جائے۔ مردوں کے لئے حکم ہے کہ پائجامہ اونچا ہوتا کہ ٹخنہ نہ ڈھکے اگر ٹخنہ ڈھکے تو یہ مردوں کے لئے حرام ہے اور عورتوں کا ازار اتنا نیچا ہو کہ اس کا ٹخنہ نظر نہیں آنا چاہئے، لیکن اب معاملہ الٹا ہو گیا عورتیں اونچا پہننے لگی اور مرد نیچا۔

اجنبیہ کی آرائش باعث لعنت ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آنکھ (نظر بد یا شہوت سے) کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت خوشبو مل کر جب کسی مجلس پر گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی (یعنی زانیہ) ہے (اسوۂ رسول اکرم ﷺ) اس کا یہ خلاصہ اور مفہوم ہے جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلی وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے، اتنی سخت وعید ہے ایسی عورتوں کے لئے جو ایسی خوشبو لگائے جو باہر غیر مردوں تک جائے ایسی خوشبو

لگا کر اس کے لئے باہر نکلنا حرام ہے، ہاں اس کے لئے مہندی ہے مہندی میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اس کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ پیر میں لگا لے، بشرطیکہ فیشن کے لئے نہ ہو، لیکن ایسا پرفیوم ایسی خوشبو اور ایسا عطر جس میں خوشبو ہو اور دور تک اس کی خوشبو پھیلے اس کا استعمال عورتوں کے لئے جائز نہیں۔

عورتوں کے بال مردوں کے لئے وبال

اسی طرح عورتوں کے بال ستر میں داخل ہیں، جیسے بدن ہے اسی طرح مردوں کے سامنے بال نظر نہیں آنے چاہیئے، اب عورتیں جان بوجھ کر بال کھول کر چلتی ہیں تاکہ اس کی چوٹی اور بال نظر آئے یہ ناجائز اور حرام ہے، عورتوں کے لئے تو یہاں تک حکم ہے کہ وہ بال جو کنگھی کرنے کے بعد گر جائے اس پر بھی غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیئے، تو جو سر پر بال ہیں اس پر نظر پڑنا کیسے جائز ہوگا۔ حضرت حسن بصریؒ سے بطریق ارسال روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے (صحابہؓ سے) یہ حدیث پہنچی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ والمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** (مظاہر حق، جلد ۳، منسوبہ کو دیکھنے اور جن اعضا کو چھپانا واجب ہے ان کا بیان) اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس دیکھنے والے پر جو عورتوں کو جان بوجھ کر دیکھے اور اس عورت پر جو جان بوجھ کر دکھائے، عورت ایسی جگہ کھڑی ہے تاکہ وہاں مردوں کی نظر پڑے، ایسی جگہ بیٹھنے کی ممانعت ہے، جیسے یہاں بیان ہو رہا ہے عورتیں الگ اس طرح بیٹھی ہیں کہ نظر نہیں آتی، حالانکہ دین کی باتیں کہنا اور سننا ہے، یہ ہماری ماں اور بہنیں

ہیں، نہیں! بہنیں ہیں تو کیا ہوا، پردہ تو ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ پر پردہ کا حکم نازل ہوا صحابیات عورتوں نے اس حکم پر عمل کیا، ہم کو بھی عمل کرنا ہے غیر محرم سے پردہ کرنا ہے اور غیر محرم کون ہے؟ تو جس سے شادی کرنا جائز ہے وہ غیر محرم ہے۔

عفتِ فاطمہؓ

آج ہماری عورتوں کا نام بھی فاطمہ ہے اور پیارے آقا ﷺ کی صاحبزادی کا نام بھی فاطمہؓ تھا، ہم اپنی لڑکیوں کا نام بھی عائشہ رکھتے ہیں اور ہماری پاک ماں کا نام بھی حضرت عائشہؓ تھا وہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ قیامت میں ہمارے ساتھ ہونگی، تو کتنی شرم آئیگی کہ یہ چودہ سو سال بعد آنے والی عائشہ اور فاطمہ نے اس حضرت فاطمہؓ کو بدنام کیا، جو آپ ﷺ کی صاحبزادی اور جنت کی عورتوں کی سردار تھی، جس حضرت فاطمہؓ نے اپنی پوری زندگی بدن کے کسی حصّہ پر نظر تک پڑنے نہیں دیا اور یہاں تک فرمایا دیکھو کتنی عبرت کی بات ہے، انتقال سے پہلے حضرت اسماءؓ بنت عمیس سے فرمایا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کو میں ناپسند کرتی ہوں، انہوں نے کہا میں نے حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ پر کھجور کی شاخیں (ٹہنیاں) رکھ دیتے ہے جس سے پردہ کی صورت ہو جاتی ہے، حضرت فاطمہؓ بے حد خوش ہوئی کہ یہ بہترین طریقہ ہے۔ (سیر الصحابہ، جلد:٦) یہ جنّت کی عورتوں کی سردار کی شرم وحیا ہے اور آج کل کی عورتوں کا کیا حال ہے، لہذا اس

سے توبہ کرنی چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب بہنوں کو بھی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور صحیح زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ، آمین ۔
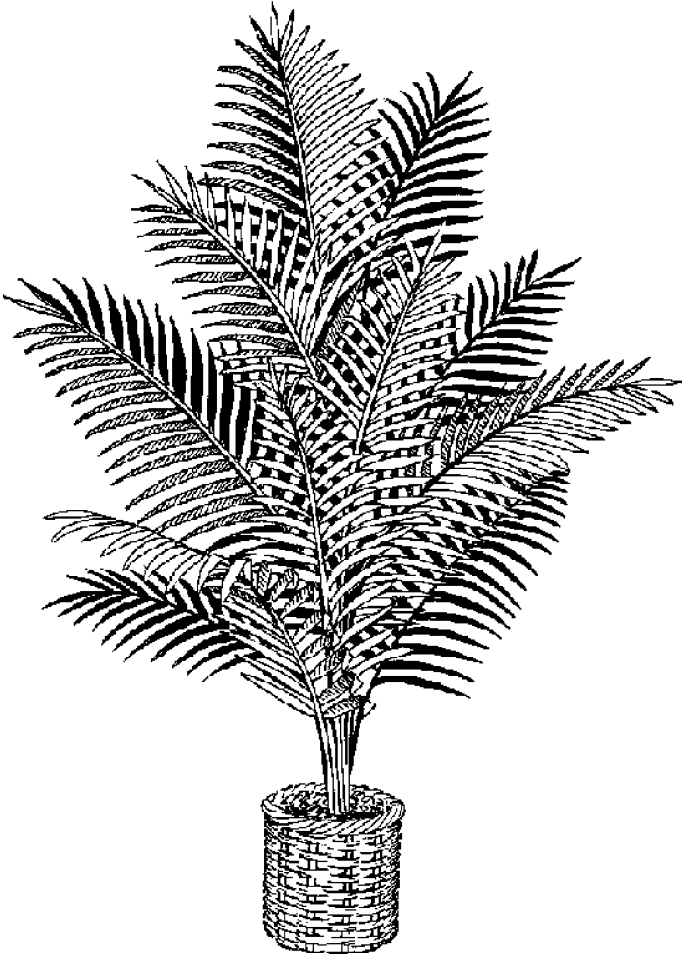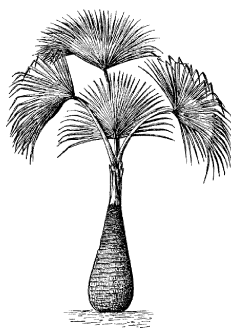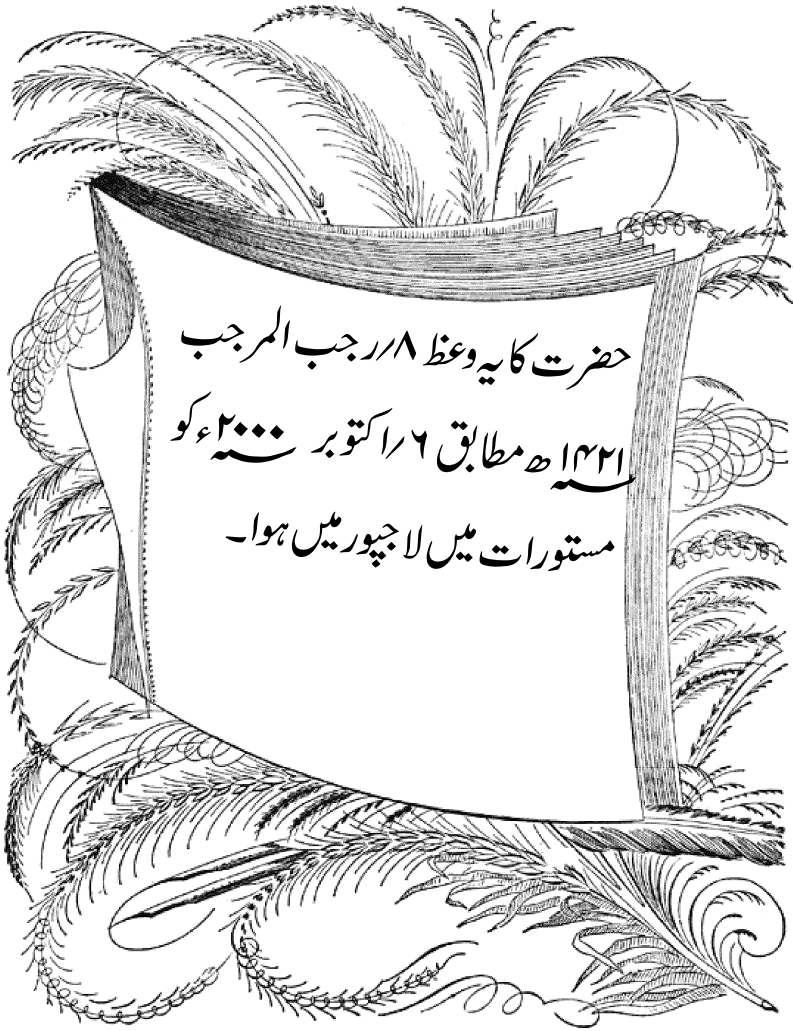
وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

وعظ نمبر ۱٤

شکراور صبر مؤمن کے حق میں دونوں نعمتیں ہیں

حضرت کا یہ وعظ ۸؍رجب المرجب
۱۴۲۱ھ مطابق ۶؍اکتوبر ۲۰۰۰ء کو
مستورات میں لاجپور میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم امابعد!

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ادا کیجئے

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے انہوں نے ہمیں دین کی بات سننے کے لئے جمع ہونے کی توفیق نصیب فرمائی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے، مثلاً کوئی کام ماں بہنوں کے متعلق ہو اپنی مرضی کے مطابق جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، کم از کم اپنی زبان سے الحمدللہ کہنا چاہیئے، جیسے صبح اٹھنے کے بعد ہم نے یہ چاہا کہ ناشتہ تیار ہو اور تیار کر کے گھر والوں کو دیا جائے وقت پر ناشتہ تیار ہو گیا اور آسانی سے کام ہو گیا تو دل دل میں یا زبان سے مختصراً الحمدللہ کہنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا ہو جائے، اسی طرح دن بھر کا کام کاج صاف صفائی کا کام ہے، کپڑے دھونے کا کام ہے، کھانا پکانے کا کام ہے یہ تمام کام کرتے کرتے رات ہوگئی اور پورا دن اچھی طرح گزر گیا، کوئی نماز قضاء نہیں ہوئی وقت پر نماز پڑھنے کی توفیق ہوگئی گھر میں شوہر اور بال بچوں کے ساتھ اچھی طرح رہے کوئی جھگڑا نہیں ہوا کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں ہوئی کوئی بیماری اور صدمہ نہیں ہوا اور پورا دن خوشی خوشی گزر گیا اب اللہ کا شکر ادا کرلو، الحمدللہ پورا دن جس طرح

گزارنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے گزار دیا، اس لئے کہ صبح اٹھنے کے بعد ہمارے ذہنوں میں ایک پورا نظام ہوتا ہے، اور اس نظام کے مطابق ہمارے کام ہو گئے اب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرلو اور الحمدللہ زبان سے بھی کہو اور دل سے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرلو کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا آسان کردیا اور کتنے اچھے طریقہ سے کام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم ان کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس نعمت میں اضافہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔

بر نعمت شکر بر مصیبت صبر

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ ماں بہنوں کے لئے یہ گھر کا کام کاج عبادت ہے، کھانا پکانا، صاف صفائی کرنا، شوہر کو خوش رکھنا، بچوں کو وقت پر تیار کرنا یہ سب عبادت میں داخل ہے، یہ کوئی دنیوی کام نہیں بلکہ یہ تو دین کا کام ہے، نفلی نماز سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لئے اس کو عبادت سمجھ کر کرنا چاہئے۔ کھانا ہم نے پکایا اللہ تعالیٰ کا حکم نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق پکایا اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے کہ کھانا حلال ہو، جائز طریقہ سے کمایا ہو، جائز طریقہ سے حاصل کیا ہو اور نبی پاک ﷺ کا جو طریقہ ہے اس کے مطابق، پورے دن کا کام کاج سب عبادت ہے اور کچھ یہ بھی ہوگا کہ ہم نے چاہا تھا کہ یہ کام اس طرح ہو مگر نہیں ہوتا کوئی تکلیف اور رکاوٹ کی بات پیش آجاتی ہے اور ہماری طبیعت کے خلاف ہوتا ہے تو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

رٰجِعُوْنَ پڑھلو حتّیٰ کہ علماءِ کرام یہاں تک فرماتے ہیں بیٹھے ہوئے ہیں رات کو بجلی چلی گئی تو سب سے پہلے زبان سے نکلنا چاہئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.

سلبِ نعمت پر اظہارِ غم

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے چراغ گل ہوگیا تو آپ ﷺ نے اس پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔(آسان نیکیاں) تو جو چیز طبیعت کو ناگوار (ناپسند) ہوئی ہے اس کے پیش آنے پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا ہے۔

بقامت کہتر بقیمت بہتر

ہمارے یہاں لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ کسی کے انتقال کی خبر ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے وہ تو ہے ہی لیکن ہر وہ چیز جو مسلمان کو تکلیف دے، دکھ اور صدمہ پہونچائے اس پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے، جس کا ترجمہ ہوتا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم انہیں کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔تو دنیا میں ہمیں آخرت کو یاد دلایا گیا ہے آج کسی بھائی بہن کا انتقال ہوا ہمیں بھی ایک دن وہاں جانا ہے اور جو گئے ہیں وہ ہمیشہ کے لئے نہیں چلے گئے، یعنی کبھی ملاقات ہی نہیں ہوگی ایسا نہیں، بلکہ کسی بھائی بہن کا انتقال ہوا ایمان کے ساتھ رخصت ہوئے تو وہ عارضی اور وقتی طور پر ہم سے جدا ہوئے ہیں، ہمیشہ کے لئے نہیں، بلکہ ایک دن ہم بھی ان کے

پاس جائیں گے، آخرت میں ملاقات ہوگی، تو یہ جدائی تھوڑے عرصہ کے لئے ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤمن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں اور روح سے کہتے ہیں کہ "تو (جسد سے) نکل اس حال میں کہ تو اللہ تعالیٰ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی، بہترین رزق اور پروردگار کی طرف کہ جو تجھ پر غضبناک نہیں ہے چل، چنانچہ روح مشک کے بہترین خوشبو کی طرح (جسم سے) نکلتی ہے اور فرشتے اس کو (از راہ تعظیم و تکریم) ہاتھوں ہاتھ لے چلتے ہیں یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان کے دروازوں تک آتے ہیں، وہاں فرشتے آپس میں کہتے ہیں کہ "کیا خوب ہے یہ خوشبو جو تمہارے پاس زمین سے آرہی ہے" پھر اسے ارواح مؤمنین کے پاس (علّیین میں یا جنت میں یا جنت کے دروازہ پر یا عرش کے نیچے کہ جہاں مؤمنین کی روحیں اپنے اپنے حسب مراتب و درجات رہتی ہیں) لاتے ہیں، چنانچہ وہ روحیں اس روح کے آنے سے اسی طرح خوش ہوتی ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اس وقت خوش ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس اس کا غائب آتا ہے یعنی تم میں سے کوئی شخص جب سفر سے واپس آتا ہے تو جس طرح اس کے اہل وعیال اس کی واپسی پر خوش ہوتے ہیں اسی طرح آسمان میں مؤمنین کی کی روحیں اس وقت بہت خوش زیادہ خوش ہوتی ہے جبکہ کسی مؤمن کی روح زمین سے ان کے پاس آتی ہے، پھر تمام روحیں اس روح سے پوچھتیں ہیں کہ "فلاں کیا کرتا ہے اور فلاں کیا کرتا

ہے؟ یعنی روحیں ان متعارفین (جان پہچان والوں) کے بارہ میں کہ جنہیں وہ دنیا میں چھوڑ کر آئی تھیں نام بنام پوچھتی ہیں کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے، مگر پھر روحیں (خود) آپس میں کہتی ہیں کہ ''اس روح کو چھوڑ دو (ابھی کچھ نہ پوچھو کیونکہ) یہ دنیا کے غم و آلام میں تھی (جب اسے کچھ سکون مل جائے تو پوچھنا) چنانچہ روح (جب سکون پالیتی ہے تو خود کہتی ہے) کہ فلاں شخص (جو بدکار تھا اور جس کے بارہ میں تم پوچھ رہے ہو) مر گیا، کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ چنانچہ وہ روحیں اسے بتاتی ہیں کہ اسے تو اس کی ماں کی طرف کہ وہ دوزخ کی آگ ہے لے گئے''۔ اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کے پاس ٹاٹ کا فرش لے کر آتے ہیں اور اسکی روح سے کہتے ہیں کہ اے روح کافر! اللہ عزّ وجل کے عذاب کی طرف نکل اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے اور تجھ پر ناراضگی کی مار ہے، چنانچہ روح (کافر کے جسم سے) مردار کی بدبو کی طرح نکلتی ہے، پھر فرشتے اسے آسمان کے دروازوں کی طرف لاتے ہیں وہاں فرشتے کہتے ہیں کہ ''کتنی بری ہے یہ بدبو'' پھر اس کے بعد اسے کافروں کی ارواح کے پاس لے جایا جاتا ہے۔

(مظاہر حق، جلد۲، قریب المرگ کے سامنے جو چیز پڑھی جاتی ہے اس کا بیان)

تو جو آدمی انتقال کر جاتا ہے ان کی روحیں وہاں جمع ہوتی ہیں اور آج جن کا انتقال ہوا ہے پہلے انتقال کرنے والوں کی روحیں ان کا استقبال کرتی ہیں، اس کو لینے جاتی ہیں حتی کہ خبر تک پوچھتی ہیں، تو یہ انتقال کی وجہ سے جدائی

عارضی اور وقتی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ آج یہ گئے، کل ہم بھی جائیں گے، ان سے ہماری ملاقات ہوگی بشرطیکہ ایمان پر خاتمہ ہو۔

ایمان پر خاتمہ کے اسباب

اور ایمان پر خاتمہ کے لئے علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ کئی ایسے اعمال ہیں جن سے آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور وہ بہت چھوٹے چھوٹے اعمال ہیں ان میں سے ایک مسواک ہے، مردوں کے لئے بھی سنت ہے اور عورتوں کے لئے بھی جب بھی وضو کرو تو مسواک کرو اور مسواک کو بڑی تاکید والی سنت بتائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر میں اپنی امت پر اس بات کو مشکل نہ جانتا تو مسلمانوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لئے مسواک کریں''۔ (مظاہر حق، جلد ا، مسواک کرنے کا بیان) جس کا یہ خلاصہ کہ میرا جی چاہتا ہے اگر میری امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کو لازم قرار دیتا، تو مسواک مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت ہے، بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ صرف مردوں کے لئے ہے، ایسا نہیں۔

مسواک کا ایک اہم فائدہ

مسواک کے بہت فوائد ہیں، علماء نے اس کے ستر (۷۰) فائدے لکھے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس مسواک کرنے والے کا جب دنیا سے جانے کا وقت آئیگا تو کلمہ والی موت نصیب ہوگی، خاتمہ ایمان پر نصیب

ہو گا۔

ہمارے یہاں انگلینڈ میں نوجوانوں کا ایک جلسہ تھا، قریب میں ٹوپی، مسواک، کتاب وغیرہ کی دوکان تھی، میں نے مسواک کی فضیلت بیان کی، کسی بھائی نے کہا یہ جتنے نوجوان آئے ہیں سب کو میری طرف سے مسواک کا ہدیہ۔ سب کو ایک ایک مسواک دی تا کہ فائدہ اور فضیلت حاصل ہو، تو مسواک کی عادت ڈالنی چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس کا عادی بنائیں تو ایمان پر خاتمہ کیلئے ایک عمل مسواک کرنا ہے۔

ایمان پر خاتمہ کا دوسرا عمل ہے اذان کا جواب دینا

ایمان پر خاتمہ کا دوسرا عمل اذان کا جواب دینا ہے، جب بھی اذان ہو تو اس کا جواب دو، یہاں لاؤڈ اسپیکر میں اذان ہوتی ہے، ہمارے یہاں گھروں میں رسیور کا انتظام ہے، سب سے پہلے جس مسجد سے اذان کی آواز آئے اس کا جواب دے دینا کافی ہے اور یہ بہت فضیلت والا عمل ہے۔ جو بھی مرد یا عورت (چاہے وہ باوضو ہو یا بے وضو، چاہے وہ پاکی کی حالت میں ہو یا ناپاکی کی حالت میں ہو) اذان سنے تو اذان کا جواب دیں۔ اذان کا جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ مؤذّن (اذان دینے والا) جو الفاظ کہے، اذان سننے والا بھی وہی الفاظ کہے لیکن ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ﴾ اور ﴿حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ﴾ کے جواب میں ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ کہے، اور فجر کی اذان میں ﴿اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ کے جواب میں ﴿صَدَقْتَ وَ

بَرَرْتَ ﷺ کہے۔اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جوکوئی بھی (مرد یا عورت) اذان کے بعد یہ دعا پڑھیگا تو یقیناً اُس کو حضورِ اقدس ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ محدّثین حضرات اس روایت کی شرح میں لکھتے ہے کہ یقیناً حضورِ اقدس ﷺ کی شفاعت نصیب ہونا یہ ایمان کے اوپر خاتمہ ہونے کی قوی دلیل ہے۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب کشکولِ معرفت میں ایمان پر خاتمہ کے نو(۹) نسخے تحریر فرمائے ہیں، ان میں سے دو آپ کے سامنے عرض کئے، باقی سات کو مختصر طور پر عرض کر دیتا ہوں۔ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد الحاح (گڑگڑا کر) سے یہ دعا پڑھے :

(۱) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (سورۃ العمران)

حسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ: اس دعا کا معمول بنالیں جو حدیث پاک میں ہے۔ استقامت اور حُسنِ خاتمہ کے لئے کثرت سے پڑھیں :

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

ترجمہ:اے زندہ حقیقی کہ جس کی برکت سے تمام کائنات کی حیات قائم ہے،اور ہر ذرۂ بقا جس کے فیض پر منحصر ہے آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

حسنِ خاتمہ کا تیسرا نسخہ: ایمان موجودہ پر شکر ہے یعنی ہر روز موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا۔اور وعدہ ہے:لئن شکرتم لازیدنکم ترجمہ:اگر تم لوگ شکرادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور ضرور اضافہ کردیں گے، پس ایمان پر شکر ایمان کی بقاء بلکہ ترقی کا ذریعہ ہے۔

حسنِ خاتمہ کا چوتھا نسخہ: بدنظری سے حفاظت پر حلاوتِ ایمان عطا ہونے کا وعدہ ہے۔اور حلاوتِ ایمان جب دل کو ایک مرتبہ عطا ہو جاوے گی تو پھر کبھی واپس نہ لی جاویگی، پس حسن خاتمہ کی بشارت اس عمل پر بھی ہے۔

حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ: اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا اور ان سے محبت کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔

حسنِ خاتمہ کا چھٹا نسخہ: صدقہ اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لمعات میں تحریر فرمایا ہے کہ بُری موت کے دفع کرنے سے مراد سوءِ خاتمہ سے حفاظت ہے۔

حسنِ خاتمہ کا ساتواں نسخہ: اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنا ہے اور محبت کے اعمال اختیار کرنا ہے،اور ان دونوں کا ذریعہ اہل محبت اللہ والوں سے محبت کرنا ہے۔

یادِ الٰہی ہر حال میں ہو

شروع میں دو باتیں عرض کی گئی شکر کی عادت ڈالو،کسی تکلیف،

ناگواری، دکھ اور صدمہ کی بات پیش آئے تو فوراً اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ لو، حتی کہ گھر سے باہر نکلے اندازہ تھا کہ اتنے بجے وہاں پہونچ جائیں گے اگر پہونچ گئے کہو الحمدللہ اور دل کی گہرائی سے شکر ادا کرو، لیکن کسی وجہ سے دیر ہوگئی راستہ میں ٹرافک لگ گیا اس کی وجہ سے دیر سے پہونچنا ہوا تو کہہ لو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ہم راستہ میں کار سے جارہے تھے اور سامنے ٹرافک لائٹ آگئی اور وہ ٹرافک لائٹ ہمیں سیدھی گرین ملی اور رکنا نہیں پڑا تب بھی کہہ دو ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ'' اور اگر لال لائٹ کی وجہ سے کار روکنا پڑا تو کہو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔اسی طرح ماں بہنیں کھانا پکا رہی تھی لیکن جیسا چاہتی تھی ویسا نہیں بنا تو بھی کہو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ تو حضرت مفتی رفیع صاحب عثمانی مدظلہ کی بات پر عمل بھی ہوگیا اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا سبق بھی مل گیا، دیکھنے میں چھوٹی سی تعلیم معلوم ہوتی ہے لیکن تھوڑی تھوڑی بات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف شریعت نے متوجہ ہونے کا سبق دیا کہ ہمارا کوئی کمال نہیں، اس طرح عادت ڈالنی چاہئے۔ایک زمانہ تھا ہمارے یہاں ماں بچوں کو اس طرح تعلیم دیتی تھی کہ گھر میں کسی کو چھینک آجائے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نہیں کہا تو اس کو اچھی طرح موقع دیکھ کر یاد دلاتی تھی کہ بیٹا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہو اور یہ کہ ہم نے چھینکنے والے کا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنا سنا تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا واجب

ہے، اگرکسی ایک نے بھی یَرْحَمُکَ اللّٰہِ کہہ دیا تو واجب کی ادائیگی ہو جائیگی اور اگرکسی نے بھی جواب نہیں دیا تو سب بالغ گنہگار ہونگے، یہ الگ بات ہے۔کوئی آدمی کسی اہم کام میں مشغول ہو اور اس کو جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو آہستہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنا چاہئے۔

ارشاد حکیم الامتؒ برائے اہالیان ملت

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ایک مرتبہ مجلس میں تشریف فرما تھے، مریدین اور متعلقین بھی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت کو چھینک آئی تو بہت آہستہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا کہ دوسرا نہ سنے، اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ آپ حضرات یہ سمجھتے ہونگے کہ میں نے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نہیں کہا، میں نے بہت آہستہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا، اس لئے بہت آہستہ کہا تا کہ آپ لوگوں پر جواب واجب نہ ہو جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی مشغولی دیکھو اور اس وقت آہستہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنا مناسب ہو تو آہستہ سے کہو۔

گھر میں داخل ہونے کے اسلامی آداب

اسی طرح سلام کی سنت ہے جنہوں نے یہ سلام سنا بالغ ہے کوئی ایک بھی جواب دے دے، واجب ادا ہو جائیگا، لیکن کسی نے بھی جواب نہیں دیا تو سب بالغ گنہگار ہونگے، واجب چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔اس کا یہ مطلب

نہیں کہ سلام نہ کرے تا کہ جواب واجب نہ ہو، اس میں اور اس میں فرق ہے یہاں تو حکم ہے گھر میں داخل ہو کسی کے پاس جاؤ تو اس کو سلام کرو ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ﴾ (سورة النّور: آية: ٦١) جب کسی کے گھر میں جاؤ تو مستقل سنت ہے کہ سلام کر کے داخل ہو۔ جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا 'السلام علیکم' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا پھر وہ صاحب بیٹھ گئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں!' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا 'السلام علیکم ورحمة اللّٰه' اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں!' اتنے میں ایک اور شخص آیا اس نے کہا 'السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی گئیں!۔

(ریاض الصّالحین، جلد: ا، سلام کا طریقہ)

تو یہ تین جملے کہنے پر تیس نیکیاں مل گئیں روزانہ کتنے سلام کر سکتے ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے تھے کہ عورتوں میں سلام کا رواج بہت کم ہو گیا ہے، عورتیں ایک دوسرے کو ملتی ہیں تو سلام نہیں کرتی، حالانکہ جاتے ہی پہلے سلام کرنا چاہئے پھر کلام، اور گھر میں داخل ہو کر بھی سلام کرنا چاہئے، گھر میں برکت نازل ہوگی، سلام یہ اللہ پاک کا مبارک نام بھی ہے اسماء حسنٰی میں سے

ہے تو اللہ پاک کے نام کی برکتیں گھر میں ہونگی اور یہ سنت ہے اس کی برکت ہوگی۔

بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو

ایک حکم مستقل اجازت لینے کا ہے کہ گھر میں داخل ہوتو کوئی آواز کھٹکھٹا کر داخل ہونا چاہیئے ، تاکہ اگر پہلے کمرہ میں کوئی عورت ہوتو وہ پردہ کرلے۔ حضرت ربعی بن حراشؒ (تابعی) روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت چاہی، اورعرض کیا: ااَلِجُ؟ (کیا میں اندر آسکتا ہوں؟)۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ بتاؤ، اس سے کہو کہ وہ یوں کہے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ااَدْخُلُ؟'' اُس شخص نے آپ ﷺ کی بات خود سن لی اور عرض کیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم ااَدْخُلُ؟'' تو آپ ﷺ نے آنے کی اجازت دے دی، اور وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوگیا۔ (معارف الحدیث، جلد۶، ملاقات یا گھر یا مجلس میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت) اسی طرح اگر ہم نے اجازت مانگی اور اندر سے آواز آئی فلاں صاحب نہیں ہیں یا خود اس صاحب نے کہہ دیا ہم لوگ مشغول ہیں آپ بعد میں آیئے تو اس آنے والے کو برا نہیں ماننا چاہیئے ﴿وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾ (سورہ النُّور: آیۃ: ۲۸) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تعلیم دی کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگی اور گھر والوں نے یہ کہا ابھی آپ تشریف لے جائیں بعد میں آئیں تو واپس

آجاؤ۔

بہرحال ہماری شریعت اسلام اور نبی پاک ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ کسی کے گھر جاؤ تو ایکدم مت گھس جاؤ، پہلے آواز دینا چاہیئے اس کے بعد جائے اور اجازت تو اسی لئے ہے تا کہ ہماری نظر نہ پڑے، اب لوگ کیا کرتے ہیں کسی کے گھر جاتے ہیں تو پہلے کھڑکی وغیرہ سے جھانک لیتے ہیں پھر اجازت مانگتے ہیں، تو شریعت نے روکا ہے کہ دیکھنا نہیں ہے، بغیر اجازت گھر میں آنکھ سے دیکھ لیا تو پھر وہ اجازت کس کام کی اور اس میں آدمی کو بھی بدگمانی ہوتی ہے، حسد ہوتا ہے، شریعت کی تعلیم میں کتنی حکمتیں ہیں، جس کی وجہ سے آدمی کو بدگمانی نہیں ہوتی اور حسد نہیں ہوتا۔ مثلاً آپ اچھا اچھا کھانا کھا رہے ہیں کوئی صاحب اجازت کے بغیر داخل ہوگئے اب اس آنے والے بیچارے کے منہ میں ایکدم پانی آگیا کہ یہ کتنا اچھا اچھا کھانا کھا رہا ہے؟ کہاں سے لایا؟ کیا ہوا؟ پھر خواہ مخواہ حسد ہوگا، بدگمانی ہوگی، تو آنے والے کو یہ تعلیم دی کہ چاہے اپنے رشتہ دار ہی کا مکان ہو اجازت لے کر داخل ہوں۔

اپنے گھروں میں بھی بلا اجازت کے داخل نہ ہوں

حضرت عطاء بن یسارؒ (تابعی) سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے بھی پہلے اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں! ماں کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت لو!۔ اس شخص نے عرض کیا: میں ماں کے ساتھ ہی گھر میں

رہتا ہوں (مطلب یہ کہ میرا گھر کہیں الگ نہیں ہے، ہم ماں بیٹے ایک ہی گھر میں ساتھ رہتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں بھی میرے لئے ضروری ہے کہ اجازت لے کر گھر میں جاؤں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! اجازت لے کر ہی جاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ: میں ہی اس کا خادم ہوں (اس کے سارے کام کاج میں ہی کرتا ہوں اس لئے بار بار جانا ہوتا ہے، ایسی صورت میں تو ہر دفعہ اجازت لینا ضروری نہ ہوگا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: نہیں، اجازت لے کر ہی جاؤ، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اس کو برہنہ دیکھو! اس شخص نے عرض کیا کہ: یہ تو ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اجازت لے کر ہی جاؤ۔ (معارف الحدیث، جلد ۶، ملاقات یا گھر یا مجلس میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت) یعنی ماں بعض مرتبہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہے کہ وہ خود پسند نہیں کرتی کہ بیٹا مجھے ایسی حالت میں دیکھے، اس لئے اجازت لے کر جاؤ اور زور سے کہو السلام علیکم، تا کہ گھر والے سن لیں اور سمجھ جائیں کہ کوئی آنا چاہتا ہے اور یہ بھی تعلیم ہے کہ تین مرتبہ اجازت مانگے اس کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے، یہ نبی پاک ﷺ کی سنت ہے آپ ﷺ نے خود عمل کر کے بتایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سلام کے ذریعہ نبی ﷺ کی دعا کا حاصل کرنا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے فرزند قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) ہمارے گھر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے (قاعدے کے مطابق باہر سے) فرمایا: ''السّلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو میرے والد (سعد بن عبادہ) نے (بجائے اس کے کہ آپ ﷺ کے سلام کا آواز سے جواب دیتے اور اندر تشریف لے آنے کے لئے عرض کرتے) بہت خفی آواز سے (کے حضور ﷺ سن نہ سکیں) صرف سلام کا جواب دیا۔ تو میں نے کہا کہ: آپ حضور ﷺ سے اندر تشریف لانے کے لئے کیوں عرض نہیں کرتے؟ میرے والد نے فرمایا کہ: بولو مت، ایسے ہی رہنے دو، تا کہ آپ ﷺ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں (اور ہمیں اس کی برکتیں حاصل ہوں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''السّلام علیکم ورحمۃ اللہ'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر (اسی طرح) چپکے سے سلام کا جواب دیا (جس کو حضور ﷺ نے نہیں سنا) تو پھر (تیسری بار) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''السّلام علیکم ورحمۃ اللہ'' (اور جب اس کے بعد بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی جواب آپ ﷺ نے نہیں سنا) تو آپ ﷺ واپس لوٹنے لگے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا کہ: حضرت ﷺ! میں آپ کا سلام سنتا تھا اور (دانستہ) چپکے سے جواب دیتا تھا، تا کہ آپ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں (اور ہمیں اس کی برکات حاصل ہوں) تو رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر لوٹ آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ حضور ﷺ کے غسل کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ حضور

ﷺ نے غسل فرمایا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو ایک چادر دی (جو زعفران یا ورس سے رنگی ہوئی تھی) جسے آپ ﷺ نے 'اشتمال' کے طریقے پر باندھ لیا، پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کے اس طرح دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ عَلٰی اٰلِ سَعْدٍ'' (اے میرے اللہ! اپنی خاص نوازشیں اور رحمتیں فرما سعد کے گھر والوں پر) اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ کھانا تناول فرمایا۔ پھر جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو میرے والد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے سواری کے لئے اپنا حمار پیش کیا جس کی کمر پر چادر کا گدّا بنا کر رکھ دیا تھا اور مجھ سے فرمایا کہ تم حضور ﷺ کے ساتھ جاؤ، تو میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں نے معذرت کر دی اور سوار نہیں ہوا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یا تو میرے ساتھ تم بھی سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ (یعنی مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں سوار ہو کر چلوں اور تم ساتھ ساتھ پیدل چلو)۔ واقعہ کے راوی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو میں واپس لوٹ آیا۔ (معارف الحدیث، جلد ۶، ملاقات یا گھر یا مجلس میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت)

تو آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس جذبہ کی قدر فرمائی ناراض نہیں ہوئے آپ تو امت پر بڑے شفیق تھے اور امت کے لئے یہ سنت بھی ہوگئی کہ سلام کر و اجازت مانگو اور تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جاؤ، ناراض نہ ہونا چاہیے۔

شوہر کا درجہ والدین سے بڑھا ہوا ہے

دوسری بات بہت سی ماں بہنیں اپنے گھروں میں اپنے شوہروں کے ساتھ اچھے طریقے سے نہیں رہتی ہیں ان کو آداب معلوم نہیں ہوتے جس کی وجہ سے بعض وقت شوہر کے ساتھ جھگڑا ہوجاتا ہے، حالانکہ ہمارے ذمہ شوہر کا بڑا حق ہے، جب شوہر گھر میں آئے تو خوش مزاج رہو، خندہ پیشانی جس کو کہتے ہیں ہنستا چہرہ رکھو، ان کا اکرام کرو، بعض عورتوں کا عمل بزرگوں نے لکھا ہے کہ گھر میں شوہر داخل ہوتے تو بیوی کھڑی ہوجاتی تھی اکرام کے لئے کہ یہ میرے سرتاج آئے، شوہر کا درجہ بہت اونچا ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل، ہماری شادی ہوگئی تو ہمارے لئے سب سے بڑے بزرگ یہی ہیں، لہٰذا ان کا اکرام کرو، کبھی تو ایسا ہوتا ہے شوہر گھر میں داخل ہوا بیوی بیٹھی ہوئی ہے کوئی پوچھتا ہی نہیں، رشتہ دار آتے ہیں ان کو پوچھتے ہیں اور شوہر کو پوچھتے ہی نہیں، حالانکہ ماں باپ سے زیادہ درجہ شوہر کا ہے، اگر شادی کے بعد ماں باپ کوئی کام کرنے کے لئے کہے اور شوہر دوسرا کام تو شریعت یہ کہتی ہے کہ شوہر کا کام تجھے کرنا پڑے گا، جتنے جائز کام ہیں سب شوہر کے کہنے سے واجب ہوجاتے ہیں، آج کل ماں باپ کا بہت خیال کرتے ہیں ۔ میری والدہ کیسی ہیں؟ میرے ابا کیسے ہیں؟ ٹھیک ہے ماں باپ ہیں، لیکن شوہر کا درجہ بڑا ہے، ان کا اکرام کرو، ان کو خوش رکھو، ان کی خدمت کرو۔

ام سلیمؓ کی شوہر کی مزاج شناسی

حضرت ام سلیمؓ بہت اونچے درجہ کی صحابیہ ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، اس صحابیہ عورت نے ہمارے لئے نمونہ پیش کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچّہ بیمار تھا۔ وہ باہر کہیں گئے ہوئے تھے کہ وہ بچّہ فوت ہوگیا۔ واپس آکر پوچھا کہ بچّہ کیسا ہے، ان کی بیوی، بچّہ کی ماں ام سلیمؓ نے کہا کہ پہلے سے اچھا ہے! پھر رات کا کھانا ان کے لئے لائیں۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ اور رات کو فعل زوجیّت (ہم بستری) بھی کیا۔ جب وہ فارغ ہوئے، تب بتایا کہ بچّہ فوت ہوگیا ہے۔ اب اس کے کفن دفن کا انتظام کرو! صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بیوی سے قربت بھی کی؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کہا ہاں! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ دونوں میں برکت عطا فرما! چنانچہ ام سلیمؓ کے بچّہ پیدا ہوا۔ اس وقت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا اس بچّہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو، کچھ کھجوریں بھی ساتھ کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ بچّہ کے ساتھ کوئی اور چیز بھی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں کھجوریں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور لے کر اپنے دہن مبارک میں چبا کر بچّہ کے منہ میں رکھی اور اسکی تحنیک فرمائی، اور بچّہ کا نام عبد اللہ رکھا۔ (ریاض الصّالحین، جلد۱، صبر کا بیان)

اللہ تعالیٰ ان کو ہم سب کی طرف سے بہترین بدلہ نصیب فرمائے،

قیامت تک کی عورتوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑ گئی کہ اپنے شوہر کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے، کیسا نمونہ پیش کیا حضرت ام سلیمؓ نے، ٹھیک ہے ہم کمزور دل کے ہیں اتنا نہیں کر سکتے کم از کم عام دنوں میں شوہر کا اکرام کرنا چاہیئے، انہیں خوش رکھنا چاہیئے اور علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ شوہر یہ کہے کہ یہ پہاڑ کے پتھر دوسرے پہاڑ پر اٹھا اٹھا کر لے جاؤ، حالانکہ یہ بہت مشکل کام ہے کر نہیں سکتے لیکن عورت اپنی زبان سے یہ نہ کہے کہ یہ پتھر اٹھانا اور یہاں سے وہاں تک لے جانا میرے بس کا کام نہیں، بلکہ تم کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح ہمارے حضرت مسیح الامتؒ فرماتے تھے کہ شادی کے بعد شوہر کو گھر میں زیادہ رہنا چاہیئے، خاص کر رات میں، تاکہ عورت کے دل میں بدگمانی پیدا نہ ہو، اب گھر میں شوہر ہو تو ہنسی کی دل لگی کی بات کرو یہ بھی عبادت ہے، ہم اپنی ماں بہنوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ بہشتی زیور کا وہ حصہ جس میں شوہر کے ساتھ رہنے کا طریقہ لکھا ہوا ہے اسے بار بار پڑھنا چاہیئے، تاکہ گھریلو جھگڑے ختم ہوں اور خوش رہیں۔

شوہر کے عمل پر عورت کو اجر

آخری بات کہہ کر ختم کروں کہ شوہروں اور اپنے بیٹوں کو جماعت میں جانے کی ترغیب دیتے رہنا چاہیئے اور شوق دلانا چاہیئے، تاکہ ہمارے گھر میں ایک نہ ایک کوئی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلنے والا ہو، یہ ماں بہنوں کے لئے بہترین موقع ہوتا ہے ہمارے کہنے سننے سے ہمارا شوہر جماعت میں نکلے

گا تو ہمیں پورا ثواب ملے گا۔ اسماء بنت یزیدؓ انصاری صحابیہ حضور ﷺ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ بیشک آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا، اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ ﷺ پر ایمان لائی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی، لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے، پردوں میں بند رہتی ہیں، مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہیں اور مردوں کی خواہشات ہم سے پوری کی جاتی ہیں، ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اُٹھائی رہتی ہیں اور اِن سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں، جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں مین شریک ہوتے ہیں، بیمار کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں، حج پر حج کرتے رہتے ہیں اور اِن سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں اُن کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں، اُن کے لئے کپڑا بنتی ہیں، اُن کی اولاد کو پالتی ہیں، کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟ حضور ﷺ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟ صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کرسکتی ہے۔اس کے

بعد حضوراقدس ﷺ اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اورارشادفرمایا کہ غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتادے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اوراس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اوراس پرعمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسماءؓ یہ جواب سن کرنہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں۔ (فضائلِ اعمال، حکایاتِ صحابہؓ) آپ ﷺ کے فرمان کا خلاصہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جوبھی اعمال کریں گے گھر بیٹھے عورت کوثواب ملتا رہے گا،اور جب شوہر جماعت میں جائے تو گھر میں عفت وپاکدامنی کام کاج اورشوہر جورو پیۓ چھوڑ گیا ہے اس کی حفاظت ہو،تاکہ دوبارہ جماعت میں نکل سکے،ایسا نہ ہو کہ اس کے نکلنے کے بعد جوکچھ تھا عورت نے وہ ساراادھر کاادھر کردیا، ایسا کرنے سے شوہر کی ہمت ٹوٹ جائیگی اوردوسری مرتبہ جماعت میں نکلنا مشکل ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری بہنوں کو دین کی باتوں پرعمل کی توفیق عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کو باعزّت و عافیت آخری دم تک قائم رکھیں،آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

وعظ نمبر ۱۵
عمل سے زندگی بنتی ہے

حضرت کا یہ وعظ ۱۵ر رجب
المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر
۲۰۰۰ء کولاجپور میں ہوا۔
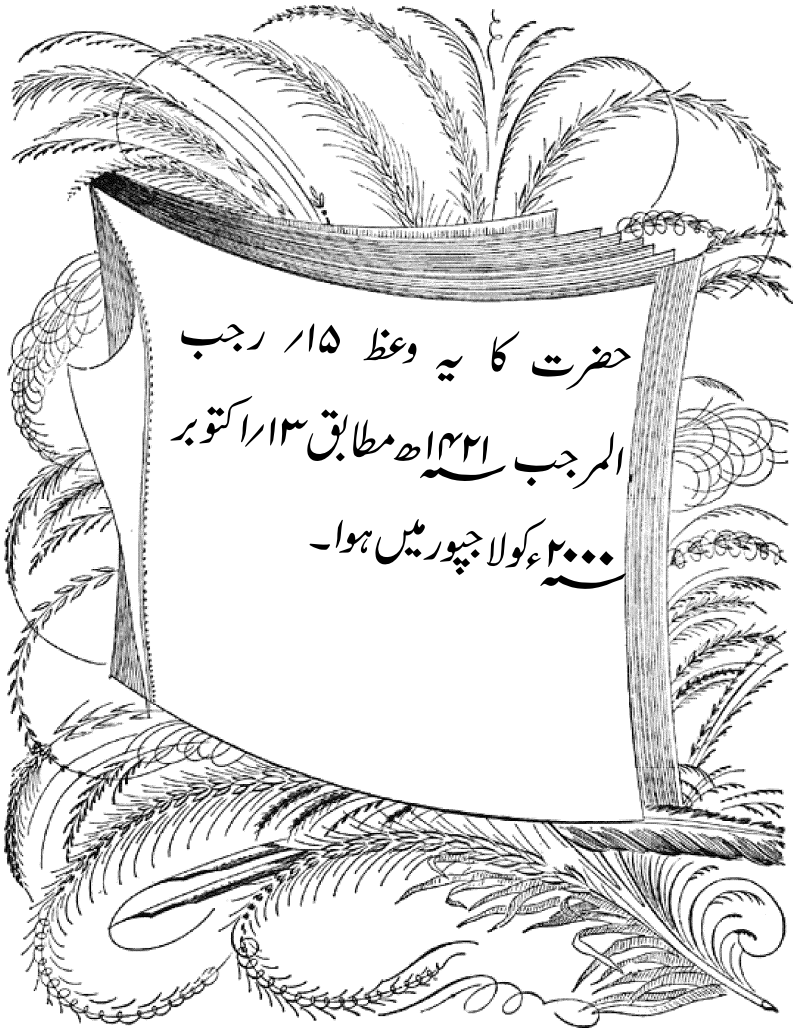
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

فاعوذ باللّٰہِ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

(سورۃ النحل، آیۃ ۹۷)

صدق الله العظیم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی نیک عمل کرے چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو اللہ تعالیٰ اس کو مزیدار اور پاکیزہ زندگی دیں گے، ﴿فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ اس کو حیات طیبہ دیں گے، یہ حیات طیبہ اور پاکیزہ زندگی دنیا میں دیں گے اور آخرت میں ہے ہی، اس کے لئے آگے آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا﴾ اور اچھا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دیں گے۔

دل کا سکون اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے

نیک اعمال اور اچھا کام کرنے کا بدلہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عطا فرماتے ہیں، دنیا میں اس کی زندگی اچھی گزرتی ہے چاہے مرد ہو یا عورت دین پر عمل کرے، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق زندگی گذارے، تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا کی زندگی میں چین وسکون اور اطمینان دیں گے، چاہے ظاہر میں کوئی تکلیف

اور بیماری ہو۔

دنیا میں جو بھی پیدا ہوا ہے اس کے ساتھ حالات لگے ہوئے ہیں، تندرستی بھی ہے، بیماری بھی ہے، حتیٰ کہ بڑے بڑے نبی اور رسول پر حالات آئے، وہ بھی بیمار ہوئے اور تکلیف سے دوچار ہوئے، لیکن دل میں اطمینان چین وسکون تھا، اس لئے دنیا کی زندگی میں نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ چین وسکون پیدا فرما دیتے ہیں۔ دنیا میں جو مال و دولت ہے وہ سکون دلانے والے نہیں یہ تو سامان ہے، چین وسکون تو اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے میں رکھا ہوا ہے اور جو بھی عمل کرے گا جس زمانے میں بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو چین وسکون اور اطمینان کی زندگی دیں گے۔

یادِ الٰہی ہر وقت ہونی چاہیے

دنیا کی زندگی بڑی مختصر زندگی ہے، ایک دن ختم ہو جائے گی لیکن آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے، وہ کبھی ختم نہیں ہوگی، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں بھیجا ہے، تاکہ آخرت کی زندگی ہماری بن جائے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہ احکامات ہیں ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز، کہ نمازوں کو پابندی کے ساتھ ہماری بہنیں گھر میں ادا کریں، کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، نماز سے پہلے اچھی طرح وضو کرے اور خیال کر کے جہاں جہاں پانی پہنچانا ہے وہاں پہنچائے، تاکہ وضو صحیح ہو اور وضو کر لینے کے بعد وضو کی دعا

پڑھے، ویسے وضو کرتے ہوئے بھی دعا ہے، ہر ہر عضو کو دھوتے وقت کی دعا بھی کتابوں میں لکھی ہے، کم سے کم وضو کرتے ہوئے درمیان میں یہ دعا پڑھتے رہیں:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ''(حصن حصین)

یہ بہت جامع دعا ہے جو حدیث شریف میں آئی ہوئی ہے '' اللھم اغفرلی ذنبی'' اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمادے ووسع لی فی داری اے اللہ میرے گھر کے اندر وسعت دے میرے گھر کو وسیع کردے وبارک لی فی رزقی اور میرے رزق میں برکت دے کتنی بہترین دعا ہے مرد ہو یا عورت جب وضو کرے اس وقت یہ دعاء پڑھ لے۔

ارشادِ مردِ حق

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے یہ سنا کہ حضرت تو یہ فرماتے ہیں، اس کو بار بار پڑھتا رہے اس کے ترجمہ کو دیکھیں اور اس کے معانی پر غور کریں۔

برکاتِ دعا کا ظہور

ایک شیخ الحدیث صاحب کے متعلق ایک عالم سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا میں وضو کے درمیان پڑھتا رہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں تو مجھے

دنیا ہی میں عطا کردی، ایک تو گھر وسعت وفراغت اور دوسری چیز رزق میں برکت، اور جو پہلی چیز ہے **اللھم اغفرلی ذنبی** اس کا پہلے سے یقین کے ساتھ کچھ کہا نہیں جاسکتا، ہاں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ گناہوں کو معاف فرمادیں گے، لیکن اس کا پتہ آخرت میں چلے گا، باقی یہ دو چیزیں تو دنیا ہی میں دیکھ لی۔ میں نے باٹلی میں بیان کیا تو عورتوں حتی کہ بچوں نے بھی یہ دعا زبانی یاد کرلی اور اس کو وضو کے درمیان پڑھتے رہتے ہیں۔

وضوخوب دھیان سے کریں

وضو سے پہلے جو نیت کی ہے وہ اور ہے وہ کوئی فرض واجب نہیں بغیر نیت کے بھی وضو ہو جاتا ہے، لیکن نیت کرنے سے وضو کا ثواب ملے گا، میں نماز پڑھنے کے لئے پاکی حاصل کرنے کے لئے وضو کرتی ہوں، اس کے بعد وضو شروع کرے، ہر عضو کو تین تین مرتبہ خیال رکھ کر دھوئے، جیسا کہ بہشتی زیور میں لکھا ہوا ہے، بہت سی عورتیں انگوٹھی پہنی ہوتی ہیں، اگر پانی اس کے نیچے نہیں پہنچے گا تو وضو نہیں ہوگا شرعی طریقہ پر خیال رکھ کر پانی پہنچائیں۔

چار چیزیں تو وضو میں فرض ہیں۔(۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا،(۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا،(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا،(۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔(تعلیم الاسلام) اس کو یاد رکھ کر کریں پھر اسی طریقہ سے سنتیں ہیں۔(۱) نیّت کرنا،(۲) بسم اللہ پڑھنا،(۳) پہلے تین بار دونوں ہاتھ گٹّوں

تک دھونا، (۴) مسواک کرنا، (۵) تین بار کلی کرنا، (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا، (۷) ڈاڑھی کا خلال کرنا، (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا، (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا، (۱۰) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا، یعنی بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنا، (۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا، (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا، (۱۳) پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھولے۔ مسواک بھی بڑی اہم سنت ہے، جہاں عورتیں وضو کرتی ہیں وہاں مسواک رکھنا چاہئے تا کہ دیکھ کر یاد آجائے۔

فوائدِ مسواک

مسواک کے بہت سے فوائد ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں ''حدیث میں وارد ہے کہ جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر (۷۰) درجہ افضل ہے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں۔ (۱) منہ کو صاف کرتی ہے، (۲) اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے، (۳) شیطان کو غصّہ دلاتی ہے، (۴) مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں، (۵) مسوڑھوں کو قوّت دیتی ہے، (۶) بلغم کو قطع کرتی ہے، (۷) منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے، (۸) صفرا کو دور کرتی ہے، (۹) نگاہ کو تیز کرتی ہے، (۱۰) منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے، اور اس سب کے علاوہ یہ ہے کہ سنت ہے۔ (منبہات ابن حجر) علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ مسواک

کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمۂ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے۔'' (فضائل اعمال، فضائل نماز) تو ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو مرتے وقت کلمہ ایمان نصیب ہوتا ہے کلمہ پڑھتے ہوئے اس کی موت آتی ہے۔

وضو کے بعد کا عمل

اس کے بعد اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (حصن حصین) اور کسی کتاب میں صرف اتنا لکھا ہوا ہے اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمداً عبده ورسوله جو چاہے پڑھ لے اس کے بعد یہ دعاء پڑھے ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ''۔ (حصن حصین)

اہمیتِ دعا

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو دعائیں ہیں نبی کریم ﷺ کی پیاری دعائیں ہیں اس کے معانی اور تراجم دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت اچھی دعائیں ہیں اور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی دعائیں ہیں اس کو یاد کر لینا چاہئے، چھوٹے چھوٹے بچوں کو ہم مدرسہ میں سکھاتے ہیں، لیکن جو بڑے ہیں بچوں کی ماں ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو بچوں کے پڑھنے کی ہے، حالانکہ سب کے پڑھنے کی دعا ہے۔ گھر میں داخل ہو تو دعا پڑھ لے

'' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ

وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا" (حصن حصین)

کتنی اچھی دعا ہے، کتاب میں لکھا ہے گھر میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے اور یہ دعا پڑھے تو شیطان گھر میں داخل نہیں ہوگا، گھر میں شیطان سے حفاظت ہوگی، اسی طرح گھر سے نکلنے کی دعا پڑھ لے: حضرت حسن رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے اور پھر یہ پڑھتا ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(یعنی نکلتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، بھروسہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ پر، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے) تو اس وقت اس سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتہ اسے بتاتا ہے) کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندے! تجھے راہِ راست دکھائی گئی تجھے (جمیع مہمات اور تمام امور میں) غیر سے مستغنی کر دیا گیا ہے اور تو (تمام برائیوں سے) محفوظ رہا" چنانچہ یہ سن کر شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان (اس شیطان کی تسلی کے لئے) اس سے کہتا ہے کہ تو اس شخص پر کیوں کر قابو پا سکتا ہے جسے راہِ راست دکھائی گئی جسے غیر سے مستغنی کر دیا گیا جو تمام برائیوں سے محفوظ رہا"۔ (مظاہر حق، جلد دوم)

اسی طرح کھانا کھانے کی کپڑا پہننے کی یہ ساری دعائیں یاد رکھ کر پڑھنی چاہئے۔ بچے کھانے بیٹھے ہوں ان کو یاد دلانی چاہئے، اس لئے کہ ماں اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرے تو ماں کے لئے یہ بچے صدقۂ جاریہ ہیں، جب

تک یہ بچے عمل کرتے رہیں گے سنت کے مطابق زندگی گذارتے رہیں گے ماں کوثواب ملتا رہے گا، ماں تو کل دنیا کو چھوڑ کر چلی جائے گی، ہرایک کوایک دن دنیا چھوڑ کر جانا ہے، لیکن یہ بچے جب تک عمل کرتے رہیں گے ماں کو ثواب ملتا رہے گا۔

تربیتِ اولاد کے باب میں ہماری کوتاہی

لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ماں کو اپنے بچوں کی جیسی تربیت کرنی چاہئے جیسے تعلیم کا خیال رکھنا چاہئے نہیں کرتی، بہت کوتاہی ہو جاتی ہے، کھانے بیٹھے ہیں بچہ بایاں ہاتھ سے کھا رہا ہے لیکن ماں نہیں کہتی، حالانکہ کہنا چاہئے کہ دایاں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہئے، یہ سنت ہے، اپنے سامنے سے کھانا چاہئے، کھاتے ہوئے کوئی لقمہ گر جاوے کوئی چھوٹا سا ٹکڑا اگر جاوے دسترخوان تو اسی لئے بچھایا جاتا ہے کہ کوئی چیز گر جائے تو اس کو اٹھا لے اگر وہ چیز خراب ہوگئی ہو اوراس کو صاف کر سکتے ہوں تو کر لے، اس طریقہ سے نیچے گرا ہوا لقمہ کھالینا چاہئے، اپنے سامنے جہاں سے ہم کھا رہے ہیں یا جس پلیٹ میں ہم نے رکھا ہیں اس کو صاف کرلیں پلیٹ اس کو دعا دیتی ہے۔ کتاب میں لکھا ہے جو آدمی اپنے کھانے کی جگہ اور پلیٹ وغیرہ کو صاف کر لے پلیٹ اس کو دعا دیتی ہے: حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اسے خوب صاف کرے تو برتن اسے دعا دیتا ہے کہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اے اللہ تعالیٰ! آپ اسے جہنم سے آزاد کر

دے دیجئے۔ (شمائل کبریٰ، جلد اوّل) اگر کھانا چھوڑ دے تو شیطان کھا جاتا ہے، یہ چھوٹے چھوٹے چاول کے دانے رکھے ہوئے ہیں اس کو صاف نہیں کرتے اس کو ڈال دیتے ہیں تو اس کو صاف کر کے کھالینا چاہئے، عیب کی بات نہیں، بلکہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے، جو دیکھنے میں چھوٹی معلوم ہوتی ہے لیکن اللہ کے یہاں بہت بڑا درجہ ہے، بہت بڑا مقام ہے۔
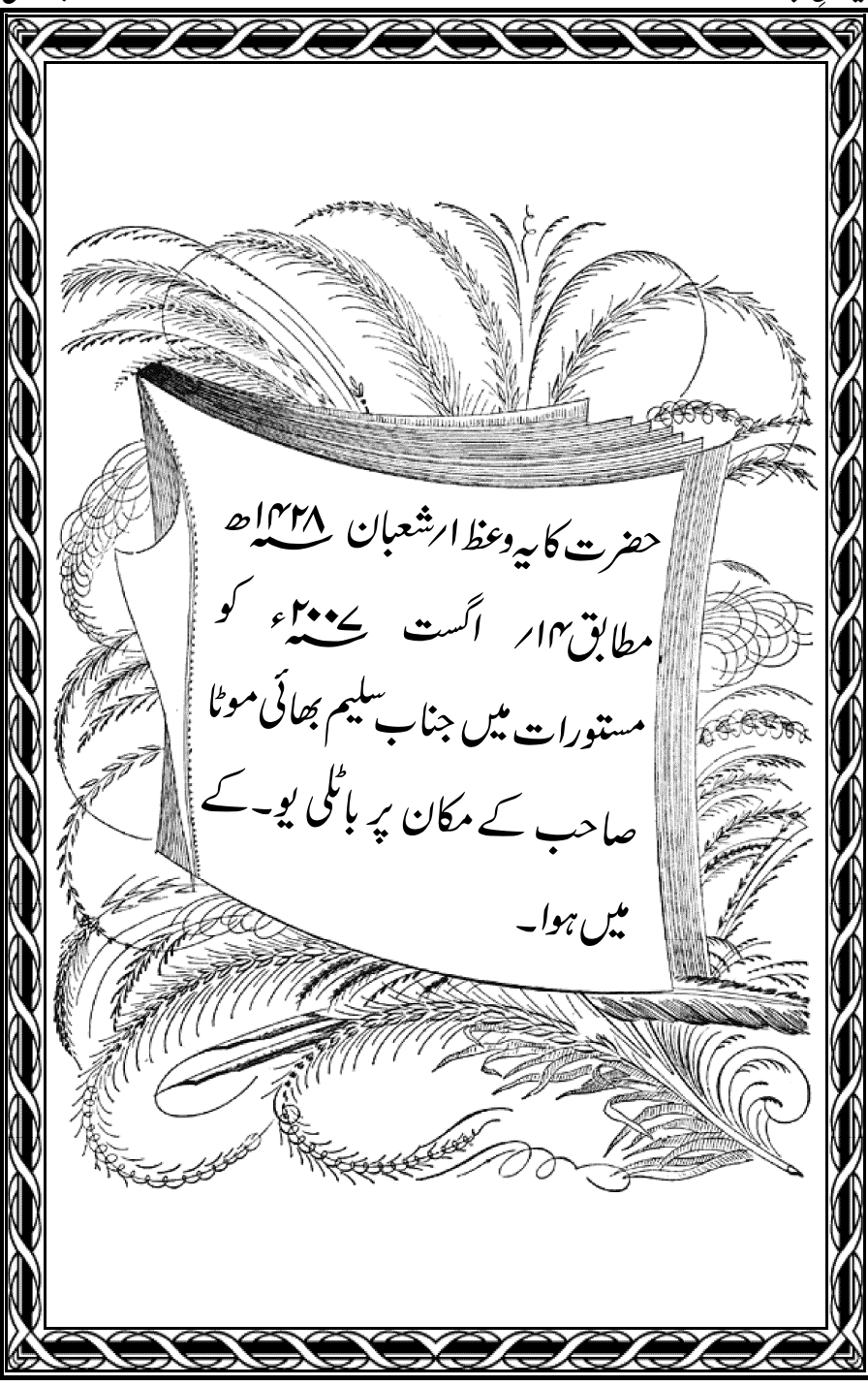
اپنے معاشرے میں سنتوں کو زندہ کیجئے

اسی طرح گھر میں شوہر ہے کوتاہی ہو رہی ہے تو شوہر کو بتانا چاہئے، اس لئے کہ زندگی کے ساتھی ہیں، بھول چوک ہو جاتی ہے، تو ان کو بتانا چاہئے کہ یہ سنت ہے، نماز اگر گھر میں پڑھ لیں تو ان کو ٹوکنا چاہئے کہ مسجد تو جماعت کے لئے بنائی گئی ہے، جائیں مسجد، مردوں کی نماز تو مسجد میں ہوتی ہے، پچیس ستائیس درجہ زیادہ ثواب ملے گا اور مسجد میں جاتے ہوئے ایک ایک قدم پر ایک نیکی ملے گی اور ایک گناہ معاف ہوگا، تو عورت اپنے شوہر اپنے بیٹے اپنے بھائی وغیرہ کو ترغیب دے اور مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے بنیں اس کی محنت کرے تو جب تک یہ عمل کرتے رہیں گے عورت کے لئے ثوابِ جاریہ ہے اور سنت کے مطابق زندگی ہوگی تو انشاء اللہ گھر میں برکت ہوگی، چین وسکون ہوگا، ورنہ گھر میں خیر و برکت کسی اور چیز سے نہیں ہوتی، وہ تو شریعت پر عمل کرنے سے سنتوں پر عمل کرنے سے ہوتی ہے اور سنتوں پر عمل کون کرے گا جو دین کی باتیں سنتے رہتے ہیں، تو اصل مقصد سننے کا عمل ہے، تو

ہم عمل کرنے کی کوشش کریں۔ جو کچھ سنا دوسروں تک پہنچائیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ سب بہنوں کو بھی عمل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وعظ نمبر ۱۶

شبِ برأت کی حقیقت
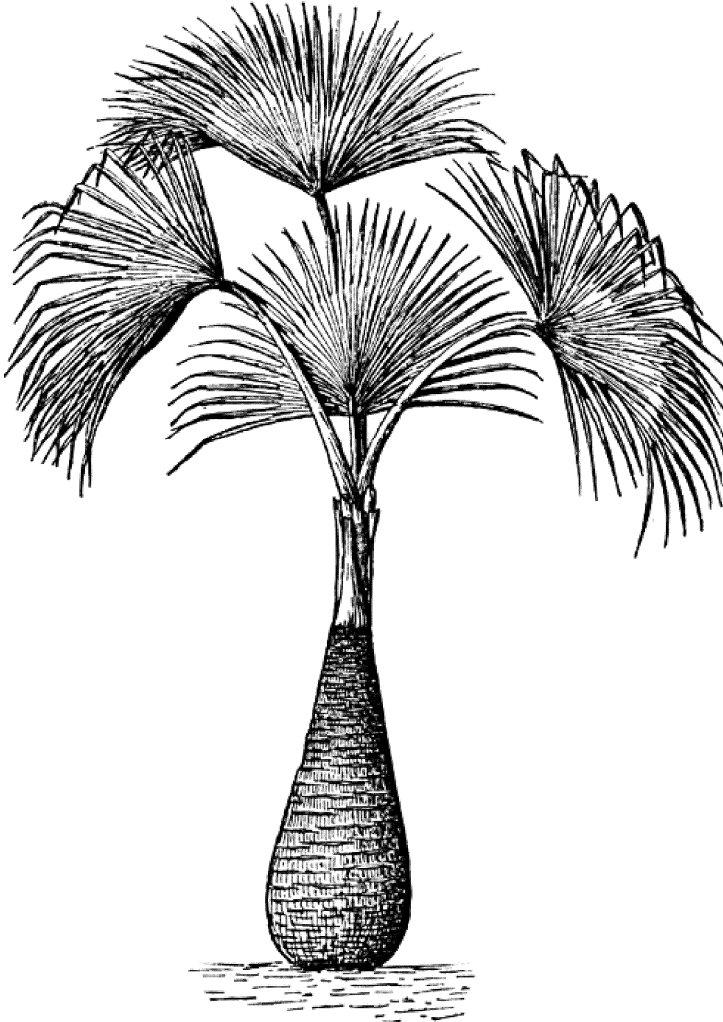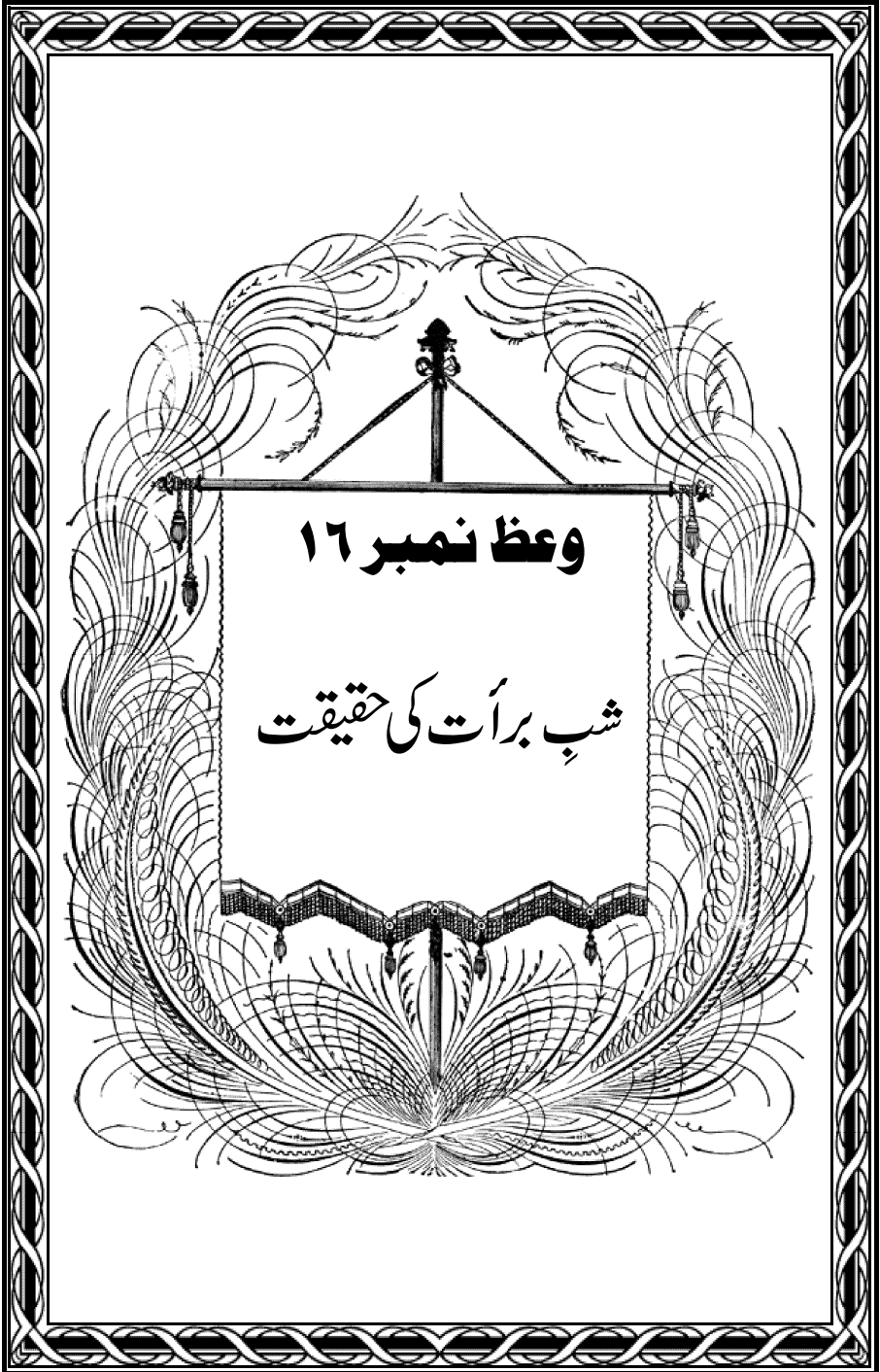
حضرت کا یہ وعظ ۱؍ شعبان ۱۴۲۸ھ
مطابق ۱۴؍ اگست ۲۰۰۷ء کو
مستورات میں جناب سلیم بھائی موٹا
صاحب کے مکان پر باٹلی یو۔کے
میں ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم . اما بعد

اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمیں دین کی بات سننے کے لئے جمع ہونا نصیب فرمایا۔اللھم لک الحمدولک الشکر

اعمالِ شبِ برأت

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ رجب کا مہینہ ختم ہو رہا ہے، آئندہ کل معلوم ہو جائیگا کہ کل پہلی شعبان ہے یا نہیں۔ پندرھویں رات کو شبِ برأت کہتے ہیں، یعنی چھٹکارے کی رات۔اس میں اللہ تعالیٰ شانہ بے شمار لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں، یہاں تک فرمایا کہ ایک قبیلہ تھا ''بنوکلب'' ان کے پاس بہت بکریاں تھیں ان بکریوں کے بدن پر جتنے بال ہیں اس کے برابر اللہ تعالیٰ شانہ اس رات میں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔شبِ برأت کی فضیلت میں دس صحابۂ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں۔حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: شبِ برأت کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابۂ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں، جن میں حضرت نبی کریم ﷺ نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔لہٰذا جس رات کی فضیلت میں دس صحابۂ کرامؓ سے روایت مروی ہوں اس کو بے بنیاد اور بے اصل کہنا بالکل غلط ہے۔(اصلاحی خطبات، ج۴،ص۲۶۴) ان دس احادیث کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ

نے اپنی کتاب شبِ برأت کی حقیقت میں ذکر فرمایا ہے، احقر صرف ان احادیث کو بیان کررہا ہے، وہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں، یعنی چودھویں اور پندرھویں شعبان کی درمیانی رات میں اپنی تمام مخلوقات کی طرف توجہ فرماتے ہیں، مشرک اور دشمنی رکھنے والے کے سوا مخلوق کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب، جلد۲ صفحہ ۱۸)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں، سوا دو کے (ایک) دشمنی رکھنے والا (دوسرا) کسی (نفسِ محترم) کو قتل کرنے والا۔ (الترغیب والترہیب، جلد۳ صفحہ ۴۶۰)

(۳) مکحولؒ نے کثیر بن مرّہؒ سے نقل کیا انہوں نے آں حضرت ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پندرھویں شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ زمین والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، مشرک اور دشمنی رکھنے والے کی مغفرت نہیں فرماتے۔

(الترغیب والترہیب، جلد۳ صفحہ ۴۶۱)

(۴) مکحولؒ نے ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں اپنے بندوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں، پھر مؤمنین کی مغفرت فرماتے ہیں، اور کافروں کو چھوڑ دیتے ہیں، (یعنی ان کی سزا کو مؤخر کرتے ہیں) اور دشمنی کرنے والوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں، یہاں تک

کہ وہ دشمنی کو چھوڑ دیں، اس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا، بیہقی نے فرمایا یہ بھی مکحول اور ثعلبہ کے درمیان عمدہ مرسل (یعنی منقطع) ہے۔

(الترغیب والترہیب، جلد۳ صفحہ ۴۶۱)

(۵) علاء بن حارثؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ایک رات حضرت ﷺ اُٹھے، نماز پڑھی اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں نے سمجھا آپ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ یہ دیکھ کر میں اُٹھی اور آپ ﷺ کے انگوٹھے کو حرکت دی، تو آپ ﷺ ملے اور واپس ہوئے جب آپ ﷺ سجدہ سے اُٹھے اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عائشہ یا فرمایا اے حمیراء کیا تم نے یہ سمجھا کہ نبی ﷺ نے تمہارے ساتھ بیوفائی کی، غدّاری کی، میں نے کہا نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم۔ لیکن میں نے یہ سمجھا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے کہ آپ نے سجدہ طویل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتی ہو یہ کونسی رات ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور مغفرت طلب کرنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتے ہیں اور دشمنی رکھنے والوں کو مؤخر کر دیتے ہیں ان کی حالت پر، اس کو بھی بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ بھی جید مرسل ہے اور شاید علاء کے مکحول سے سُنا ہو۔

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے سُنا کہ حضرت ﷺ سجدہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

ترجمہ : اے اللہ تعالیٰ میں تیری سزا سے تیری عفو کی پناہ میں آتا ہوں، اور تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، تیرے (عذاب) سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری پوری تعریف نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی۔ (الترغیب والترہیب، جلد۲صفحہ ۱۱۹)

(٦) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے، اپنے دونوں کپڑے اُتارے (اور لیٹے) پھر ابھی پورا آرام بھی نہیں فرمایا کہ اُٹھے اور دونوں کپڑے پہن کر (چل دیے) مجھے بہت غیرت لاحق ہوئی، میں نے سمجھا کہ اپنی دوسری کسی بیوی کے یہاں تشریف لے گئے، میں بھی پیچھے پیچھے چلی، آپ ﷺ کو بقیع (مدینہ کے قبرستان) میں پایا، آپ مؤمن مردوں، عورتوں اور شہداء کے لئے دعاءِ مغفرت کررہے تھے۔ میں نے اپنے جی میں کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو، آپ اپنے رب کی حاجت میں ہے اور میں اپنی ضرورت میں ہوں، میں واپس کمرہ میں آئی، میرا سانس چڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ بھی میرے بعد تشریف لائے اور پوچھا! اے عائشہ یہ تیرا سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ میں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ڈر رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے،

میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا یہ پندرھویں شعبان کی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بال کے برابر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتے ہیں، لیکن مشرک، دشمنی رکھنے والے، رشتہ کاٹنے والے، ازار کو ٹخنہ سے نیچے لٹکانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے، شراب کی عادت والے کی طرف نہیں دیکھتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں کپڑے اُتارے اور مجھ سے فرمایا، مجھ کو اجازت دیتی ہو کہ میں اس رات میں قیام کروں۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (نماز پڑھنے لگے) رات میں لمبا سجدہ کیا حتّٰی کہ میں نے گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوگئی۔ میں اُٹھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگی (اس لئے کہ کمرہ میں چراغ نہ رہا ہوگا) میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے باطنی حصہ پر پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت کی اس سے مجھے خوشی ہوئی، میں نے سُنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں کہہ رہے تھے (وہی دعا جو حدیث نمبر ۵ میں گذری) صبح کو میں نے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا اس دُعا کو سیکھو اور سکھاؤ، جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو یہ کلمات سکھائے ہیں۔ اور مجھ سے کہا ہے کہ سجدہ میں، میں اِن کو دُہراؤں۔ (الترغیب والترہیب، جلد۳، صفحہ ۴۶۰)

(۷) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں توجہ فرماتے ہیں اور مشرک اور کینہ رکھنے والے کے سوا تمام مخلوق کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۹)

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پندرھویں شعبان کی رات ہوتو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروبِ آفتاب ہی سے قریبی آسمان پر نزول فرماتے ہیں (اپنی شان کے مطابق) اور فرماتے ہیں: کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں اور کوئی روزی کا طالب ہے کہ میں اس کو روزی دوں، کوئی مصیبت میں مبتلا ہے کہ میں اس کو عافیت دوں، اسی طرح اور بھی اعلان فرماتے ہیں اور یہ صبح تک جاری رہتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ۹۹)

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں قریبی آسمان کی طرف نزول فرماتے ہیں پھر ہر چیز کی مغفرت فرماتے ہیں، سوائے مشرک آدمی کے اور اس کے جس کے دل میں دشمنی ہے۔ (درمنثور للسیوطی، جلد۶، صفحہ۲۶، ومیزان، جلد۲، صفحہ۶۵)

(۱۰) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریبی آسمان کی طرف نزول فرماتے ہیں، اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اِس کی مغفرت کروں، کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو دوں۔ چنانچہ ہر سائل کو دیتا ہے سوائے اس عورت کے جو زانیہ ہو اور سوائے مشرک کے۔ (درمنثور، جلد۶، صفحہ۲۷)

بہرحال پندرھویں شعبان کی رات برکت اور مغفرت کی رات ہے، علماءِ کرام نے اس میں جاگنا اور عبادت کے لئے فرمایا ہے۔ تو پندرھویں

شعبان میں جتنا ہو سکے عبادت کریں، اللہ تعالیٰ شانہٗ سے مانگیں، جیسا ابھی عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے ہے کوئی مغفرت مانگنے والا، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا، کوئی مصیبت میں گرفتار، آج کتنے بھائی، بہن کیسی کیسی تکلیف میں ہیں، اپنے لئے اپنے گھر والوں، بچوں اور تمام مسلمانوں کے لئے میں بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں، مجھے بھی دعاؤں میں یاد فرمائیں، غرض خوب دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ ضرور اس دعا کو قبول فرمائیں گے، لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس رات میں بھی معاف نہیں فرمائیں گے، بشرطیکہ توبہ نہ کرے اور اگر پکا ارادہ اور سچی توبہ کرلی تو ان گنہگاروں کو بھی پندرھویں شعبان میں اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

ارشادِ تنویر برائے تنویرِ قلب

ہمارے یہاں حضرت مولانا تنویر احمد خانصاحب دامت برکاتہم (یہ ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں) کا بیان تھا، اس میں ایک قیمتی بات بیان فرمائی، جس کا نام رکھا ہے ''نسخۂ کیمیا'' اس نسخۂ کیمیا کے تین حصے ہیں (۱) جب آدمی سونے کے لئے جائے تو جتنے گناہ ہوئے ہیں سارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے، (۲) جتنی نیکی کی توفیق ہوئی اس پر کہے اے اللہ تعالیٰ! آپ نے توفیق دی ہے اس کو قبول فرما کر اس سے بہتر کی توفیق عطا فرما، (۳) اے اللہ تعالیٰ! آپ نے مجھے بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائی

ہیں جس کا میں لائق نہیں تھا، اے اللہ تعالیٰ! اس نعمت میں ترقّی اور اضافہ کے ساتھ شکر کی توفیق عطا فرما۔اس کا معمول بنانا چاہئے، اور بچوں کو بھی بتانا چاہئے کہ جب سونے کے لئے جائے تو ساتھ میں ایک عمل یہ بھی کرلے، جب روزانہ کریں گے اور بچوں کو یاددلائیں گے تو عادت ہوجائے گی۔اب جو حقوق اللہ (اللہ تعالیٰ کے حقوق) باقی رہ گئے ہیں اس کو ادا کرنا شروع کردے، اور قضا نمازوں کو پڑھنا شروع کردے۔

ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ اس کی بہت تاکید فرماتے تھے، روزانہ کم سے کم چھ نمازیں (چھ نمازیں یعنی پانچ فرض نمازیں اور ایک وتر واجب) ضرور پڑھ لینی چاہئے، چاہے اس پر ہزار نمازیں باقی ہوں، کرنے والوں نے برسہابرس کی نماز ادا کرلی، ویسے بے وجہ قضا کرنا کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نماز کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔آدمی ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں۔اسی طرح نو بجے کے بعد ماں بہنوں کو بھی وقت ملتا ہے اس میں قضا نمازیں پڑھنا شروع کردے، اور بزرگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ قضا نمازوں کو لکھنا بھی شروع کردے، اگرچہ ضروری نہیں ہے، لیکن اس سے ہمت ہوگی، اور یہ بات کہ کب تک قضا نمازوں کو پڑھتا رہے؟ تو علماءِ کرام نے فرمایا ہے کہ جب تک دل گواہی دے دے کے اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکا ہوں پوری ہوگئی ہونگی وہاں تک قضا نمازیں ادا کرتا رہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

اور یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی ہوئی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے اور اگر نماز خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب ہوں گے۔ (منتخب احادیث، ص۱۶۲) تو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ دنیا سے جانے کے بعد سب سے پہلے قبر میں پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ اگر مسلمان ہے اور اچھی زندگی گزاری ہوگی تو کہے گا ربی اللہ (میرا رب اللہ تعالیٰ ہے) اور اگر خدانخواستہ زندگی اچھی نہیں گزاری ہے تو اچھی عربی جاننے والا بھی وہاں جواب نہیں دے سکے گا، اس کا دارومدار دنیا میں زندگی گذارنے پر ہے، اس لئے کہتے ہیں اچھی زندگی گزارو، سنت کے مطابق زندگی گزارو تو قبر میں سوال کا جواب آسان ہو جائے گا۔

دوسرا سوال ما دینک؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اگر دین کے مطابق اچھی زندگی گزاری ہوگی تو کہے گا دینی الاسلام (میرا دین اسلام ہے) کتنا چھوٹا سا جواب ہے کے میرا دین اسلام ہے۔ اور تیسرا سوال ہوگا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو یعنی قبر میں حضرت نبی ﷺ کی زیارت کرا کر پوچھا جائے گا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ وہ کہے گا یہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں، اب یہ شخص کامیاب ہو گیا، جنت کا بستر بچھا دیا جائے گا، اس کی کھڑکی

کھول دی جائے گی اور وہ آرام سے قیامت تک سوتا رہے گا، اب قبر کی زندگی بہت آرام سے گزرے گی، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی اس میں شامل فرمائے، آمین۔

احوالِ برزخ وسوالاتِ محشر

اس کے بعد قیامت میں جب کھڑے ہونگے، اللہ تعالیٰ سب کو زندہ فرمائیں گے، ہمارا ایمان وعقیدہ ہے، وہاں چند سوالات ہوں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے پاؤں سرکنے نہیں پائیں گے اور اس کو بارگاہِ رب ذوالجلال میں اس وقت تک کھڑا رکھیں گے جب تک کہ اس سے پانچوں باتوں کا جواب نہیں لے لیا جائے گا، چنانچہ اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی یعنی گذاری، (بالخصوص یہ کہ) اس نے اپنی جوانی کو کس کام میں بوسیدہ کیا (یعنی جوانی گویا نیا لباس ہے جو رفتہ رفتہ پرانا ہوتا ہے) اس نے مال کیونکر کمایا (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ مال و دولت اور روپیہ پیسہ کمایا وہ حلال وسائل و ذرائع سے حاصل کیا یا حرام ذرائع سے؟) اس نے مال کو کہاں خرچ کیا (یعنی اپنے مال اور روپیہ پیسہ کو اچھے کاموں میں صرف کیا یا برے کاموں میں گنوایا) اور یہ کہ اس نے جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق عمل کیا یا نہیں؟ (مظاہر حق، جلد چہارم)

اس میں پہلے یہ سوال ہوگا تم نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ دوسرا سوال

ہوگا جوانی کیسے گزاری؟ تیسرا سوال ہوگا مال کہاں سے کمایا؟ چوتھا سوال ہوگا مال کو کہاں خرچ کیا؟ پانچواں سوال ہوگا تمہارے پاس جو علم تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ علم ہے، عالم کے پاس زیادہ ہوتا ہے اور غیر عالم کے پاس تھوڑا، لیکن کچھ نہ کچھ علم ہر مسلمان کے پاس ہے۔ اتنا علم تو کس کے پاس نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا ہے، اور ہم سب اس کے بندے ہیں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم کہ وہ ہمارے نبی اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری ھدایت کے لئے بھیجا ہے، نماز کے بارے میں علم کہ بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں اور رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں علم کہ وہ بھی فرض ہیں، ماں باپ کے حقوق، اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ کیسے رہنا چاہئے، یہ اہم اہم چیزیں تو معلوم ہوتی ہی ہیں، ویسے ہر مسلمان کے لئے جو اہم اہم علم ہے وہ تو اس کے لئے فرضِ عین ہے۔ تو عمل کے بارے میں سوال ہوگا، قبر میں تین اور قیامت میں پانچ، اس طرح آٹھ سوالات ہوئے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کے پہلے سے بتلا دیا کے یہ سوالات ہونے والے ہیں۔

بہرحال قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کہ نماز پڑھی، کیسی پڑھی، نماز کا وزن کیا جائے گا، جو بھی عمل ہوگا اس کا وہاں وزن ہوگا، جتنا اخلاص ہوگا اس کے مطابق اس میں وزن پیدا ہوگا۔ تو جب نماز کا حساب سب سے پہلے ہوگا تو اپنی نمازیں پوری کرلینی چاہئے، اور اپنے گھر والوں کو بھی بتانا

چاہئے کہ ہمارے ذمّہ جتنی قضا نمازیں ہیں ان کو پڑھنا شروع کردو، مکروہ وقت کے علاوہ میں۔ ہمارے حضرت جب بیعت فرماتے تھے تو خاص تاکید فرماتے تھے، خاص کر ماں بہنوں کو کہ پانچ نمازیں اور ایک وتر روزانہ پڑھ لیں، پھر ماں بہنوں کے لئے فرماتے تھے جس دن اچھی فرصت ہو گھر کے کام کاج میں حرج نہ ہو تو ایک دن میں کئی کئی دن کی قضا نماز ادا کرلے، تو قضا نمازوں کو پڑھنے کی پکّی نیت پکا ارادہ کرلے اور پڑھنا بھی شروع کردے اس کے بعد خدانخواستہ اس کے ذمہ ابھی نمازیں باقی ہیں اور اس کی زندگی ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے۔ اس لئے قضا نماز کے لئے رمضان المبارک کا انتظار نہ کرے، آج ہی سے شروع کردے، کسی نیک عمل کے بارے میں جب آدمی نے یہ سُنا کہ کرنا چاہئے تو اس پر عمل شروع کردینا چاہئے۔ جیسے حضرت مولانا تنویر احمد خانصاحب دامت برکاتہم نے کل فرمایا جو چاہے کہ دانتوں کا درد نہ ہو اس کا ایک خاص عمل ہے۔

علاج بزرگاں برائے دفع دنداں

مغرب کے بعد دو رکعت سنت پڑھے، پھر دو رکعت نفل پڑھے، اور اس دو رکعت نفل کا ثواب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچائے، انشاء اللہ تعالیٰ دانتوں میں تکلیف نہیں ہوگی۔ ہمارے سلیم بھائی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھے پہلے بھی بتایا تھا کے مولانا تنویر احمد خانصاحب مدظلہ نے

اس مسجد میں پہلے یہ بات فرمائی تھی ، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر نصیب فرمائے۔اب اس مرتبہ میں بھی مولانا تنویر احمد خانصاحب مدظلہ نے یہی بات پھر فرمائی، اس سے سلیم بھائی کی بات کی تائید ہوگئی۔ پھر بھی اگر درد ہوتو حضرت مولانا تنویر احمد صاحب دامت برکاتہم کوخط نہ لکھے کہ میں تو روزانہ دو رکعت پڑھتا تھا مگر میرے دانت میں درد ہوگیا، اس لئے کہ اس کی کوئی اور وجہ ہوگی ،اور ہر عمل اور وظیفہ کے لئے کچھ شرطیں ہوتی ہیں۔جیسے نماز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا وعدہ ہے، جیسے روزی میں برکت وغیرہ، اگر کوئی کہے کہ میں نماز تو پڑھتا ہوں۔

صلوا کما رائیتمونی اصلی

لیکن روزی میں برکت نہیں ،اس سے کہا جائے گا تم اپنی نماز میں غور کرو، تمہاری نماز کیسی ہے، نماز پر روزی کا وعدہ ہے لیکن نماز بھی ویسی ہو، جیسے کوئی طالب علم کہے میں نے پرچہ کا جواب اچھا لکھا، لیکن مولوی صاحب نے کم نمبر دئے ،صرف پچیس نمبر، جب مولوی صاحب سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ بیشک کاپی تو بھر دی تھی لیکن اصل سوال کا جواب دیا ہی نہیں، بلکہ کوئی اور جواب دیا، تو مقصود کاپی بھرنا نہیں بلکہ صحیح جواب ہونا چاہیئے، اسی طرح نماز پڑھتے ہیں تو کبھی وضو کا خیال نہیں ،اور کبھی اتنی جلدی نماز پڑھی کہ سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ اس نے سورۃ پڑھی یا نہیں؟ حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحبؒ سے میں نے خود سُنا ، اپنے علاقہ کا حال سُناتے ہوئے کہ ہمارے یہاں رکوع

کے بعد کھڑے ہوتے ہی نہیں سیدھے سجدہ میں چلے جاتے ہیں، حالانکہ قومہ کے بارے میں بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ وہ تو واجب ہے اور واجب چھوٹ جائے تو نماز ہی کہاں ہوئی، ہاں کوئی عذر ہے تو الگ بات ہے۔ تو نماز کے بارے میں ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھ کو پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کو سیکھنا چاہئے کہ اس میں فرض کتنے ہیں اور واجب کتنے ہیں اور سنتیں کتنی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو نماز سنت کے مطابق پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

مناقبِ اویس قرنیؓ

تو حضرت اویس قرنیؓ کو اس دو رکعت نفل کا ثواب بخش دے، حضرت اویس قرنیؓ بڑے مشہور تابعی ہیں، نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں تھے، لیکن ماں کی خدمت کی وجہ سے آپ ﷺ کی زیارت نہ ہوسکی، نبی کریم ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر اویس قرنیؓ ملے تو ان سے دعا کرانا، ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہوگئے اور حاجیوں کا قافلہ آتا تو پوچھا کرتے تمہارے اندر اویس قرنیؓ ہے، بتاتے نہیں ہے، ایک مرتبہ پوچھا تو بتایا کہ ہاں اویس نام کا ایک آدمی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بُلایا، اور رسول اللہ ﷺ نے جو نشانی بتائی تھی وہ دیکھی، جب معلوم ہوگیا کہ یہی اویس قرنیؓ ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی درخواست کی، پھر بعضوں نے یہ فرمایا کہ ایسے گمنام ہوگئے کہ کسی کو ملتے ہی نہیں

تھے، تنہائی کو پسند فرماتے تھے، نہ کسی سے ملنا، نہ آنا نہ جانا، اتنے بڑے آدمی تھے۔

ان کا واقعہ حضرت مولانا تنویر احمد صاحب دامت برکاتہم نے یہ بیان فرمایا کہ غزوۂ احد میں نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک (دانت مبارک) شہید ہوگئے تھے، جب اویس قرنیؒ کو اپنے ملک میں پتہ چلا کہ میرے نبی ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوگئے تو عشق ومحبت میں اپنے سارے دانت نکال دیے یہ عشق ومحبت کی کیفیت وحال ہے، لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ہم بھی ایسا کریں یہ ان کا حال ہے اور ایک عمل ہے، کوئی شریعت کا حکم نہیں ہے۔

بہرحال میں پندرھویں شعبان کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ قضا نمازیں پڑھ لینی چاہیے، اور ایسی زندگی بنانی چاہیے کہ سنت کے مطابق ہوجائے، اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔

تدبیر گوہر برائے حصول رضاءِ شوہر

ماں بہنوں کے لئے پردہ و برقعہ پہننا واجب ہے، اس کا حکم قرآنِ پاک میں ہے، بہت اہم بات ہے کہ جب باہر نکلے تو اس طرح نکلے کہ بدن چہرہ وغیرہ نظر نہ آئے، اگر کوئی پردہ نہ پہن سکی سستی وغیرہ کی وجہ سے تو ارادہ کرلے، جیسے یہ ارادہ کرلے کہ پندرھویں شعبان کا دن ہوگا اس دن سے پردہ برقعہ پہنوں گی، گھر میں مشورہ بھی کرلے۔ ماحول ماحول کا فرق ہوتا ہے، بعض مرتبہ عورت چاہتی ہے کہ برقعہ پہن لیں، لیکن گھر کا ماحول ساتھ نہیں دیتا، تو

اپنے شوہر سے بات کرے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ پردہ واجب ہے، اور واجب کا چھوڑنا ایسا ہی ہے جیسے فرض کا چھوڑنا، بہت سخت گناہِ کبیرہ ہے، اس لئے پردہ کا ارادہ ہے، اور شوہر کہے کہ ٹھیک ہے تو کام ہوگیا، اور یہ مشورہ کرنا کوئی فرض واجب نہیں ہے، لیکن محبت کا تعلق باقی رہے، اور اس کو احساس ہوگا کہ مجھ کو بڑا مان کر مجھ سے مشورہ کیا تو خوشی میں آکر آپ کا ساتھ بھی دے گا، اس طرح آپ بہنوں کو برقعہ پہننا آسان ہوجائیگا اور جب آدمی پکا ارادہ کر لے تو اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں، اور جو ارادہ نہیں کرتا اس کو توفیق بھی نہیں ملتی۔ جیسے ڈاڑھی رکھنے کے لئے بعضوں نے ارادے کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈاڑھی رکھنے کی توفیق دی، بعضوں کو دیکھتا ہوں ماشاء اللہ پوری ڈاڑھی اور بعض تو ابھی جوان ہیں اور پوری ڈاڑھی رکھی ہے تو آدمی جب ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔

حضرتِ انسان نعمت کو پہچان

تو جیسا میں نے شروع میں بیان کیا کہ مولانا تنویر احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ روزانہ یہ عمل کرکے سوئے اس میں توبہ روزانہ آئے گی، یعنی جب سنت کے مطابق سونے لگے تو پہلی بات یہ کہ جتنے بھی گناہ ہوگئے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا اے اللہ تعالیٰ! سب گناہوں سے معافی چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ! میرے گناہوں کو معاف فرمادے۔ دوسری بات یہ کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ نے جتنی عبادت اور نیکی کی توفیق دی ہے اس کو قبول

فرما اور زیادہ کی توفیق عطا فرما اور اس سے بہتر اعمال کی توفیق عطا فرما۔ اور تیسرا یہ کہ اے اللہ تعالیٰ! آپ نے بہت نعمتوں سے نوازا ہے، خاص کر اس ملک میں آپ نے کتنی نعمتوں سے نوازا، ہر اعتبار سے بڑی بڑی نعمتیں دی ہیں، جن نعمتوں کو اپنے ملک میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ آج اس ملک میں ہمارے گھر میں کوئی مہمان اچانک آجائے تو کچھ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، کچھ نہ کچھ گھر میں موجود ہوگا، ان تمام نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور یہ عرض کرے میں ان نعمتوں کو لائق نہیں تھا، آپ نے یہ نعمت دی ہیں، مجھے شکر کی توفیق عطا فرما، اور نعمتوں میں ترقی اور اضافہ فرما، یہ روزانہ کرنے کا عمل ہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ روزانہ کے گناہ معاف ہو جائیں گے، رات میں معافی مانگ کر سوئے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نیکیوں کی توفیق پر بھی شکر ادا ہو گیا۔

معاون صالحین مثل صالحین کے ہیں

شکر ایسی عبادت ہے جو جنت میں بھی باقی رہے گی، اور شکر کا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اللہ تعالیٰ شکر ادا کرنے والے بندوں کو بڑی بڑی عبادتوں کی توفیق دے دیتے ہیں، تو نعمتوں پر شکر ادا ہو، ہمارے اوپر بہت سی ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو ہم نعمتیں بھی نہیں سمجھتے، جیسے ہمارے سانس کا آسانی کے ساتھ اندر جانا اور باہر آنا یہ بہت بڑی نعمت ہے، اس کا کون شکر ادا کرسکتا ہے، بعض ایسے ہیں جن کو بچارے کو سانس کی تکلیف ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔ اسی طرح ہمارے بدن کے دیگر اعضاء کان، ناک،

ہاتھ، پاؤں وغیرہ صحیح سلامت ہیں۔کل ہی مولانا تنویراحمد خانصاحب دامت برکاتہم کے پاس بیٹھا ہوا تھا،ایک باہر ملک کے ڈاکٹر ماشاءاللہ بہت اچھے ڈاکٹر مولانا سے ملاقات کرکے اپنے ملک میں آنے کی دعوت دینا چاہتے تھے، دیندار ڈاکٹر، شریعت کے مطابق پوری ڈاڑھی، لیکن بچارے اب خود بیمار ہارٹ کی تکلیف ہے،تو یہ بھی نعمت ہے کہ ہم کو ہارٹ کی تکلیف نہیں ہے اور یہ بھی نعمت ہے کہ ہم آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اور زبان سے بول بھی سکتے ہیں اور پاؤں سے چل بھی سکتے ہیں اور یہ بھی نعمت کہ کھانا کھا بھی سکتے ہیں اور کھانا ہضم بھی ہوجاتا ہے اور معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ہیں،ان تمام نعمتوں کا شکرادا کریں، اور اگر تکلیف ہے تو دنیا میں کس کو تکلیف نہیں، ہر ایک کو کوئی نہ کوئی تکلیف ہے، بڑی بڑی تکلیفوں میں لوگ مبتلا ہیں،اس لئے نعمتوں پر نظر کرکے اس کا شکرادا کرو، زبان سے بھی الحمدللہ کہیں ، اسی طرح موقعہ ملے تو دو رکعت شکرانہ بھی پڑھیں ،اور کبھی صدقہ بھی کریں ،اور اگر اللہ تعالیٰ نے مال کی زیادتی کی نعمت سے نوازا ہے تو رمضان المبارک میں غریبوں کے لئے افطار کا انتظام کردیں۔ ایک آدمی روزہ افطار کراتا ہے ، چاہے ایک کھجور ہی سے روزہ افطار کرایا، فضائلِ رمضان میں ہے کہ روزہ افطار کرانے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جیسے روزہ رکھنے والے کو۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا اس کے لئے اس روزے

دار کے مثل اجر ملے گا۔ بغیر اس روزے دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ (ریاض الصالحین) بعض ایسے غریب علاقہ ہیں جہاں بیچاروں کو کھجور کا انتظام بھی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رقم دی ہے تحقیق کر کے وہاں خرچ کریں، تو ان کی نیکیوں میں اور عبادتوں میں آپ کا حصّہ بھی ہو جائے گا۔ اس لئے علماءِ کرام فرماتے ہیں جو دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں ان کی کسی نے مدد کی تو ان کے دین کے پھیلانے میں اور دین کے احکام دوسروں تک پہنچانے میں جو جو ثواب علماءِ کرام کو ملے گا اس دینے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ ہندوستان میں بعض ایسے ایسے علماءِ کرام ہیں جو بڑی بڑی کتابیں پڑھاتے ہیں مگر ان کی تنخواہ اتنی نہیں ہوتی اور آپ نے مدد کر دی تو ان کی دعا بھی ملے گی اور ان کی عبادتوں میں ہمارا حصّہ بھی ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح طلبہ پر خرچ کرنا، ہمارے ہندوستان میں بہت سارے مدارس ہیں، جہاں ضرورت معلوم ہو وہاں آپ مدد کریں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق سے جناب سلیم بھائی اور حافظ صاحب مدظلہ کے گھر دین کی باتیں سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے، رمضان المبارک سے پہلے کا یہ آخری بیان ہے، رمضان المبارک کے بعد کوئی تاریخ مشورہ کے بعد آپ کو معلوم ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب رمضان المبارک میں مسجدوں میں علماءِ کرام کے بیانات ہوتے رہیں گے اور ان بیانات کو آپ ماں بہنیں گھروں میں سنتی رہیں گی، اللہ تعالیٰ سے عمل کی توفیق

مانگتے رہیں اور رمضان المبارک میں رات کو تراویح کی عبادت ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

انعامِ تراویح برائے مصلی تراویح

تراویح کی بہت بڑی فضیلت ہے، حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اپنی کتاب ''حیات المسلمین'' میں ایک حدیث لکھی ہے وہ یہ ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے۔ (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو جیسے تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر سُرخ یاقوت سے بناتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ان میں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سُرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا، پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سبب گذشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں (جو) رمضان (گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک (ہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھپنے تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینہ میں پڑھے

گا خواہ دن کو خواہ رات کو، ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی، حیات المسلمین)

اس حدیث شریف سے تراویح کی کتنی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کہ تراویح کے ایک سجدہ کے بدلہ ڈیڑھ ہزار نیکیاں ملتی ہے تو تراویح کی بیس رکعت میں چالیس سجدے ہوں گے اور اس چالیس سجدوں کے بدلوں میں ساٹھ ہزار نیکیاں ملے گی۔ اور دوسری فضیلت یہ معلوم ہوئی کہ تراویح کے ایک سجدہ کے بدلے جنت میں ایک گھر ملے گا، تو چالیس سجدوں کے بدلے میں چالیس گھر جنت میں ملیں گے۔ ان فضیلتوں کو سنکر ہم سب کو تراویح شوق سے پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تراویح اخلاص اور شوق سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ بیان کے شروع میں شبِ برأت کے فضائل ذکر کئے تھے تو اپنی تندرستی کا خیال کرتے ہوئے اس رات میں عبادت کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو عبادت کی توفیق عطا فرمائیں اور ہماری مغفرت فرمائیں اور تمام ماں بہنیں جو بیان سننے کے لئے آتی رہیں اور ہم سب مسلمانوں کو ایمان اور عافیت کے ساتھ بار بار رمضان المبارک نصیب فرمائے اور حضرت نبی پاک ﷺ کی سنتوں پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنے اپنے وقت پر ہم سب کو حسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

تہنیت نامہ : حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کے حج بیت اللہ کے لیے روانگی پر از: حضرت مولانا عبدالحئی سیدات صاحب (ناؔدر لاجپوری)

خدا کا فضل دیکھو اس کا یہ کرم دیکھو
ہمارے حضرت والا چلے سوئے حرم دیکھو

جہاں کی حاضری کو تو فرشتے بھی ترستے ہیں
رکھیں گے آپ اس ارضِ مقدس پر قدم دیکھو

مدینہ اور مکہ شہر دو ایسے مقدس ہیں
سنا ہے کہ جہاں کی خاک بھی ہے محترم دیکھو

کبھی کعبہ کبھی زمزم کبھی دیکھو صفا مروہ
کبھی رکن یمانی تو کبھی وہ ملتزم دیکھو

کبھی وہ روضۃ الجنۃ کبھی وہ گنبد خضراء
کبھی جالی کبھی وہ روضۂ شاہ امم دیکھو

خدائے پاک جانا آپ کا مقبول فرمائے
نوازے آپ کو سب نعمتوں سے دم بدم دیکھو

گذارش ہے دعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھ لینا
کبھی جو یاد آجائے ہماری چشم نم دیکھو

تڑپتا ہے فراق یثرب و فاراں میں ناؔدر
بہت غمگین ہے اس کے ذرا رنج و الم دیکھو

﴿سرزمینِ لاجپور﴾

از: حضرت مولانا عبدالحیٔ سیدات صاحب لاجپوری دامت برکاتہم
(نادؔر لاجپوری)

گلشنِ علم و عمل ہے سرزمینِ لاجپور
بے نظیر و بے مثل ہے سرزمینِ لاجپور

ہے غلط کیا میں اگر نادؔر کہوں اطراف میں
خوبصورت بے بدل ہے سرزمینِ لاجپور

پیار کی ہے ایک روشن شمع اہل لاجپور
صاحبِ دل اور ہیں بے طمع اہلِ لاجپور

باہمی نادؔر کسی میں کچھ نہیں ہے اختلاف
ایک جھنڈے کے تلے ہیں جمع اہل لاجپور

ہے ترقی ہو رہی ہر گام تیری لاجپور
چار سو ہے آج شہرت عام تیری لاجپور

ایک عرصہ سے تڑپتا تھا ترے دیدار کو
دیکھ لی ہے آج صبح و شام تیری لاجپور

جو خدا نے فضل اے نادرؔ کیا ہے گاؤں پر
اُس عطائے ذوالمنن کی بات ہی کچھ اور ہے

تھے محمد ابن یوسف باغِ عارف کی بہار
جس کی برگ ونسترن کی بات کی کچھ اور ہے

مرادحضرت مولانا محمد ابن یوسف دیوان صاحبؒ (صوفی صاحبؒ کے نواسے، باغِ عارف کے مرتب)

تھے حکیم و عالمِ دیں نوجواں عبد الحی
ماہر روح و بدن کی بات ہی کچھ اور ہے

م حضرت مولانا حکیم عبدالحی دیوان صاحبؒ (ابن مولانا محمد بن یوسف دیوان صاحبؒ)

مولوی مرغوب احمد جس میں تھے جلوہ فروز
بالیقین اُس انجمن کی بات ہی کچھ اور ہے

م حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحبؒ (مفتیٔ اعظم برما وخلیفہ شاہ غلام محمد مجددی، کابل والے پیر صاحبؒ)

تھے فقیہِ بے مثالی مفتی عبد الرحیم
جن کی علمی پیرہن کی بات ہی کچھ اور تھی

م فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ

وہ جلالی عالمِ دیں مولوی عبد القدّوس کے
جذبۂ شعلہ فگن کی بات ہی کچھ اور تھی

م حضرت مولانا عبدالقدّوس دیوان صاحبؒ خلیفۂ اجل حضرت مولانا عبدالرحیم مجددی صاحبؒ

اور اسمعیل واڑی پیر صاحب کے مجاز
زہد میں اُس غوطہ زن کی بات ہی کچھ اور ہے

م حضرت مولانا اسمعیل واڑی صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ اجل حضرت حافظ غلام حبیب نقش بندی صاحبؒ)

ہے خلیفہ جو مسیح اللہ کے عبد الروٴف
اُن کے پاک و صاف من کی بات ہی کچھ اور ہے

م حضرت مولانا عبدالروٴف صوفی صاحب مدظلہ العالی (خلیفہٴ اجل حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ)

ایک ہے بھائی میاں پرہیز گار و متقی
نیک پاکیزہ چلن کی بات ہی کچھ اور ہے

م حضرت الحاج اسمعیل کتھرادا صاحب دامت برکاتہم (المعروف بہ 'بھائی میاں')

اور جو اِن کے علاوہ عالمانِ دیں ہیں
علم سے اُن کی لگن کی بات ہی کچھ اور ہے

نذرانۂ خلوص

بخدمت گرامی قدر مرشدِ کامل حضرت مولانا عبدالرؤف صوفی صاحب، لاجپوری مدظلہ العالی، خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جلال آباد (یوپی)

عاشق ربُّ العلیٰ ہیں حضرتِ عبد الرؤف ☆ صاحبِ حمد و ثنا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
پیر و کارِ مصطفیٰؐ ہیں حضرتِ عبد الرؤف ☆ جاں نثارِ ہر ادا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
زندگی کے ہر ورق کو اِن کی پڑھنا چاہئے ☆ اِک کتابِ حق نما ہیں حضرتِ عبد الرؤف
خاندانِ صوفی کے ہیں آپ اک روشن چراغ ☆ رازدارِ صوفیا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
وقف ان کی زندگی ہے خیر اُمت کے لئے ☆ صاحبِ جود و سخا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
اقتداء میں ان کی رہنا چاہتا ہے ہر کوئی ☆ وہ امام و پیشوا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
اِن کی باتوں میں خدا نے دی ہے تاثیرِ شعور ☆ دین کے رمز آشنا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
گمراہوں کو دین احمد پر لگا دیتے ہیں آپ ☆ ایک کامل رہنما ہیں حضرتِ عبد الرؤف
دیکھنے سے جن کو آئے بے حیاؤں کو حیاء ☆ ایسا مردِ با حیا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
یک بیک جن کی نگاہوں سے بدل جاتا ہے دل ☆ رکھتے نظر کیمیا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
دیکھنے سے جن کو ہو، ایمان تازہ دوستو! ☆ ایک باغِ پُر فضا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
کیا بجھا پائے گا، آئے لاکھ طوفانوں کا زور ☆ آندھیوں میں وہ دیا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
عاشقِ قرآن و سنت حضرت عبد الرحیم ☆ کہتے ہیں اہلِ صفا ہیں حضرتِ عبد الرؤف
شیخِ زکریاؒ کی نظروں کا بھی یہ محبوب ہیں ☆ اُن کے دل کا مدّعا ہیں حضرتِ عبد الرؤف

ہیں خلیفہ آپ مولانا مسیح اللہؒ کے ☆ نازِشِ فکرِ رَسا ہیں حضرتِ عبد الرؤف

سنتِ خیر البشرؐ ہے جان سے اِن کو عزیز ☆ وارثِ خیر الوریٰ ہیں حضرتِ عبد الرؤف

بے کس و مظلوم اور محروم انسانوں کے بیچ ☆ ہر گھڑی محو دعا ہیں حضرتِ عبد الرؤف

غمزدوں کو اِن کی باتوں سے ملا کرتا ہے عزم ☆ صاحبِ صبر و رضا ہیں حضرتِ عبد الرؤف

آپ کے سائے میں رہنا چاہتے ہیں سب کے سب ☆ آپ سب کے آسرا ہیں حضرتِ عبدالرؤف

لمحہ لمحہ پل بہ پل کولاؔ برادرس آپ پر ☆ جان اور دل سے فدا ہیں حضرتِ عبدالرؤف

اک نظر طارق کی جانب بھی اُٹھا کر دیکھئے ☆ فیض کا اک سلسلہ ہیں حضرتِ عبدالرؤف

منجانب: محمد سلیمان کولا اور اہلِ خاندان، لاجپوری۔ مؤرخہ: ۲۷ر فروری ر ۲۰۱۰ء بروز سنیچر

شاعر: طارق بن ثاقب قاسمی خادم (مدرسہ) معہد ترتیل القرآن، ارریہ (بہار) انڈیا

خاندان صوفیہ کی تالیفات مفیدہ وجدیدہ

(۱) باغ عارف (مجموعہ اورادالصوفیہ، فوائدالصوفیہ، معارف الصوفیہ مع سوانح حیات حضرت شاہ صوفی سلیمان دیوان صاحب لاجپوریؒ)

مرتب: حضرت مولانا محمد یوسف دیوان صاحب لاجپوریؒ

سن اشاعت: باراول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء، باردوم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء

(۲) سرورالنجاح ترجمہ نورالایضاح

مرتب: حضرت مولانا محمد یوسف دیوان صاحبؒ وحضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری مدظلہ مقیم ڈیوزبری

سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء

(۳) گلشن یوسفی (سوانح حضرت مولانا محمد یوسف دیوان صاحب لاجپوری)

مرتب: حضرت مولانا عبدالحیٔ سیدات صاحب (نادرؔ لاجپوری) مدظلہ

سن اشاعت: ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء

(۴) تذکرۂ عبدالقدوس (سوانح حیات حضرت مولانا عبدالقدوس دیوان صاحب لاجپوریؒ) مرتب: مفتی دبیر عالم صاحب قاسمی مدظلہ

سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء

مرتب: مولانا عبدالسلام مالویا صاحب لاجپوری مدظلہ (امام مسجدِ قبا، لندن)

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم (خلیفۂ اجل مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ جلال آبادی) خطیب وامام ہینری اسٹریٹ باٹلی کی اثر انگیز، پر درد مصلحانہ تقاریر کا بیش بہا مجموعہ انشاء اللہ عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے، جس میں حضرت والا دامت برکاتہم نے دل درد مند زبان، ہوشمند مخلصانہ کلمات سے خواتین ملت کی بہترین تربیت وشرعی رہنمائی فرمائی ہے جو عموماً ذمہ داران اہل خانہ وخصوصا مستورات ملت کے لیے از حد نافع ومفید ہے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے مالا مال فرمائے، آمین۔